اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ ط

نقصان نہ دے گا تجھے عصیاں میرا
غفران میں کچھ خرچ نہ ہو گا تیرا
جس سے تجھے نقصان نہیں کر دے معاف
جس میں تیرا کچھ خرچ نہیں دے مولیٰ

[اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ]

فخر اسلام قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے روح پرور معلومات افروز اور تاریخی مواعظ حسنہ کا حسین گلدستہ

ملک محبوب الرسول قادری
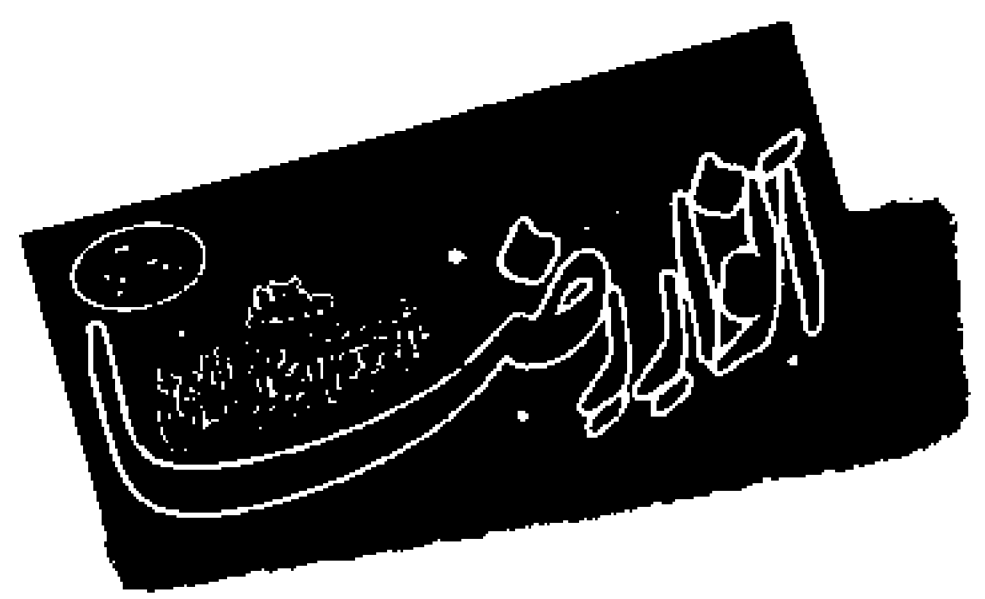
انٹرنیشنل غوثیہ فورم

زاویۂ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر1) سرگودھا روڈ جوہر آباد (41200)

0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com

شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

خطبات نورانی نمبر

جلد نمبر 8 شمارہ نمبر 4

چیف ایڈیٹر / ایڈیٹر

ملک محمد قمر الاسلام قمر / مفتی آصف محمود قادری

معاون ایڈیٹر

سید غفران شرف گیلانی | علامہ محمد شاہد جمیل اویسی

قیمت فی شمارہ

-/360 روپے

سالانہ رکنیت فیس

2000 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم سٹریٹ (نزد چونگی نمبر 1) جوہرآباد 41200

0300/0321/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
جوہر آباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
چیف ایڈیٹر
ملک محبوب الرسول قادری

مشمولات

Gulnawaz Muhammadi Saifi
Abdul Majeed Muhammadi Saifi
0333-8407272, 534568
MEFCO fans
Superior Quality Fan
Durable & Long Lasting
میفکو فین
Mefco Fans G. T. Road, Gujrat
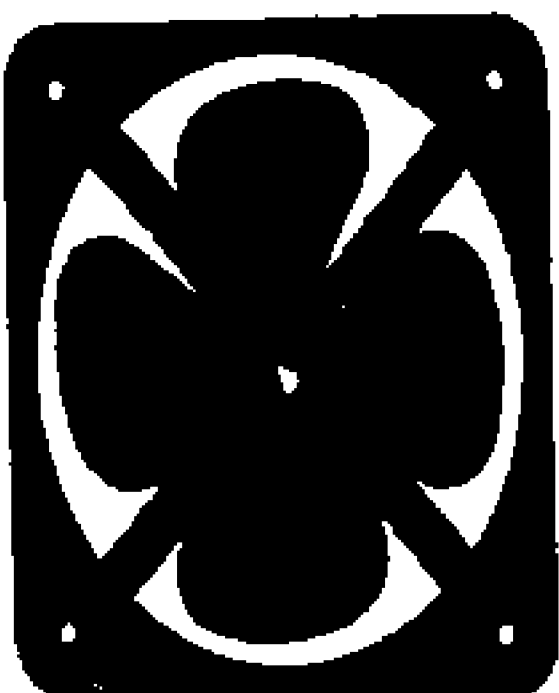
اپنی بات

خطباتِ نورانی: پس منظر اور پیش منظر

آج سے ٹھیک گیارہ برس قبل حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے فوراً بعد "علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان" قائم کر کے امام نورانی قدس سرہ کے خطبات کا پہلا مجموعہ "مولانا نورانی کی بارہ تقریریں" کے عنوان سے راقم ملک محبوب الرسول قادری نے مرتب کیا۔ جسے قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور نے جنوری 2014ء میں پہلی مرتبہ شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پھر اسی سال اس کا دوسرا ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ اس مجموعہ میں جشن میلاد مصطفی ﷺ، دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے، عصمتِ نبوت اور مقام مصطفی ﷺ، عقیدہ ختم نبوت، فضائے بدر پیدا کر، عظمت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، استقامت دین کے ثمرات، اسلامی معاشرت کے تقاضے، حج......اسلام کا اہم رکن اور امت مسلمہ کی اجتماعی حیات کی ایک جھلک، علم اور علماء کی فضیلت، نظام مصطفی ﷺ کی برکات، یارسول اللہ ﷺ فریاد ہے، کے عنوان سے 13 خطبات شامل تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے "علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان" کے زیر اہتمام ہی مزید "خطباتِ نورانی" مرتب کیے جنہیں اسی نام سے لاہور ہی سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ اکتوبر 2004ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوئے۔ اس کتاب میں شامل خطبات کے عنوانات کچھ یوں ہیں۔ عالم کفر کے مقابلے کے لئے ملت مسلمہ کی ذمہ داریاں، انقلاب نظام مصطفی ﷺ اور ہماری ذمہ داریاں، حضور ﷺ کے عظیم جرنیل سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، اسلام اور اصلاح معاشرہ، شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نظم وضبط کی پابندی کیسے؟، عہد میثاق، عالم اسلام کا درد اور عراق کی مسلم قوم سے یکجہتی کا اظہار، فتاویٰ رضویہ......عظیم فقہی انسائیکلو پیڈیا، شہادت ہے مطلوب ومقصود مومن، پندرہ شعبان......اللہ کا انعام، قیامت کو جواب دینا ہوگا، مرکز ایمان......مدینہ منورہ، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ، جہاد فی سبیل اللہ (اسلام کا اہم رکن) اور سیرت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عنوانات سے خطبات

شامل کئے گئے جبکہ اس کے آخر میں حضرت قائد اہل سنت کے والد گرامی حضرت سفیر اسلام مبلغ اعظم مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطبہ عید الفطر شامل کر دیا گیا۔

الحمد للہ! اللہ کریم نے اس کو دنیا بھر میں کمال قبولیت و مقبولیت عطا فرمائی حتیٰ کہ اس کتاب کو انڈیا میں "برکاتی کتاب گھر میٹا محل دہلی" نے بھی شائع کیا۔ "علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان" کے فاضل رفقاء برادر محترم انجینئر محمد طاہر فاروق نورانی اور برادر محترم شفیق الرحمٰن کی طرف سے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے صائب مشورہ پر عمل درآمد کے سبب اس سلسلہ کی تیسری کڑی منظر عام پر آ گئی جو الحمد للہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ہم نے مزید خطبات کے سلسلہ کو مرتب کرنے کا عزم بالجزم اور عملی کام شروع کر رکھا ہے اور منصوبہ یہ ہے کہ مستقبل میں جس قدر ممکن ہوا حضرت مولانا نورانی کے خطبات کو کتابی صورت میں پیش کرنے کا یہ سلسلہ جاری رکھا جائے کیونکہ حضرت قائد اہل سنت کی فکر کو آئندہ نسل تک منتقل کرنے کے لئے یہ بہترین، دیرپا اور مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ ہم نے ان خطبات میں کسی طرح کی تبدیلی کو روا نہیں رکھا بلکہ من وعن اصلی حالت میں پیش کر دیا ہے البتہ کہیں تقریری زبان کو تحریری ضرورت کے پیش نظر متبادل الفاظ کا سہارا دے دیا گیا ہے۔

من وعن نقل کرنے سے مقصود حضرت کے طرز تخاطب کو اصلی حالت میں محفوظ رکھنا ہے۔ ان شاء اللہ بعد میں کسی وقت حضرت قائد اہل سنت قدس سرہٗ کے ایک سو خطبات کو عمدہ معیار کے ساتھ مکمل کتابی سیٹ کی صورت میں منظر پر لایا جائے گا۔

قارئین کرام! ہم اپنے مقصد میں کس قدر کامیاب ہوئے؟ اس کا فیصلہ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ اس کی خوبیاں اور اوصاف اللہ کریم کی خاص مہربانی اور اس کی خامیاں ہماری عدم توجہ کا نتیجہ ہیں۔ ہمارے حق میں دعا فرمائیں کہ رب کریم اخلاص وللہیت کے ساتھ اس مبارک علمی سفر کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے اور ہمارے جملہ معاونین، و وابستگان کے لئے خیر کے دروازے کھلے رکھے۔ آمین۔

مملوک محمد محبوب الرسول قادری

(چیف ایڈیٹر)

11 اگست 2014ء

پیشوائی

آبروئے قلم و قرطاس، زینت السادات، عالم ربانی، عارفِ یزدانی
حضرت پیر سید **محمد فاروق القادری** دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین: خانقاہِ قادریہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خان ضلع رحیم یار خان

ما طفلِ کم سواد و سبق رقصہائے دوست
صد بار خواندہ و دوگر از سر گرفتہ ایم

یوں تو برصغیر کی تاریخ شعلہ بیان خطیبوں، سحر انگیز مقرروں اور محافل کو لوٹ لینے والے واعظین سے بھری ہوئی ہے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ پُر جوش اور وقتی جذبات کو بھڑکانے کی سیاست نے کبھی بھی تاریخ کے رخ تبدیل نہیں کیے۔ تاریخ کے دھارے ہمیشہ داعیوں کی ٹھنڈی میٹھی اور دل میں اُتر جانے والی صداؤں نے تبدیل کیے ہیں۔ اس کا تعلق

؎ از دل خیزد و بر دل ریزد

قائد ملت اسلامیہ مولانا الشاہ احمد نورانی کو لاکھوں کے مجمع میں ہم نے تقریریں کرتے ہوئے دیکھا، انہیں پریس کانفرنسوں میں خطاب کرتے سنا ہے۔ ملکی و ملی مسائل میں انتہائی اہم میٹنگوں میں ان کی باتیں سنیں، انہیں جیلوں میں دیکھا، انتہائی جذباتی ماحول میں دیکھا۔ کیا مجال ہے کہ کبھی کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی ان کی زبان میں فرق آیا ہو۔ ان کے لہجے میں تلخی کی آمیزش ہوئی ہو، مگر زبان سے اخلاق عالیہ سے گرا ہوا کوئی معمولی لفظ کسی نے سنا ہو۔ وہ بات کرتے تو منہ سے پھول جھڑتے وہ زبان کھولتے تو ان کی شیریں بیانی کانوں میں رس

گھول دیتی۔ وہ بات کرتے تو ان کی بات دلوں کے قفل توڑ کر دل کے اندر داخل ہوتی شاید مجروح سلطان پوری نے آپ ہی کے لئے کہا تھا۔

سوال اُن کا، جواب اُن کا، سکوت اُن کا، خطاب ان کا
ہم اُن کی انجمن میں سر نہ کرتے خم تو کیا کرتے

ان کی شرافت نجابت بالخصوص زبان کی طہارت، فکر کی بلندی اور ملکی و ملی مسائل کے بارے میں درست فکری، دور اندیشی اور مستقبل بینی کے اپنے تو اپنے غیر بھی ہمیشہ معترف رہے۔

والفضل ما شهدت به الاعداء۔

کوئی شک نہیں کہ امام نورانی مردہ سیاست کاروں کے قبرستان میں ہمیشہ اذان دینے کا فریضہ سرانجام دیتے رہے وہ اس دور کے آدمی نہیں تھے۔ وہ اس دور کے فرد ضرور تھے جو سیاست، خدمت، حکومت، عدل و انصاف اور چاکری اور اقتدار مخلوق خدا کو سہولتیں پہنچانے کی روایت موجود تھی۔ یہ دور تو بقول کیفی اعظمی اور منظر کا حامل تھا۔

جس قدر تسخیر خورشید و قمر ہوتی گئی   زندگی تاریک سے تاریک تر ہوتی گئی

یہ درست ہے کہ قائد ملت اسلامیہ شاہ احمد نورانی کئی زبانوں میں خطاب کرنے کی اہلیت سے بہرہ ور تھے اور ان کی تقریروں اور خطابات کے کئی مجموعے بھی شائع ہو چکے ہیں مگر ان کے خطبات کا ہر مجموعہ اپنے اندر غور و فکر اور تدبر و تعقل کے نئے زاویوں کی راہ دکھاتا ہے۔ دل چاہتا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر انہی کی باتیں سنی جائیں۔

اعد ذكر نعمانٍ لنا اِنّ ذكرهٗ   هو المسكُ ما كرّرتهٗ يتضوع

ہمارے جوہر شناس، علم پرور اور معارف نواز دوست ملک محبوب الرسول قادری نے جہاں علمی دنیا سے بے شمار ہیرے اور جواہرات نکال کر قوم کے سامنے پیش کیے ہیں وہاں بجا طور پر انہیں ملت اسلامیہ کے جلیل القدر پیشوا شاہ احمد نورانی کے عہد آفرین خطابات کے نشر و اشاعت کی خصوصی سعادت بھی عطا ہوئی ہے۔ ان کی خوبی یہ ہے کہ وہ کتاب کو صاحب کتاب کی نفاست،

لطافت اور حسن وخوبی سے مزین کر کے چھاپتے ہیں۔ یہ تازہ مجموعہ بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے اسے امام نورانی کی عظیم شخصیت کا آئینہ اور ملک صاحب کی طرف سے نادر تحفہ سمجھنا چاہئے۔

شاہ احمد نورانی کا ذکر اور ان کی یاد پہلو بدل بدل کر جتنی دیر چلتی رہے دل وجد اور روح بہار کی کیفیت میں رہتا ہے۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتیم چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

دنیا کو شاید کسی کے مرنے جینے سے زیادہ سروکار نہ ہو مگر ہم ایسے شاہ احمد نورانی کے خوشہ چینوں کے دل سے ہر وقت یہ صدا نکلتی رہتی ہے۔

زرفتن تو من از عمر بے نصیب شدم سفر تو کردی و من در وطن غریب شدم

دوسری اقتدار کے پجاریوں کو دیکھ کر مولانا نورانی کے مزار سے برابر یہ صدا گونجتی رہتی ہے۔

ہمارے بعد محفل میں اندھیرا رہے گا بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے

دینی، سماجی، اخلاقی اور علمی اقدار کا محافظ
جوہر آباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
ملک محبوب الرسول قادری

پیغامات

دولت یا علم

دس آدمیوں کی ایک جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔علم اور دولت دونوں میں سے کسے برتری حاصل ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کو الگ الگ جواب دیا، فرمایا:

☆......دولت فرعونوں کا ورثہ ہے، علم انبیاء کا علیہ۔

☆......دولت کی حفاظت تم کرتے ہو اور تمہاری حفاظت علم کرتا ہے۔

☆......جس کے پاس دولت وثروت ہو، اُس کے بہت سے دشمن ہوتے ہیں اور جس کے پاس علم ہو، اس کے بہت سے دوست ہوتے ہیں۔

☆......دولت بانٹی جائے تو کم ہو جاتی ہے۔علم بانٹا جائے تو بڑھ جاتا ہے۔

☆......دولت مند کنجوسی کی طرف مائل رہتا ہے اور عالم فیاضی کی طرف۔

☆......دولت چرائی جاسکتی ہے، علم چرایا نہیں جاسکتا۔

☆......دولت وقت کے ساتھ گھٹتی رہتی ہے، علم کبھی نہیں گھٹتا۔

☆......دولت محدود ہے، اس کا حساب رکھا جاسکتا ہے۔علم لامحدود ہے، اس کی کوئی انتہائی نہیں۔

☆......دولت سے اکثر دل ودماغ پر سیاہی چھا جاتی ہے۔علم سے دل ودماغ جلا پاتے ہیں۔

☆......دولت نے فرعون اور نمرود جیسے خدائی کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے پیدا کئے۔علم نے سچے معبود سے متعارف کرایا۔

مراسلۂ خصوصی

حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی

چیئرمین: ورلڈ اسلامک مشن

سجادہ نشین: خانقاہِ عالیہ حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ

جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب
علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سینٹر پاکستان
جوہر آباد۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

امید ہے مزاج شریف بخیر ہونگے۔

سہ ماہی "انوار رضا" کی اشاعت خاص پر "خطباتِ نورانی نمبر" کا اجرا آپکی دیگر کاوشوں کا ایک تسلسل ہے، جس پر آپ اور آپ کا ادارہ جو وقتاً فوقتاً والد ماجد قائد ملت اسلامیہ قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی جہد مسلسل پر طباعت واشاعت کا فریضہ سرانجام دیتا رہتا ہے مبارکباد کا مستحق ہے۔ اللہ رب العزت اس ادارے کو اس کام کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپکو بھی ہمت و لگن سے اپنے اس کام کو سرانجام دیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات نورانی نمبر میں شائع کرنے اور اسے عوام الناس کے ہاتھوں تک پہنچانے پر میں ناچیز ایک مرتبہ پھر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپکو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ اشاعت جاری وساری رہیگا، اللہ رب العزت آپکی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اجر عظیم سے سرفراز فرمائے اور آپ کو حضرت قائد ملت اسلامیہ قائد اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مزید گوشوں کو آشکار کرنے کے لئے اپنی اس جدوجہد کو جاری وساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

جزاک اللہ خیر

والسلام

فقیر

مولانا شاہ محمد انس نورانی صدیقی

کراچی: 3 / ستمبر 2014

خصوصی پیغام

شہرت کے بین الاقوامی افق کے روشن آفتاب محسن پاکستان

ڈاکٹر عبدالقدیر خان

مصنف ملک محبوب الرسول قادری

ممتاز صحافی جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ ہر سال باقاعدگی سے مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کے حوالے سے کتابی شکل میں کوئی نہ کوئی نادر پارہ ہم تک پہونچاتے رہتے ہیں۔ زیر نظر "انوار رضا" کا شمارہ مولانا نورانی کے گیارویں عرس کی مناسبت سے "خطبات نورانی" نمبر ہے جو بہت قیمتی اور بڑی علمی کاوش ہے اور نہایت قابل تحسین ہے۔

حضرت شاہ احمد نورانیؒ اور ان کا گھرانہ تاریخ اسلام اور تحریک پاکستان کا بہت بڑا حوالہ ہیں۔ جناب قادری صاحب کی اس گھرانے سے بہت عقیدت ہے جو دراصل دین متین سے محبت کی غمازی ہے۔ جناب قادری صاحب کی بہت سی کتابیں اور "انوار رضا" کے خصوصی نمبر میرے لئے فردوس نظر بن چکے ہیں اور ہر دیندار انسان کے لئے قابل مطالعہ ہیں۔ آپ ہر سال نورانی ڈائری بھی شائع کرتے ہیں جس میں بے حد مفید اور قیمتی مواد ہوتا ہے۔

جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے لئے دل سے یہی دعا نکلتی ہے:

خط ان کا بہت خوب، عبارت بھی ہے اچھی   اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

احقر: ڈاکٹر عبدالقدیر خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

DR. A. Q. KHAN
NI & BAR, HI

"Mountain View"
207, Hillside Road
E-7, Islamabad.
Pakistan

Date: 1.8.14

پیغام برائے انوار رضا جوہر آباد
معنونہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب

ممتاز صحافی جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ وہ ہر سال باقاعدگی سے مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ کے حوالے سے کتابی شکل میں کوئی نہ کوئی نادر پارہ ہم تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ زیر نظر "انوار رضا" کا شمارہ مولانا نورانیؒ کے گیارویں عرس کی مناسبت سے "خطبات نورانی" نمبر ہے جو بہت قیمتی اور بڑی علمی کاوش ہے اور نہایت قابل تحسین ہے۔

حضرت شاہ احمد نورانیؒ اور ان کا گھرانہ تاریخ اسلام اور تحریک پاکستان کا بہت بڑا حوالہ ہیں۔ جناب قادری صاحب کی اس گھرانے سے بہت عقیدت ہے جو دراصل دین متین سے محبت کی غماز ہے۔ جناب قادری صاحب کی بہت سی کتابیں اور "انوار رضا" کے خصوصی نمبر میری نظروں سے گزرے ہیں اور ہر دیندار انسان کے لیے قابل مطالعہ ہیں۔ آپ رسالہ نورانی ڈائری بھی شائع کرتے ہیں جس میں بے حد مفید اور قیمتی مواد ہوتا ہے۔

جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے لیے دل سے یہی دعا نکلتی ہے:۔

خط ان کا بہت خوب عبارت بھی ہے اچھی
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

احقر۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان

نامور ایٹمی سائنسدان، محسن پاکستان، جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے پیغام کی عکسی نقل

پیغامات

رفیق قائد، جمیل العلماء

حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی

ناظم تعلیمات: جامعہ نعیمیہ کراچی

قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کے وجود میں قدرت نے علم، حلم، سخاوت اور استقامت جیسی خصوصیات جمع فرمادی تھیں وہ حُسنِ عمل کا پیکرِ حسین تھے اور ان خوبیوں کا مجموعہ و مرقع تھے وہ ہمیشہ مشاورت کو نجی زندگی اور جماعتی نظم میں اہمیت دیتے دلائل کے ساتھ اپنا موقف پیش فرماتے اور ضمیر کی آواز کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزاج پر بیرونی اثرات ہرگز مرتب نہ ہوتے تھے۔ ان میں تمام تر قائدانہ صلاحیتیں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ انہوں نے اپنے کارکنوں اور رفقاء کی تربیت کے لئے بھرپور جدوجہد فرمائی۔ اظہار ناراضی کے ساتھ بھی تربیت فرمائی اور شفقت ومحبت کے ساتھ بھی کارکنوں میں معاملہ فہمی کا شعور بیدار کیا۔ وہ واقعی علامہ اقبال کے اس شعر کا مصداق تھے۔

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پُرسوز یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں الحمدللہ میں نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ گزارا ہے اور ان کے ساتھ بیتے لمحات ہمارے لئے سرمایہ افتخار ہیں۔ قدرت نے انہیں خطابت کا جو ملکہ ودیعت فرمایا تھا وہ کبھی کسی سے مانگا تانگا ہوا نہیں تھا بلکہ منفرد انداز خطابت انہیں عطا ہوا۔ ان کے خطبات میں قرآن وحدیث اور حالات حاضرہ پر بھرپور تبصرہ موجود ہوتا تھا۔ ان کے تجزیئے ان کے تجربے اور اثابت فکر کا آئینہ دار ہوتے تھے۔ حضرت مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کو دیکھا جائے تو

پہلا دورہ 1926ء سے 1947ء تک کا زمانہ ہے۔ وہ 1926ء میں میرٹھ میں پیدا ہوئے اور قیام پاکستان 1947ء تک انہوں نے تعلیم و تربیت اور پھر اپنے والد گرامی حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 'بنارس سنی کانفرنس' میں شرکت اور قیام پاکستان کی ابتدائی تحریک سے لے کر قیام پاکستان تک بھرپور کردار ادا کیا اور بھرپور جوانی یعنی 21 برس کی عمر میں اس مقصد میں کامیابی حاصل کی۔ گویا پاکستان بن گیا۔ تحریک پاکستان میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے دہلی، میرٹھ، مراد آباد میں اس نعرہ کو خوب متعارف کرایا۔

؎ بن کے رہے گا پاکستان بٹ کے رہے گا ہندوستان

☆ دوسرا دور 1947ء سے 1954ء تک کا زمانہ ہے۔ اس سات سالہ زمانہ میں مولانا نورانی نے تبلیغی خدمات سرانجام دیں اور اپنے والد گرامی کے وصال مبارک تک ان کے ساتھ اور ان کے ارشاد کے مطابق انہی کی راہنمائی میں جدوجہد کرتے رہے۔ یہ زمانہ ابلاغ دین کے حوالے سے مولانا کی جدوجہد کا حامل ہے۔

☆ تیسرا دوران کے والد گرامی حضرت سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت 1954ء سے 1970ء تک کا زمانہ ہے۔ ان 16 برسوں میں حضرت قائد اہل سنت نے ساری دنیا کے دورے کیے اور اپنے والد گرامی کے مشن کی تکمیل کے لئے انتھک محنت کی۔ اس دوران انہوں نے بیرون ممالک میں عظیم مشن کے لئے دورے کیے۔ حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری، فقیر جمیل احمد نعیمی اور دیگر احباب اس زمانے میں بھی حضرت کے ساتھ تھے۔ کئی امور میں اختلاف بھی رہا، ہمیشہ انہوں نے اختلاف رائے کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور دلیل سے پیش کیے گئے امور کو تسلیم بھی کیا۔ وہ واقعی حق و دیانت اور برھانی وصداقت کے پیکر تھے۔

چوتھا دور 1970ء سے 11 دسمبر 2003ء کا زمانہ ہے جو انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے ملکی سیاست میں نہایت دلچسپی، دلجمعی اور محنت سے گزارا۔ ان 32/33 برسوں میں مولانا نورانی نے لادینیت اور دین بیزاری کا راستہ پوری قوت سے روکا۔

نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے کام کیا۔ نتیجہ خیزی اور مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ چالیس چالیس سال سے ملکی سیاست میں کام کرنے والے گھاگ سیاست جو مقام نہیں بنا سکے تھے مولانا نورانی نے ٹوبہ ٹیک سنگھ کانفرنس 1970ء کے بعد تین چار سالوں میں وہ مقام حاصل کر لیا۔ ان کی سیاسی بصیرت، مشن کی صداقت پر یقین محکم اور وابستگی میں غیر متزلزل پختگی نے ان کو ہر میدان میں سرخرو کیا۔

محترم ملک محبوب الرسول قادری نے 2003ء کے بعد آج 2014ء تک جس استقامت اور تسلسل کے ساتھ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، خدمات، جدو جہد اور مشن کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لئے جو محنت اور کوشش جاری رکھی ہوئی ہے وہ قابل تحسین بھی ہے اور حیران کن بھی۔ قادری صاحب! ماشاء اللہ آپ محبوب الرسول ہیں۔ ہمارے عظیم قائد کے بھی محبوب ہیں اور الحمد اللہ ہمارے بھی محبوب ہیں۔ آپ نے تسلسل، سرعت، محبت اور محنت سے اس موضوع کو خوب نبھایا ہے اور اس کام کو جاری رکھا ہوا ہے۔ اب ''خطبات نورانی نمبر'' کی اشاعت حضرت مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر اور مشن کو انہی کی زبانی نئی نسل تک منتقل کرنے کی مبارک سعی ہے۔ اس کی اہمیت اور افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی خاص مہربانی سے ملک محبوب الرسول قادری کی ان توفیقات میں برکتیں عطا فرمائے۔ میں بہت تفصیل سے لکھنا چاہتا تھا مگر وقت کی تنگ دامانی اس میں رکاوٹ کا باعث رہی۔ اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آئندہ بہت تفصیل سے لکھوں گا۔

✿✿✿

یادگار اسلاف شاعر و ادیب، خطیب و روحانی پیشوا، حضرت

علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

سجادہ نشین: دربار عالیہ شاہ والا شریف ضلع خوشاب

خدائے بزرگ و برتر کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ اپنے بعض بندوں کو منفرد اور

امتیازی اوصاف سے نواز کر ہمہ جہت شخصیت کا روپ عطا کرتا ہے اور مجموعۂ کمالات اور مجسمۂ جملہ صفات بنا دیتا ہے۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی قدس سرہ العزیز کا انہیں نادر روزگار شخصیات میں شمار ہوتا ہے جو جمیع صفاتِ عالیہ سے متصف نظر آتے ہیں۔

لیس علی اللہ بمستنکرٍ ان یجمع العالم فی واحدٍ

ان کمالات عالیہ میں سے ایک وصفِ جمیل فن خطابت میں بھرپور دسترس ہے۔ ہمارے ممدوح معظم کو احکم الحاکمین نے اس فن میں بامِ عروج پر پہنچایا تھا۔ فصاحت و بلاغت، قادر الکلامی ما فی الضمیر کے خوبصورت اظہار، اثر آفرینی، افادۂ خواص و عوام اور مقصدیت سے لبریز ہونے کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات سے مزین احادیث رسول ﷺ سے مرصع اور اقوال اکابر سے معمور یادگار انداز تقریر مثالی تھا۔ لطیف استدلال، حسین استخراج اور خوبصورت استنباط نورانی صاحب کی تقریر کا طرۂ امتیاز تھا۔ آپ کے مواعظ میں اختصار کے ساتھ جامعیت کا پہلو نمایاں ہوتا تھا نیز آپ بڑے سے بڑے مدمقابل کو بھی قول لیّن سے مخاطب کرتے تھے۔ عموماً آپ سے اختلاف رکھنے والے انسان آپ کی طرزِ تقریر اور مدلل اندازِ تخاطب سے قائل اور معتقد ہو کر اٹھتے تھے۔

معروف ادیب، نامور اسکالر اور شہرۂ آفاق مصنف ملک محبوب الرسول قادری نے نورانی صاحب کی شخصیت پر جو تحقیقی کام کیا ہے وہ اپنی مثال آپ کے زمرہ میں آتا ہے۔ پیشِ نظر انوار رضا کا "خطبات نورانی نمبر" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ یقیناً اہل نظر اس تحقیقی کاوش کو تحسین کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ محققین علمائ، خطبائ، نورانی صاحب کے ان خطبات سے بھرپور استفادہ کر کے اپنے قلب و نگاہ کو معنبر و معطر کریں گے۔ ربِ محمد جل وعلا و ﷺ جناب قادری صاحب کی اس عظیم پیش کش کو قبول خاطر اور لطف دوام عطا فرمائے اور عظیم جزائے خیر سے نوازے۔

ایں دعا من و از جملہ جہاں آمین آباد

شفاف سیاست دان اور امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمان

جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی

مرکزی صدر: جمعیت علماء پاکستان

یہ بات دلی خوشی کا سبب بنی کہ جواں جذبوں اور مضبوط ارادوں کے مالک ہمارے تنظیمی ساتھی محترم ملک محبوب الرسول قادری اپنے معمول کے مطابق اگلا قدم یہ اٹھا رہے ہیں کہ حضرت قائد اہل سنت امام انقلاب مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اور تقاریر کا مجموعہ اپنے سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہر آباد کے ''خطباتِ نورانی نمبر'' کی صورت میں منظر عام پر لا رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریریں علم و دانش اور بصیرت و دانائی کا بہتا ہوا دریا ہوا کرتی تھیں وہ نہایت زیرک، معاملہ فہم، انتہائی مخلص اور باکردار سیاست دان تھے اور ان کی تقریریں ان کے فکر کی آئینہ دار تھیں جن میں علمی نکات، دینی راہنمائی، سیاسی پیشوائی، خیر کی ترغیب اور بدی سے نفرت و بیزاری کا بھرپور مواد موجود ہوتا تھا مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریریں اگر آج بھی خوب سمجھ کر سن لی جائیں یا پڑھ لی جائیں تو ان سے بھرپور راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے محترم ملک محبوب الرسول قادری ہمارے دیرینہ ساتھی ہیں اور انہیں حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل اعتماد حاصل تھا۔ حضرت ان سے ہمیشہ شفقت کا رویہ اختیار فرماتے تھے اور انہوں نے بھی حضرت کے وصال مبارک کے بعد اس اعتماد اور تعلق کو خوب نبھایا ہے۔ ہر سال نورانی ڈائری کا باقاعدگی سے اجراء اور ہر سال حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کا مختلف گوشوں پر خصوصی اشاعتیں ان کا مستقل معمول بن گئی ہیں اور وہ اس معمول میں کسی طرح کا تعطل اور خلا واقع نہیں ہونے دیتے۔ انہوں نے ابھی اسی سال ''تحفظ ناموس رسالت نمبر'' کی اشاعت کا کارنامہ سرانجام دیا اور اب ''خطباتِ نورانی نمبر'' جلوہ افروز ہورہا ہے۔

اللہ کرے ان کا یہ سلسلۂ خیر یونہی جاری وساری رہے۔

❁❁❁

جگر گوشہ قائد اہل سنت حضرت

صاجنزادہ شاہ محمد اویس نورانی

سیکرٹری جنرل: جمعیت علماء پاکستان

بسم اللہ۔۔۔۔

سہ ماہی انوار رضا جوہرآباد کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ماضی میں تاجدار بریلی نمبر، ختم نبوت نمبر، مجاہد ملت نمبر، قائد ملت اسلامیہ نمبر نکال کر علماء مشائخ اور عوام اہل سنت سے داد وتحسین حاصل کی، اس کا سارا کریڈٹ محبوب اہل سنت جناب ملک محبوب الرسول قادری کو جاتا ہے، ملک محبوب الرسول قادری کو اللہ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا ہے، آپ بہترین مقرر، شاعر، اور ادیب جیسی خوبیوں کے مالک ہیں۔

حضرت قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی کے وصال کے بعد ان کی یادوں کو انہوں نے ہمیشہ زندہ رکھا، حضرت کی سیرت، افکار اور کردار پر متعدد کتب شائع کرنے کا اعزاز آپ کو حاصل ہے، ان کی تازہ کاوش انوار رضا کے "خطباتِ نورانی نمبر" کی اشاعت پر میں دل کی گہرائیوں سے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور عوام اہل سنت سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کے ادارے کے ساتھ دل کھول کر تعاون کریں، تاکہ نشر واشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہ سکے، اللہ تعالیٰ حضور پرنور ﷺ کے طفیل ہم سب کو اس دھرتی پر نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی توفیق دے، آمین یارب العالمین۔

❁❁❁

مجاہد اہلسنّت حضرت علامہ

قاری محمد زوار بہادر

صدر جمعیت علماء پاکستان پنجاب

قائد ملت اسلامیہ قائد اہل سنّت حضرت علامہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدبر سیاستدان اور شب زندہ دار شخصیت کے حامل تھے انہیں ملک کی تمام سیاسی جماعتوں نے اپنا قائد تسلیم کیا وہ ایک سچے پاکستانی اور وطن عزیز میں نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے علمبردار رہے انہوں نے پوری دنیا میں زندگی کے شب و روز رسول اکرم ﷺ کے دین کی تبلیغ واشاعت میں گزارے وہ پاکستان ہی میں نہیں بلکہ دنیا بھر کی سیاست پر نظر رکھتے تھے۔ پوری دنیا میں اُمت مسلمہ کے اتحاد اور کشمیر و فلسطین کے مسئلہ پر ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے آواز بلند کرتے رہے، وہ عراق و افغانستان پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی یلغار کی بڑی شدت کے ساتھ مخالفت کرتے رہے اور اسلام دشمن امریکی پالیسیوں کی مخالفت میں صف اول میں رہے۔ دوسری جانب وہ حافظ قرآن، قاری قرآن اور جید و مستند عالم باعمل بھی تھے وہ دن کو تبلیغ اور رات کو اپنے رب سے راز و نیاز کرتے تھے ان کی زندگی کے ہر دو پہلو آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

محترم المقام جناب ملک محبوب الرسول قادری اہلسنّت کے وہ واحد صحافی ہیں جنہوں نے بلا مبالغہ امام شاہ احمد نورانی کے خطبات اور ان کے پیغامات کو عام کرنے میں انتہائی مؤثر اور کلیدی کردار ادا کیا ہے انوار رضا جوہر آباد کا ''خطبات نورانی نمبر'' اُن کی امام شاہ احمد نورانی کے ساتھ اصولی اور بے کنار محبتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے محترم قادری صاحب اس سے قبل بھی متعدد نمبر اس عنوان سے شائع کر چکے ہیں اور آئندہ بھی اس کا مستقل ارادہ رکھتے ہیں۔

ان کی شائع کردہ کتب و تصانیف ہر سُنی کے گھر کی زینت ہونی چاہئیں اس سے نہ صرف ان کی حوصلہ افزائی ہوگی بلکہ قارئین اپنے قائد کی سیاسی اور دینی خدمات سے بھرپور

استفادہ حاصل کرسکیں گے۔ میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ملک محبوب الرسول قادری کو اس کاوش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

❁❁❁

ہدیہ سپاس

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

مدیر و موسس: مجلہ فقہ اسلامی کراچی

مجدد عصر حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے خطابات پر مشتمل ایک خصوصی نمبر جناب ملک محبوب الرسول صاحب قادری شائع کرتے جا رہے ہیں...... ملک محبوب الرسول صاحب کی جانب سے یہ کوئی پہلی کاوش و کوشش نہیں بلکہ اس سے قبل بھی وہ متعدد خاص نمبرز اور کتب شائع کرکے علماء و عوام اہل سنت سے داد تحسین وصول کر چکے ہیں...... ان کا یہ خاص نمبر اس اعتبار سے منفرد ہے کہ اس میں حضرت قائد و مجددِ ملتِ اسلامیہ کے خطابات رتقاریر کو ایک خاص حسنِ ترتیب سے آراستہ کیا گیا ہے' اور کوشش کی گئی ہے کہ حضرت کے خطابات ایک دستاویز بن جائیں اور آئندہ نسلوں تک پہنچ کر مشعل راہ کا کام دیں......

حضرت کے علمی روحانی اور تربیتی دروس و خطابات میں' شان صدیقی جھلکتی تھی' ان کی گفتگو میں شہد کی سی مٹھاس بھی تھی' تربیت کا تڑکا بھی تھا محبت کی خوشبو بھی تھی' عشق رسالت مآب ﷺ کا نور بھی تھا' اور کلام الٰہی کی تلاوت کی چاشنی بھی تھی' وہ قرآن کی آیات پڑھتے تو جی چاہتا تھا قرآن ہی پڑھتے رہیں .... ان کے سیاسی خطابات میں بلا کا زور' فاروقی رعب و دبدبہ' اور حیدری للکار ہوا کرتی' گھنٹوں جاری رہنے والے خطابات میں دریا کی روانی اور شیروں کی گھن گرج کی آمیزش ہوا کرتی تھی' کبھی تو وہ بولتے نہیں تھے صرف برستے تھے...... وہ برستے تھے' ظلم و جبر کے نظام پر' اسلام دشمن طاقتوں پر' اور غیر ملکی ایجنڈوں اور ایجنٹوں پر...... وہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے علاوہ کسی اور نظام کو قبول کرنے کے قائل نہ تھے......

۹ نومبر ۱۹۹۵ کو ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا:........ ہم شروع سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پناہ میں ہیں' ہمارا موقف واضح ہے' ہم کسی ازم پر یقین نہیں رکھتے ...... ہم پنجابی ازم مہاجر ازم' سندھی ازم کو مسترد کرتے ہیں...... ہمارا رشتہ رسول اللہ ﷺ سے ہے اور ہمارے گلے میں رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا پٹہ ہے' ہم کسی لبرل ازم کو نہیں مانتے ...... نہ لبرل اسلام کو مانتے ہیں..... لبرل اسلام دھوکہ ہے...... اللہ کے ہاں اسلام صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے ...... ان الدین عند اللہ الاسلام ...... لبرل اسلام کہاں سے آ گیا؟ ہمیں فخر ہے کہ ہم گنبدِ خضرا کے زیر سایہ ہیں ہمیں غلامی رسول ﷺ پر فخر ہے ہم صرف اسی اسلام کو مانتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے...... ہم کسی نئے اسلام کی دعوت نہیں دے رہے...... ہم چودہ سو سال کی تاریخ رکھنے والے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں......

تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے ملک کے طول وعرض میں ان کے خطابات ہوئے' اور انہوں نے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے طوفانی دورے کئے اس وقت ان کے خطابات کا رنگ بالکل جداگانہ تھا...... ایسا لگتا تھا وہ نہیں بولتے کوئی ان سے بلواتا ہے...... وہ اس جراءت رندانہ کے ساتھ قادیانیت کو گلی کوچوں میں للکار رہے تھے کہ اسے منہ چھپانے کو جگہ نہ ملتی تھی...... ان کے خطابات سے قادیانیت بل کر رہ گئی...... حکومتِ وقت پر لرزہ طاری ہو گیا ...... مضبوط کرسیاں ڈولنے لگیں ...... بھٹو جیسے عوامی لیڈر ورطہ حیرت میں تھے کہ ایک مولوی نے پورے ملک کو ہلا جلا کر رکھ دیا ہے اور ہر طرف ایک ہی آواز ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے......

قومی اسمبلی میں مولانا کی تقریر کی اثر پذیری حضور رسالتمآب ﷺ کے خصوصی تصرف و توجہ کی مرہونِ منت تھی...... اسی لئے اس شیر کی آواز کو کوئی دبانے کی جرأت نہ کر سکا اور پوری قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا.......... آج بھی ان خطابات کو پڑھیئے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے سنیئے تو دماغ سکتے میں آ جاتا ہے یوں لگتا ہے کہ.......... غالباً ایسے ہی موقعے کے لئے کہا گیا ہو..........

گفتہء او گفتہء اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

انہوں نے جو کہا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں اور اسلام کی نصرت میں کہا' یہی وجہ ہے کہ انہیں اپنی کسی تقریر پر کبھی کوئی پشیمانی نہیں ہوئی نہ انہیں اپنے الفاظ واپس لینے کی ضرورت پیش آئی......وہ جس اسٹیج پر بلائے گئے اور جہاں جہاں انہیں بولنے کا موقع ملا ......ہمیشہ حق گوئی ان کا وظیفہ اور جواں مردی ان کا وطیرہ رہا.........وہ جبابرہ کے خلاف کھڑے ہوئے تو......گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان......بن کر کھڑے ہوئے......ان کے مخالفین نے بھی بہزار اختلاف اعتراف کیا کہ.........اس شعر کا صحیح مصداق اگر کوئی ہے تو شاہ احمد نورانی ہے......

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

❁❁❁

نامور محقق و ماہر تعلیم

ڈاکٹر محمد شکیل اوج (ڈی لٹ)

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، جامعہ کراچی

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، پاکستان کے سیاسی، مذہبی اور روحانی افق پر طلوع ہونے والے ایک ایسے درخشندہ ستارے کا نام ہے، جسے اب دنیا چراغِ رخِ زیبا لے کر ڈھونڈا کرے گی۔ کیونکہ زمینی افق پر غروب ہونے والا یہ آسمانی تارہ اب اگلے جہان میں طلوع ہو چکا ہے۔ اور اس دنیا میں اس کی رجعت ممکن نہیں رہی۔ ہاں اس کا نام اور اس کا کام زندہ ہے اور وہ اپنے آثار کے ساتھ باقی رہے گا۔ جو لوگوں کو اس کی یاد دلاتا رہے گا۔ کیونکہ وہ قابل یاد

بھی ہے اور لائق داد بھی۔

عصرِ حاضر کی پُر پیچ سیاست کی وادیوں میں مومنانہ سیاست کا رستہ کچھ کھو سا گیا ہے۔ ہم نے بڑے بڑوں کو ان وادیوں میں بھٹکتے دیکھا ہے۔ پھر ایسے فاسقانہ اور منافقانہ ماحول میں مومنانہ شان اور آن بان سے زندہ رہنا ہر ایک کے بس کی بات کہاں؟ مگر پاکستان کی سیاست گواہ ہے کہ ان چھوٹے بڑے بے شمار سیاستدانوں میں ایک ایسا بھی تھا، جو سمندر میں رہنے کے باوجود گیلا ہونے سے محفوظ رہا۔ اس مردِ قلندر کی سب سے بڑی کرامت یہی تھی۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ اعلیٰ مراتب اور پُرکشش مناصب کی پیشکش ہر دورِ حکومت میں اس مردِ درویش کے تعاقب میں رہی۔ مگر وہ ان تمام عہدوں اور ان عہدوں سے وابستہ ہر ممکن مراعات ومفادات کو پائے حقارت سے مسترد کرتا گیا۔ وہ روایتی سیاست سے کلیۃً ہٹا ہوا، دروغ بافی، مکروریا اور منافقت پر مبنی سیاسی جوڑ توڑ سے الگ تھلگ رہنے والا سیاستدان تھا۔ اس کے پاس اعلیٰ اخلاق اور عمدہ کردار کا جوہر ذاتی موجود تھا۔ آج کے بازارِ سیاست میں اسی جوہر کی کمی ہمیں دوسروں میں نظر آتی ہے۔ وہ اپنے اسمِ گرامی کی طرح خود بھی نورانی تھا۔ چہرے مُہرے سے، حلیے بُشرے سے، چال ڈھال سے، گفتار وکردار سے، غرض اپنی ہر اک ادا سے نورانی تھا۔

قرآن مجید اس کے سینے میں محفوظ تھا مگر وہ اس کے اعمال وکردار میں بھی نظر آتا تھا۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن!
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

قرآن مجید کی محبت اس کے رگ وپے میں رَچ بس گئی تھی۔ اپنی اوائل عمری کی پہلی تراویح سے لے کر زندگی کی آخری تراویح تک بلا کسی تعطل کے، اس کا قرآن مجید سنانا، نیز ماہِ رمضان میں صلوٰۃِ تہجد میں الگ قرآن خوانی کرنا، پھر عصر سے مغرب روزانہ اپنے منتخب حفاظ وقراء کے سامنے قرآن مجید کی منزل پڑھنا۔ اس پر مستزاد، مختلف شبینوں میں بڑے اہتمام سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ کیا یہ شرف کسی اور سیاستدان، یا عالمِ دین، یا کسی شیخِ طریقت کو نصیب ہوا؟ یہ معمول تو اس کا رمضان میں تھا۔ باقی کے گیارہ مہینوں میں کون سا دن ایسا تھا جب وہ

اپنے منتخب کردہ قراء وحفاظ کے سامنے، اپنے مخصوص آہنگ میں قرآن مجید نہ پڑھتا ہو؟

اقبال کے اس مردِ مومن نے کارزارِ سیاست میں اپنے جُبّہ و دستار کی ایسی لاج رکھی کہ اس کی ادائے دلبری و دل رُبائی پر خود جُبّہ و دستار بھی جھومتے ہوں گے۔ وہ لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تھا۔ اہلسنت نے اُسے "قائد اہلسنت" کا لقب دیا۔ مگر وہ اس محدودیت سے نکل گیا۔ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تو وہ سبھی مسلکوں کا متفقہ "قائد ملت اسلامیہ" بن چکا تھا۔ بلاشبہ وہ ان دونوں القاب کا بجا طور پر مستحق تھا اور اب صورتِ حال یہ ہے کہ اس کے جانے کے بعد پاکستان میں قائدِ ملتِ اسلامیہ تو کُجا کوئی قائد اہلسنت بھی نہیں بن سکا۔ قیادت وسیادت کے باب میں ایسا قحط الرجال کب دیکھنے کو ملا۔

ہاں اسی محبوب اور ہر دل عزیز شخصیت کی یاد میں محبوب الرضا محترم ملک محبوب الرسول قادری نے جو خاص نمبر شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اس پر وہ تمام وابستگان حلقۂ نورانی کی جانب سے شکریے اور مبارک باد دونوں کے مستحق ہیں۔ اللہ جزائے خیر دے۔ (آمین)

❁❁❁

استاذ العلماء

علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری

رکن: اسلامی نظریاتی کونسل

صدر: جمعیت علما پاکستان صوبہ سندھ

مہتمم: جامعہ غوثیہ سکھر

سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کا "خطبات نورانی نمبر" قابل ستائش کوشش ہے۔ حضرت قائد اہلِ سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں ایک صاحب بصیرت سیاست دان تھے وہاں وہ ایک منجھے ہوئے خوش الحان خطیب بھی تھے۔ ان کے خطبات بلاشبہ ہر خاص وعام کے لئے مفید اور کارآمد ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انوار رضا کی یہ کوشش نافع ومقبول ہو۔

❁❁❁

نامور محقق، مصنف اور ماہر تعلیم

پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری

چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک لرننگ یونیورسٹی آف کراچی

یہ جان کر مسرت ہوئی کہ گذشتہ کئی سالوں کی طرح رواں سال 2014ء میں بھی آپ حضرت قائد ملت اسلامیہ مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی الصدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان کے متعدد مطبوعہ اور خصوصاً غیر مطبوعہ خطبات کو یکجا کرنے اور ان کو ترتیب دے کر عوام وخواصِ اہل سنت کی خدمت میں استفادہ کے لئے پیش کرنے جا رہے ہیں۔ یہ آپ کی بہت بڑی علمی خدمت اور سعادت ہے جو باعث افتخار ہے۔

میرے نزدیک اگر حضرت قائد اہل سنت کے صاحبزادگان اور ارباب جمعیت کا تعاون حاصل ہو جائے تو آپ وہ کام بھی انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ خواہش رکھتے تھے۔ یعنی "اہل سنت میں میڈیا ئی شخص کی ضرورت و اہمیت۔"

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے کہ آپ کے ذریعہ عوام اہل سنت کے لئے جو کام ہو رہا ہے وہ ہوتا رہے۔ آمین۔ (14 / اگست 2014ء)

استاذ العلماء زینت مسندِ تدریس

مفتی ہدایت اللہ پسروری

سابق صدر: جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب

قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی ایک خاص مشن پر صرف فرمائی۔ آج بھی ان کی تقریریں و تحریریں ان کی یادگار

ہیں۔منبر و محراب، جلسہ گاہ و پارلیمنٹ،سینٹ اور اس ملک کی تحریکیں گواہ ہیں کہ حضرت مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر پلیٹ فارم پر ہمیشہ نفاذِ نظام مصطفیٰ ﷺ کی ترجمانی کی وہ اسلاف کی یادگار اور اخلاف کے لئے نمونہ تھے۔عشق و اطاعت الٰہی اور غلامیٔ رسول ﷺ کا پیغام ان کی ہر گفتگو میں ملتا تھا۔وہ نظریاتی اور شعوری دینی اسکالر اور مشرّی سیاست دان تھے۔ان کی شخصیت ہمہ جہت اور ہشت پہلو تھی۔وہ ایک شیخ کامل اور عظیم راہنما تھے۔ان کی خداداد صلاحیتوں کا اک جہان معترف ہے۔مولانا کے ساتھ عقیدت و محبت کا تقاضا ہے کہ ان کے مشن کو جاری و ساری رکھا جائے۔انؒ کی تقریر و تحریر ان کا حقیقی پیغام ہے جس کو ان کے ادارے جمعیت علماء پاکستان اور ورلڈ اسلامک مشن جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے جدو جہد ہم سب کا فریضہ و ذمہ داری ہے۔محترم ملک محبوب الرسول قادری کو اس حوالے سے ہم ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ کریم پہلے کی طرح ان کی اس کاوش کو بھی مقبولیت عطا فرمائے اسے عوام و خواص کے لئے نفع کا باعث بنائے۔آمین!

❁❁❁

ماہر علم الاعداد، ماہر ستارہ و دست شناس

حضرت صاحبزادہ پیر سید حلیب اللہ شاہ چشتی مودودی

سجادہ نشین: آستانہ عالیہ چشتیہ،کوئٹہ، بلوچستان

حضرت قبلہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جناب محبوب الرسول قادری صاحب سے ایک فون موصول ہوا جس میں جناب کے حکم کے مطابق اپنا تاثر بیان کرنے کے حوالے سے بات ہوئی۔

قائد اہل سنت اسلامی حضرت قبلہ شاہ احمد نورانی صدیقیؒ وہ عظیم انسان تھے جنہوں نے اپنی زندگی سرکار دو جہاں ﷺ کے سیرت و صورت کے مطابق گزاری۔آپ کی سیاسی،

سماجی، مذہبی خدمات کسی فرد، کسی علاقے یا کسی ملک کے لئے نہیں تھی بلکہ آپ کی خدمات پوری دنیائے اسلام کے لئے تاریخی حیثیت کے حامل تھے۔

اس عاجز کو اپنے والد گرامی حضرت پیر آغا غلام محمد شاہ چشتیؒ رحمۃ اللہ علیہ جو جے۔یو۔پی۔صوبہ بلوچستان کے صدر رہے کے ساتھ حضرت قبلہ گرامی نورانی سے صحبت اور خدمت کا موقع ملتا رہا ہے۔

قائد اہل سنت کی پاکستان کے لئے گراں قدر خدمات، رد قادیانیت، رد وہابیت، رد عیسائیت کی جدوجہد تاریخ کبھی بھلا نہ پائے گی۔

مجھے پاکستان بھر میں قائد اہل سنت کی تقاریر و خطبات کو عموماً اور بلوچستان کے خطبات کو خصوصاً سننے کا شرف حاصل رہا ہے۔خطبات کے شروع میں اور جا بجا وقفوں میں قبلہ نورانی صاحب جو قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو وہ تلاوت پتھر دل انسانوں کو بھی موم کر دیتی۔جہاں آپ کی بلوچستان تشریف آوری سنی جاتی عوام کے لئے باعث خوشی و اطمینان قلبی کا باعث ہوئی تھی وہاں اغیار کو بیمار کرنے کے لئے کافی تھی۔

شومئی قسمت کہ آپ شان والا کو سمجھنے کے باوجود سنیوں نے قدر شناسی نہیں کی۔آپ کے رحلت کے بعد انتشار بڑھ گیا بہت سے لوگوں نے آپ کے نام کو استعمال کر کے خود کو اونچا کرنے کی کوشش کی جو کہ ناکامی کے سوا اور کچھ نہیں۔ظاہر ہے کہ نقل کبھی اصل نہیں ہو سکتی ہے۔

آج پاکستان میں ہماری ناکامی، بدنامی اور کمزوری کی صرف اور صرف ایک وجہ ہے کہ ہم قائد اہل سنت کی طرز سیاست اور اسلوب حیات کو چھوڑ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہے ہیں۔آج ہر کوئی نورانی بننے کی کوشش کر رہا ہے لیکن نا قدر شناس لوگ دنیا میں ٹھوکر ہی کھاتے ہیں۔بقول شاعر ؎

قدر زر ، زرگر بداند قدر جوہر جوہری
قدر گل، بلبل بداند قدر دلدل یا علیؓ

اس ضمن میں جناب ملک محبوب الرسول قادری کی خدمات اپنی جگہ بہت اہم اور

عنقریب فنی تعلیم سلائی، کڑھائی وغیرہ کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔

تاریخی ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہمیں قائدِ اہل سنت کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے ہمہ وقت مستعد

علامہ نور احمد سیال سعیدی

نائب صدر: جمعیت علماء پاکستان، صوبہ پنجاب

مہتمم: جامعہ فیض رضا رحیم یار خان

اہل سنت اور ہمارے محبوب رائٹر و مولف و مصنف محترم ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے اہم دینی و علمی شخصیات کے حوالے سے اپنے رسالہ کے خاص نمبر بڑی محنت، ذمہ داری اور دلچسپی سے شائع کیے ہیں۔ جن میں بزرگان اہل سنت کی خدمات اور ان کے کارہائے نمایاں کا خوب احاطہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے اس کام کے ذریعہ اہل سنت کو اپنے اکابر اور ان کی کوششوں سے نہ صرف یہ کہ متعارف کرایا ہے بلکہ ان بزرگوں کے تذکار کو بھی محفوظ کر دیا ہے۔ خصوصاً حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر عرس مبارک کی مناسبت سے ملک صاحب نے اشاعتی میدان میں خوب کام کیا ہے۔ حضرت کے تجدیدی و فکری کاموں سے اہل سنت کو روشناس کرانے کے لئے وہ ہر سال اہم کتب شائع کرتے آ رہے ہیں۔ امسال (۲۰۱۴ء) انہوں نے حضرت کے گیارہویں عرس مبارک کے موقع پر آپ کے خطبات کا تحفہ قوم کو پیش کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات اہل سنت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضرت مولانا نورانی کے خطابات دینی اور دنیاوی لحاظ سے لوگوں کے لئے راہنما اصول فراہم کرتے تھے کیونکہ وہ تجدیدی فکر کے حامل ہوتے تھے۔ ملک میں جب یہ بحث

چھڑی کہ پاکستان کو ایٹم بم بنانا چاہیے یا نہیں تو سب سے پہلے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ واعدولھم ما ستطعتم من قوۃ و من رباط النحیل ترھبون بہ وعدواللہ و عدو کم و آخرین من دونھم۔ (ترجمہ) اور ان کے لئے تم تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ۔ جو اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ اوروں کے دلوں میں۔ ثابت ہوا کہ دشمن کے مقابلے میں ہر قسم کی تیاری فرض ہے لہٰذا ایٹم بم بناؤ تا کہ اللہ کے دشمن یہود و ہنود، نصاریٰ اور بھارتی بنئیوں کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب ہو۔ پھر حضرت کے خطاب علماء نے بھی استدلال کیا اور آج بھی کر رہے ہیں۔ ایک اور خطاب میں بنی الامی ﷺ کے بارے میں فرمایا۔ بعض لوگ ترجمہ کرتے ہیں ان پڑھ۔ فرمایا اس اُمی کے معنی ہیں۔ مرکز کعبۃ اللہ کی نسبت سے مکہ پاک کو اُم القریٰ کہا گیا ہے یعنی پوری زمین کا مرکز، عربی میں ماں کو اُم کہہ کر پکارتے ہیں۔ پیش کے ساتھ اور اردو میں اَمی زبر کے ساتھ، انگریزی میں ممی کیونکہ ماں بچوں کا مرکز ہوتی ہے جب کسی بچے کو تکلیف ہو تو ماں کے دامن سے لپٹ جاتا ہے۔ اسی طرح جب امتی پر تکلیف آتی ہے وہ دامن مصطفیٰ ﷺ سے لپٹ جاتا ہے۔ یارسول اللہ پکارتا ہے اور آپ ﷺ کرم کرتے ہیں اس لئے آپ نبیَ الامی ہیں آپ کے خطبات سے محاسن کے حوالے سے اور بھی بے شمار مثالیں ہیں طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت کی فکر کو سمجھنے، پھر اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ پاک ملک صاحب کو اس کوشش پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

فروغِ علم کی عظیم تحریک کے قافلہ سالار

حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی

سربراہ: ادارہ معین الاسلام بیربل شریف (سرگودھا)

خطبہ۔ سنت نبوی اور ابلاغ دین کا بہترین ذریعہ ہے۔ رسول رحمت ﷺ کے خطبات ہماری تاریخ کی اساس اور علوم اسلامیہ کا بہترین ماخذ ہیں۔ خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، اہل بیت اطہارؓ، اولیاء کرامؒ اور علماء ملت نے پورے تسلسل سے اس مبارک سنت کو جاری رکھا۔ صلحا و صوفیاء کے خطبات و ملفوظات ہماری تصوف کی تاریخ کا اہم ترین حصہ ہیں۔ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہمیشہ لوح قلب پر دستک دیتا ہے کہ پاکانِ امت کے الفاظ خدا کی فوج کی سپاہ ہوتے ہیں۔ یہ الفاظ دلوں میں اترتے ہیں۔ کانوں کے راستے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان الفاظ کے ذریعے سے تقدیریں بدلتی ہیں، ماحول بدلتے ہیں، معاشرے بدلتے ہیں، سماج بدلتا ہے، رسم و رواج بدلتے ہیں اور یہی تبدیلیاں انقلاب کہلاتا ہے۔ ماضی قریب میں خطے پر ہمارے بزرگ، قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کا راج رہا ہے۔ دنیائے خطابت میں ان کا طوطی بولتا تھا وہ بیک وقت مبلغ و مصلح، خطیب و مقرر، سیاسی راہنما اور کامل مرشد تھے ان کی تقریروں کے دو مجموعے ہمارے مخلص رفیق برادرم ملک محبوب الرسول قادری نے بڑی محنت سے مرتب کیے۔ جنہیں چند سال قبل لاہور کے ایک کتب خانے نے شائع کیا تھا۔ اب کی مرتبہ ان خطبات سے ہٹ کر ملک صاحب نے حضرت قائد اہل سنت کے خطبات مرتب کئے ہیں اور اپنے ذوق کے مطابق اپنے رسالہ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد کی اشاعت خاص "خطباتِ نورانی نمبر" کے عنوان سے منظر پر لانے کا عزم بالجزم کیا ہے۔ حضرت مولانا نورانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات علم اور معرفت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ سیاسی بصیرت کا انمول خزانہ ہیں۔ انہیں اصلی حالت

میں قرطاس پر اتار کر اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ملک صاحب کا کارنامہ ہے جس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مجھے امید ہے کہ ان خطبات کے مطالعہ سے قارئین کی سیاسی و فکری تربیت بھی ہو گی۔ دینی شعور بیدار ہو گا اور خدا کے ایک مقرب و محبوب بندے کے الفاظ کا فیض بھی ملت کو نصیب ہو گا۔ علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان کی یہ کاوش پہلے کی طرح نہایت اہمیت و افادیت کی حامل ہے۔ اللہ پاک اس کی مقبولیت و پذیرائی اور تاثیر میں اپنی خاص برکات شامل حال فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

پاکستان میں مشائخ چشت کے قافلہ سالار

خواجہ غلام قطب الدین فریدی

صدر: نیشنل مشائخ کونسل پاکستان

سجادہ نشین: آستانہ عالیہ حضرت خواجہ محمد یار فریدیؒ گڑھی شریف رحیم یار خان

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری اپنی زیر ادارت شائع ہونے والے سہ ماہی مجلہ انوار رضا کے نام سے ملک و ملت کی نامور علمی، روحانی اور مذہبی سیاسی شخصیات کے حالات زندگی پر مشتمل خصوصی نمبر شائع کر کے جہاں اپنا صحافتی اور مذہبی فریضہ انجام دے رہے ہیں وہاں قارئین کی معلومات میں گراں قدر اضافہ کر کے دادِ تحسین بھی وصول کر رہے ہیں۔ ان کا ہر شمارہ کسی اہم دینی علمی موضوع یا ملک کی کسی مایہ ناز شخصیت کی بیش بہا ملکی و ملی خدمات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ زیر نظر مجلہ اہلسنت کے ایسے قائد کے خطبات پر مشتمل ہے جن کی حیات جہد مسلسل سے عبارت ہے اور ان کی قائدانہ صلاحیتیں اہلسنت کے لئے رہنمائی کا ایک معیار ہیں۔ علامہ

نورانی نے تادم زیست بڑی محتاط اور باوقار سیاست کی اور اس پُرخار وادی سے گزرتے ہوئے اپنی مذہبی اور روحانی ذمہ داریوں کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ طریقت کی ایک عظیم خانقاہ کے معتبر نمائندے تھے۔ ان کا یہ اختصاص یقیناً ہم سب کے لئے قابل تقلید ہے۔ اختلاف مسالک کے باوجود مختلف مکاتب فکر کا علامہ نورانی کی قیادت پر متفق ہونا نورانی صاحب کی ہمہ جہت و بے مثال بصیرت کا برملا اعتراف ہے۔

عمرہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات
تا زبزم عشق یک داناء راز آید بروں

کاش کہ ان کے بعد بھی اہلسنت کو ان جیسی کوئی قیادت میسر آئے جو وقت کی نبض پر ہاتھ رکھ کر قوم کی راہنمائی کرے۔

مگر ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے؟

میں جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کے لئے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

شیخ طریقت، زینت السادات

حضرت پیر سید فرید الدین قادری الگیلانی

اولاد پاک غوث زماں حضرت محمد غوج قادری قدس سرہٗ
وادیٔ پنجکوٹ (ناڑی) صفہ شریف مظفر آباد، آزاد کشمیر

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

شیخ الاسلام حضرت سفیر اسلام عالم نبیل فاضل جلیل عاشق رسول وارث علوم ظاہری و باطنی، امین فیضان غوث اعظم، بلاد عالم میں اسلام کی شمع روشن کرنے والا، جس کے ہاتھ پر ہزاروں مشرکوں

کو رب العالمین نے اسلام کی دولت سے نوازا ان کے محبت رسول ﷺ کی شمعیں روشن ہو گئیں اور اللہ نے جس کے ذریعے سے لاکھوں بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا اور جس نے ساری زندگی عالم اسلام کو واعتصمو بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا والی رسی کے ساتھ لگانے میں صرف کر دی۔

رواں دور میں اس مرد قلندر یعنی مولانا الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتنی یاد آتی ہے اور ان کے چلے جانے سے پیدا ہو جانے والا وہ خلا پُر نہیں ہو رہا وہ جمعیت علماء پاکستان جس کو وہ لے کر چل رہے تھے آج بھی وہ کسی نہ کسی طرح انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے کوشاں ہے۔ اس وقت امت مسلمہ کی افراتفری کا منظر دیکھ کر مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت مزید زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہے اور دل کی آواز، دل سے ان الفاظ میں نکلتی ہے کہ یا اللہ! اس قوم کو آج پھر کوئی شاہ احمد نورانی عطا فرمادے۔

میں کیا ہوں؟ میرے پاس کچھ الفاظ نہیں ہیں کہ میں حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ کہہ اور لکھ سکوں۔ بس وہ تو ایسے تھے جنہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آتا تھا اور وہ اقبال کی اس دعا کا مصداق اور پیکرِ جمال تھے۔

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

وہ تو عالم اسلام کی روحوں میں اتر کر پیغام عشق رسول ﷺ کی چنگاری جگانے والے تھے۔ آج ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہوگا۔ آج ان کے فرمودات و خطابات کو مختلف کتب کی شکل میں پھیلانے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ کے ہمہ جہت اور ہمہ گیر خطبات اس دور میں بہترین راہنمائی اور نئی نسل کی پیشوائی کے لئے بے حد ضروری ہیں۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے علامہ مولانا ملک محبوب الرسول قادری کو توفیق عطا فرمائی جو اسلاف کے علوم اور نظریہ کے امین ہیں۔ اپنے شب و روز اور صلاحیت کو اس عظیم کام کے لئے صرف کر رہے ہیں۔ موصوف جہاں مجاہد اسلام جانثار پاکستان

ملک عبدالرسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ہیں وہیں اسلاف و اکابر کے منظور نظر بھی ہیں۔ ان سے بڑھ کر حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات مبارکہ، نشست و برخاست، فکر و سوچ کا کون واقف ہوسکتا ہے؟ حضرت علامہ محبوب الرسول قادری چونکہ حضرت قائد اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق سفر بھی رہے اور ان کے تربیت یافتہ بھی ہیں انہوں نے مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگوں سے وافر فیض حاصل کیا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ انوار رضا کے پلیٹ فارم سے ہمہ جہت نوعیت کے علمی و تحقیقی خاص نمبر شائع ہو رہے ہیں اور منظر عام پر آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو دونوں جہانوں میں رسول اللہ ﷺ کی شفقتیں نصیب فرماتا رہے۔ آمین۔

❁❁❁

اعوان برادری کے نامور سپوت

ملک امجد حسین علوی

مرکزی صدر: تنظیم الاعوان پاکستان

تنظیم الاعوان پاکستان کے چیف کوارڈینیٹر اور ہمارے جی دار ساتھی برادرم ملک طارق محمود اعوان روپڑ نے بتایا کہ ہمارے نامور دینی صحافی ملک محبوب الرسول قادری اپنے سہ ماہی رسالہ "انوار رضا" جوہر آباد کا "خطباتِ نورانی نمبر" شائع کرنے جا رہے ہیں۔ یہ ایک خوشخبری ہے۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب میں ایک ایسے مدبر، سیاست دان اور عالم دین تھے کہ جن پر بلاشبہ ساری اسلامی برادری کو فخر ہے آج اُن کو رحلت فرمائے دس سال سے زیادہ کا عرصہ بیت گیا ہے مگر ان کی یادیں اور ان کی باتیں آج بھی ذہنوں اور دلوں میں تر و تازہ ہیں۔ ان کے خطبات راہنما اصول وضع کرتے ہیں اور دینی حوالے سے معاشرے میں موجود بگاڑ کی اصلاح کرتے ہیں۔ یوں برادرم ملک محبوب الرسول قادری نے ان کے خطبات کو شائع کرنے کا مستحسن فیصلہ کر کے ایک اور مثبت قدم اٹھایا ہے جو مبارکباد کے

لائق ہے میں تنظیم الاعوان پاکستان کے مرکزی صدر کی حیثیت سے اس پُرمسرت موقع پر محترم ملک صاحب کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنے بھائی کے ساتھ ہمہ تن معاون رہیں گے۔

❁❁❁

ممتاز قانون دان

ملک سجاد حسین سٹھار ایڈووکیٹ

سابق جنرل سیکریٹری جے۔ یو۔ پی۔ ضلع خوشاب

سابق صوبائی ممبر مجلس شوریٰ

الحمد للہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے جس طرح میرے مرشد گرامی قائد اہل سنت، قائد تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، قائد تحریک ختم نبوت، صدر جمعیت علماء پاکستان، صدر ورلڈ اسلامک مشن حضرت علامہ مولانا الحافظ القاری الشاہ احمد نورانی صدیقی مرحوم ومغفور کے نام نامی اسم گرامی کو زندہ و تابندہ رکھا ہوا ہے دعا ہے کہ خدائے لم یزل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل ان کی ان عظیم کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور انہیں اس کا اجر جمیل اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

دینی، سماجی، اخلاقی اور علمی اقدار کا محافظ
جوہرآباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
مَلک محبوب الرسول قادری

خطبات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
دینی اور عصری علوم کے حسین امتزاج پر مشتمل نصابِ تعلیم کے مطابق
جامعہ غوث الاعظم و جامعہ تحفیظ القرآن للبنات جوہر آباد
داخلہ جاری ہے
جامعہ کے زیر انتظام حفظ قرآن و کریم ابتدائی عصری تعلیم کے لئے طالبات
زیر تعلیم ہیں احباب سے مالی تعاون اور دعاؤں کی درخواست ہے۔
شعبہ جات
حفظ و تجوید کلاس پرائمری پاس
درس نظامی مڈل پاس حفظ + پرائمری
جدید عصری علوم مڈل تا میٹرک
مہتمم و ناظم اعلیٰ
استاذ القراء
صاحبزادہ قاری
محمد امین الحسنی
خصوصیات
پُر سکون اور صاف ستھرا ماحول
محنتی و تجربہ کار کوالیفائیڈ سٹاف
رہائش و کھانے کا بہترین انتظام
درس نظامی کے ساتھ مڈل تا میٹرک تعلیم کا اہتمام
تمام امتحانات تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) سرگودھا بورڈ سے دلوائے جاتے ہیں
برائے رابطہ
صاحبزادہ قاری محمد امین الحسنی
0300-6072053
0343-6650700
الداعی الی الخیر
جامعہ غوث الاعظم غلہ منڈی و جامعہ تحفیظ القرآن للبنات جوہر آباد

قندِ مکرر

حضرت مولانا شاہ احمد نورانی

اور

فن خطابت

قائدِ ملت اسلامیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی قادری رحمہ اللہ تعالٰی کو رب کریم نے بے شمار اوصافِ حمیدہ اور خصوصیات سے سرفراز فرمایا تھا۔ ان میں ایک خصوصیت ان کا صاحبِ طرز خطیب ہونا بھی تھا۔ مولانا نورانی کے خطبات علم و ادب اور شریعت و سنت کے موتیوں سے لبریز ہوا کرتے تھے۔ انھیں یہ شرف بھی حاصل رہا کہ انھوں نے ساری دنیا میں تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیا اور دنیا والوں کو انھی کی زبان میں کمال حکمت و دانائی کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالٰی کا پیغام سنایا۔

بلا مبالغہ حضرت قائدِ اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ ان مبارک ہستیوں میں سرفہرست تھے کہ جنھوں نے جمعیت العلمائے پاکستان کے پلیٹ فارم پر اپنی شعلہ نوائیوں پر اثر گفتگو اور دلائل کے سبب خطابت کی اہمیت و افادیت میں اضافہ کیا وہ کسی رسمی تعارف کے محتاج نہیں۔ ان کے اصول خریدے جاسکے اور نہ ہی انھیں حق بات کہنے سے باز رکھا جاسکا۔

آپ نظام مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کے لیے ساعی اور نظریہ پاکستان کے دوست تھے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بول رہے ہوں یا سیاست کی ہما ہمی موضوعِ گفتگو ہو حکومت کی غلط پالیسیاں تنقید کی زد میں ہوں تو اربابِ اقتدار کا رنگ فق ہو جاتا' بے ہنگم اچھل کود کی مذمت ہوتی تو سامعین منہ تکتے رہ جاتے۔ عشق رسالت کی بات چلتی تو ریت کے ذروں میں بھی دھڑکتے ہوئے دل پیدا ہو

جاتے۔ خلفائے راشدین کا تذکرہ مقصود ہوتا تو عظمت کی داستان کانوں میں رس گھولنے لگتی۔ سوشلزم وکمیونزم کا رد کرتے وقت بلاغت کی چاشنی سے سطح ذہن پر اسلامی اقدار کے دائمی نقوش مرتسم ہو جاتے۔ الغرض کوئی پہلو ہوتا مولانا موصوف کی خطابت کا منفرد انداز تھا۔

یہ بھی سچ ہے کہ خطابت کی دنیا پر مولانا کے چھا جانے اس قدر پذیرائی اور ریکارڈ کامیابی کا راز ان کی صاف گوئی اور جذبہ خلوص میں مضمر تھا۔ کون نہیں جانتا کہ دل کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے کے بعد جو بات بھی ہونٹوں پر مچلے اپنا اثر ضرور رکھتی ہے۔ مولانا موصوف یقیناً اسی کیفیت سے دوچار تھے۔ آپ کے فن خطابت کے حوالے سے نامور کالم نگار اور ادیب رائے محمد کمال رقمطراز ہیں۔

''مولانا شاہ احمد نورانی کا کردار بے داغ' استدلال پختہ' لہجہ منجھا ہوا اور انداز بیاں دلکش ہے۔ تلاوت قرآن پاک میں تو وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ سات زبانوں پر مکمل عبور ہے' انگریزی بڑی شائستہ بولتے اور موتی رولتے ہیں۔ حکومت نوازی ان کی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ فطرتاً تنقیدی اور حزب اختلاف کا مزاج رکھتے ہیں۔ پارلیمنٹ میں پورے ایوان پر بھاری ہوا کرتے تھے۔ حق بات ہمیشہ ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں۔''

آپ کے خطبات کے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں۔ دینی مدارس کے خلاف ہر حکومتی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔ (رائیونڈ میں جامعہ فیاض العلوم کے سالانہ جلسہ سے خطاب)

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفاذ پاکستان کی تقدیر ہے۔ لوگ سیاست کے فرعونوں سے تنگ آ چکے ہیں۔ حکمرانوں کی شاہ خرچیوں سے وطن عزیز کنگال ہو گیا ہے۔
(اٹک کے ریلوے گراؤنڈ میں منعقدہ عظیم الشان سنی کانفرنس کے بہت بڑے اجتماع سے خطاب)

پاکستان میں انصاف کو سولی پر چڑھا دیا گیا ہے اور پورا ملک لاقانونیت کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ (آستانہ عالیہ دریا شریف میں اجتماع سے خطاب)

پاکستان کا الیکٹرانک میڈیا یہودی کلچر کا علمبردار بنا ہوا ہے۔ عوام عالمی مالیاتی اداروں

کے غلام حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے میدان میں نکل آئیں۔ یزید کے پیروکار حاکموں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر مسلمان میں جذبہ حسینیت کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔

(فیصل آباد کی معروف دینی درسگاہ جامعہ امینیہ رضویہ شیخ کالونی میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب)

ہم مذہب کے منافی سیاست پر یقین نہیں رکھتے ہماری جدوجہد نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ہے۔

(سانگلہ ہل کی مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کے سامنے چوک میں منعقد ہونے والے جلسہ سے خطاب)

دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلبہ صرف مسجد تک محدود ہونے کی بجائے اسلام کے انقلابی پیغام کو پھیلانے کے لیے سیاسی بصیرت حاصل کریں۔

(گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ میں جامعہ سلطانیہ رضویہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت سے خطاب)

عوام کو سبز باغ دکھانے والی حکومت نے عوام سے روٹی کا نوالہ بھی چھین لیا ہے۔ بینظیر اپنے باپ کے انجام سے سبق سیکھے اور علماء کی تضحیک کا سلسلہ بند کر دے۔

(ضلع رحیم یار خان کے شہر لیاقت پور کی لائبریری گراؤنڈ میں منعقدہ جلسہ عام میں شریک ہزاروں افراد سے خطاب)

فروغِ علم کے لیے جدوجہد کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے۔ اسلامی ثقافت کے فروغ کے لیے ہمیں کھلے ذہن کے ساتھ قدم آگے بڑھانا چاہیے۔ علم و تحقیق سے ہی جہالت کا خاتمہ ممکن ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری کے علمی کام سے اہلسنت کے لٹریچر میں بہار آ گئی ہے۔

(جامعہ اسلامیہ لاہور میں استقبالیہ سے خطاب)

عالمِ اسلام کے خلاف امریکہ اور اسرائیل کی سازشیں دم توڑ رہی ہیں جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ آج اسلام امریکہ کی سرزمین پر ایک قوت بن کر ابھر رہا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سپر طاقت صرف اللہ ہے۔

(انجمن نوجوانانِ اسلام کے زیرِ اہتمام اسلامی مشن ہال گلشن اقبال کراچی میں "دعوت انقلاب" کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب)

یہودیوں اور امریکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے ٹیلی ویژن کو ان کے ایجنٹوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ عوام میں ملی غیرت بیدار کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

(جامعہ فاطمیہ ریلوے کیرج شاپ مغل پورہ لاہور میں علماء کنونشن سے خطاب)

خانقاہی نظام درحقیقت اسلام کی پریکٹیکل لائف کی مکمل جھلک پیش کرتا ہے۔ درگاہِ عالیہ بھرچونڈی شریف حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روحانی فیض کا مرکز ہے۔ اس خانقاہ کی خدمات اور علمی و روحانی ماحول نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ جب بھی حاضر ہوتا ہوں۔ عقیدت و محبت میں فراوانی پاتا ہوں۔ (درگاہِ قادریہ بھرچونڈی شریف میں اجتماعِ عام سے خطاب)

پاکستان میں ثقافت کے نام پر کثافت کو پھیلایا جارہا ہے۔ جو نمائش ٹی وی پر ہو رہی ہے اس سے شرم و حیا کے خلاف اعلانِ جنگ کا تصور ہوتا ہے۔ جمعیت کے کارکنوں کو چاہیے کہ وہ ماضی کا مرثیہ پڑھنے کی بجائے موجودہ حالات میں جرأت مندانہ سیاسی کردار ادا کرنے کے لیے اپنے اسلاف کے جذبے سے میدان میں آئیں اور نظریاتی فضا پیدا کریں۔
(جے یو پی ضلع لاہور کی طرف سے کارکنوں کے اعزاز میں بندھن شادی ہال نگر چوک فیروز پور روڈ لاہور میں دیے گئے استقبالیہ سے خطاب)

امریکہ کو خوش کرنے والی حکومت شاہِ ایران کے انجام سے سبق سیکھے۔ مسئلہ کشمیر کے لیے تھرڈ آپشن ایک فتنہ ہے جو قوم کو قبول نہیں۔
(لیہ کے کینال ریسٹ ہاؤس میں جے یو پی کے خادمین کے اجتماع سے خطاب)

قرآن شریف امتِ مسلمہ کے لیے خدا کا خاص انعام ہے یہ صرف ہمیں ملا ہے۔ فرشتوں کو بھی نہیں ملا۔ فرشتوں کو تسبیح ملی ہے کسی کو سجدہ کی نعمت عطا ہوئی۔ کچھ مسلسل قیام میں ہیں لیکن اللہ نے اس امت جو کہ خیر امت ہے اس امت کو قرآن شریف عطا کیا ہے۔ اس کی قدر کریں تاکہ اللہ کا انعام مزید بڑھے۔ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا اس کی مزید برکات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ (آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف آزاد کشمیر میں 28 رمضان المبارک 1424ھ کو آخری خطاب)

فرانس میں 40 لاکھ برطانیہ میں 20 لاکھ کینیڈا میں 50 لاکھ اور امریکہ میں 50 لاکھ مسلمان بستے ہیں۔ کیا پاکستان کی موجودہ حکومت ان مسلمان اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دلا سکتی ہے۔ اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو پھر پاکستان میں کس قانون اور ضابطے کے تحت اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دیا جارہا ہے۔
(ڈیرہ غازی خان میں جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی راہنما سردار محمد خان لغاری کی طرف سے دیے گئے عصرانہ سے خطاب)

پارلیمنٹ کو ڈیبیٹنگ سوسائٹی بنا دیا گیا ہے۔ روپے کی قیمت 6 دفعہ گھٹائی گئی ہے اس طرح افراطِ زر قومی معیشت کو نگل رہا۔ (حیدر آباد کے پریس کلب میں اخبار نویسوں سے خطاب)

ہم موجودہ حکمرانوں کے ساتھ ساتھ موجودہ نظام کو بدلنے کا لائحہ عمل بھی طے کر رہے ہیں۔ امریکہ کشمیر میں بیٹھ کر سات اسلامی ریاستوں اور چین کو کنٹرول کرنا چاہتا ہے۔ ہمارے حکمران بھی امریکہ کی بولی بول رہے ہیں۔

(کوٹ ادو کے مدرسہ انوار الاسلام میں جے یو پی کے کنونشن سے خطاب)

موجودہ حکومت کو آئندہ الیکشن کرانے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ یہ الیکشن اسی سال غیر جانبدار نگران حکومت کرائے۔ ہم ملک میں بنگلہ دیش جیسے حالات پیدا نہیں کرنا چاہتے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ حکمران نوشتہ دیوار پڑھ لیں وگرنہ یہاں بھی وہی نوبت آ سکتی ہے۔ (ضلع راجن پور کے شہر جام پور میں عوام کے اجتماع سے خطاب)

اسلام آباد سی آئی اے کا سب سے بڑا اڈہ ہے اور پاکستان میں امریکہ کی مرضی سے حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی ہیں۔ امریکی سفیر پاکستان میں وائسرائے کا کردار ادا کرتا ہے۔

(بہاولپور میں اسلامیہ یونیورسٹی کی یوتھ سائنٹسٹ سوسائٹی کے زیر اہتمام "پاکستان میں امریکی مداخلت، حقیقت یا افسانہ" کے موضوع پر منعقدہ مجلس مذاکرہ سے خطاب)

وزیر اعظم کے ہاتھ میں تسبیح محض دکھاوا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے مغرب زدہ حکمرانوں کو پاکستان کی بجائے یورپ میں رہنا چاہیے۔ قوم کی بیٹیوں کو کس خوشی میں نچوایا جا رہا ہے۔ کیا کشمیر آزاد ہو گیا ہے یا ملک سے بے روزگاری ختم ہو گئی ہے؟ ایک کروڑ تیس لاکھ بے روزگار نوجوانوں کے ملک کی وزیر اعظم کے شوہر کے گھوڑوں کے علاج پر لاکھوں روپے صرف کیے جا رہے ہیں۔ (کھاریاں کی عیدگاہ گراؤنڈ میں جہاد کانفرنس سے خطاب)

آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے نام پر دستور کی اسلامی دفعات کو ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ 1973ء کا دستور قادیانیوں سمیت بعض عناصر کے گلے کی ہڈی بنا ہوا ہے۔ یہ لوگ آٹھویں ترمیم کی آڑ میں بہت کچھ اڑانا چاہتے ہیں۔

(جامعہ فاروقیہ گھوڑے شاہ لاہور کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت سے خطاب)

ملک کی موجودہ سیاسی قیادت قوم کی جائز اور فطری قیادت نہیں بلکہ دینی قیادت ہی یہاں کی فطری قیادت ہے۔ موجودہ حکومت کا ہدف یہ ہے کہ پاکستانی معاشرے میں اسلام کا کوئی نقش باقی نہ رہے۔ (ضلع شیخوپورہ کے شہر فاروق آباد میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب)

جس خاندان کو انگریز نے کوئی خطاب یا مراعات دیں اس کے وابستگان پر سیاست میں حصہ لینے پر پابندی ہونی چاہیے۔ عوام بدعنوان بدکردار ممبران اسمبلی کے خلاف رائے عامہ کو موثر بنائیں۔ (نارووال میں ایک اجتماع عام سے خطاب)

دینی مدارس کی اسناد کی قانونی حیثیت کو ختم نہیں ہونے دیں گے۔ مدارس کے خلاف ہر حکومتی سازش کی شدید مزاحمت کریں گے۔ امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

(لاہور میں ملک بھر کے دینی مدارس کے سربراہوں کے اجلاس سے خطاب)

وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں جو اپنے مالک کے حضور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے کامیابیوں اور کامرانیوں کے زینے طے کر رہے ہیں۔ مسئلہ کشمیر پاکستان کے لیے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جسے حل کرتے وقت انتہائی سوجھ بوجھ اور عقلمندی سے کام لینا ہو گا۔ حق و باطل کی معرکہ آرائی ازل سے چلی آ رہی ہے۔ فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے اور باطل ہمیشہ شکست سے دوچار ہوتا چلا آ رہا ہے۔ باطل قوتیں ایک بار پھر ہمارے سامنے آ کھڑی ہوئی ہیں۔ جو بوسنیا اور فلسطین کے بعد اب سرزمین کشمیر میں اپنا کام دکھا رہی ہیں۔ اس وقت کشمیر میں مجاہدین کے گرد 7 لاکھ بھارتی فوجیوں کا حصار ہے۔ خوشی تو اس بات کی ہے کہ مجاہدین اسلام قوتِ ایمانی سے حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ سنی جہاد کونسل کے عسکری ونگ "البرق" کے مجاہدین آزادیٔ کشمیر کی تحریک کا ہر باب اپنے خون سے لکھ رہے ہیں۔ بدر و حنین کی یادیں تازہ ہو رہی ہیں۔ یہ ایسے حالات ہیں جنھیں دیکھ کر دشمنان اسلام اور ان کے حمایتی حیران و پریشان ہو رہے ہیں۔ ہندو ثقافت کے امین بزدل ہیں اور یہ بزدل لوگ عشرت کدوں میں بیٹھ کر بھارتی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھارتی رقص، مجرے، ٹھمکے اور موسیقی سے دل بہلا کر اور اپنی بزدلی پہ پردہ ڈالنے کے لیے مختلف اخباری بیانات کی صورت میں جہاد کے مقاصد کو منفی رنگ دے رہے

ہیں۔وہ آستین کے سانپ ہیں جن سے ہوشیار رہنا ہوگا۔دشمنوں کو شاید معلوم نہیں کہ ہم ہی تو ہیں جو تاجدارِ مدینہ کے غلام ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد بن قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جذبوں کے امین ہیں۔سنی جہاد کونسل کا ہر فرد جہاد کے لیے تیار کھڑا ہے۔ہماری جانوں کا سودا بازارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہوگیا ہے۔

(سنی جہاد کونسل لاہور ڈویژن کے زیراہتمام الحمرا لاہور میں شہداء کشمیر کی یاد میں منعقدہ ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب)

گستاخِ رسول جس روپ میں بھی ہو وہ واجب القتل ہے اس کی سزائے موت کو عمر قید، جرمانہ یا کسی دوسری سزا میں ہرگز تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔امریکیوں کے ایجنٹ اس حوالے سے منفی پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔یہ دھرتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کی دھرتی ہے یہاں کسی گستاخ کو من مانیوں کی اجازت ہرگز نہیں دی جا سکتی۔

(جامع مسجد نورانی اڈہ لاریاں جوہرآباد میں خطاب)

نظریہ پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔پاکستان کا نام بدلنے، بھارت کے ساتھ آزادانہ آمد و رفت اور ویزہ ختم کرنے کی باتیں ایک ہی سازش کی کڑیاں ہیں۔نظریہ پاکستان کی مخالف قوتیں جمع ہو رہی ہیں۔ملک اور بیرونِ ملک سازشوں کے جال بنے جا رہے ہیں۔سازشیوں کو جان لینا چاہیے کہ پاکستان لسانی عصبیتوں اور صوبوں کی وجہ سے نہیں بلکہ کلمۂ توحید اور غلامیٔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آیا تھا اور جب تک غلامانِ مصطفیٰ اس سرزمین پر موجود ہیں دشمن اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔حضرت استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہی درس دیا ہے اور ہم اس موقف پر پوری استقامت سے ڈٹے رہیں گے۔

(ہمدرد سنٹر لاہور میں حضرت استاذ العلماء مولانا عطا محمد بندیالوی کی یاد میں کانفرنس)

علماء کرام متحد ہو کر لا دینی قوتوں اور دہشت گردوں کا مقابلہ کریں۔کسوو میں مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کیا جا رہا ہے اور مسلمان حکمران بے غیرتی کی تصویر بنے

بیٹھے ہیں۔ محمد بن قاسم ایک مسلمان بیٹی کی آواز پر لشکر لے کر آیا اور وہی پاکستان کی بنیاد بنا۔ لیکن آج کشمیر، کسووُ، بوسینا میں بہنوں اور بیٹیوں کی عزتیں لوٹی جا رہی ہیں اور حکمران قوم کو ناچ گانے دکھانے میں مصروف ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی پر یہودیوں کے ایجنٹ بیٹھے ہوئے ہیں جو ایک منصوبے کے تحت قوم کو بے حیا بنانے میں مصروف ہیں۔

(جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام جامعہ نعیمیہ لاہور میں استاذ العلماء کانفرنس میں خطاب)

سراج الامۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام آزادی مولانا فضل حق خیر آبادی اور فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی ایک ہی منزل کے مسافر اور ایک ہی مشن کے سفیر تھے۔ آج دینی مدارس اور علما و طلباء کو ان کے مشن کی تکمیل کے لیے اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

(جامعہ مظہریہ امدادیہ بندیال شریف ضلع خوشاب میں خطاب)

خواتین کے لیے دینی تعلیم انتہائی ضروری ہے کہ وہ دینی تعلیم سے آراستہ ہوں گی تو اپنے پورے خاندان کی دینی خطوط پر تربیت کر سکیں گی اور اگر وہ خود قرآن کے علم سے بے بہرہ رہیں تو پورا معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔ خواتین اسلام کے لیے امہات المومنین اور خاتونِ جنت کا اسوۂ حسنہ مشعل راہ ہے۔ اسلام دشمن قوتوں یہود و ہنود کے ساتھ ساتھ صلیبی طاقتوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو گھیر رکھا ہے اور مسلمان قیادت کے فقدان کے باعث پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اس ابتلاء سے نکلنے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان اسوۂ حسنہ اور اولیاء اللہ کی سیرت پر عمل کریں اور پوری دنیا کے مسائل کا حل صرف نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نفاذ میں مضمر ہے۔ (جامعہ محمدیہ رضویہ بنات الاسلام گلبرگ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات سے خطاب)

سید انیس المجتبیٰ اللہ کے ولی تھے۔ ان کے اٹھ جانے سے ملک و ملت کو فکری اور علمی طور پر بڑا نقصان ہوا ہے۔

(آستانہ عالیہ چراغیہ والٹن لاہور کے سجادہ نشین پیر سید محمد انیس المجتبیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ختم چہلم کی تقریب کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب)

غلبۂ اسلام کی جو تحریک دنیا میں چل رہی ہے۔ وہ ان شاء اللہ بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہوگی اور اس کے نتیجے میں آنے والی صدی اسلام کی عزت و سرفرازی کے ساتھ موسوم ہو

گی۔اسلام کے مخالفین کی سازشیں دم توڑ رہی ہیں۔

عالم اسلام پر موجودہ ابتلا علم وعمل سے دوری کا نتیجہ ہے اس سے نجات کے لیے لٹریچر اور افراد سازی پر خاص توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تنظیم سازی مسائل کا واحد حل ہے۔

(بزم انوار رضا اور جے یو پی کے استقبالیہ سے انوار رضا لائبریری جوہرآباد میں خطاب)

قرآن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زندہ و جاوید معجزہ ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے نظامِ زندگی اور نظام بندگی ہے۔اسے نافذ کیے بغیر ہماری مشکلات کا حل ممکن نہیں۔ہم معاشی بحران کا شکار ہیں اور سودی نظام معیشت نے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔لوگ بے روزگاری کی وجہ سے خودکشیاں اور خودسوزیاں کر رہے ہیں۔اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں ذبح کر رہے ہیں۔

(جامعہ محمدیہ بنات الاسلام قینچی امر سدھو میں جلسۂ تقسیم اسناد سے خطاب)

جمعیت علماء پاکستان نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے عملی جدوجہد میں مصروف ہے۔اس کے کارکن ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے حصول میں مصروف ہیں۔دنیا کا لالچ اور خوف انہیں راہ حق سے ہٹا نہیں سکتا۔کارکن آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے جدوجہد تیز کر دیں۔

(جمعیت کے دفتر میں کارکنوں سے خطاب)

سپاہ صحابہ اور اس کے مقابل شیعہ گروپ کے درمیان دوبارہ خون ریزی کا کھیل استعماری امریکی سازش ہے۔پاکستان کی حکومت اس جنگ میں شیطانی کردار ادا کر رہی ہے لیکن ملی یکجہتی کونسل کی تمام جماعتیں اس سازش کو ناکام بنا دیں گی اور پھر سے امن کی فضا پیدا ہو جائے گی۔قتل و غارت کا یہ کھیل ملی یکجہتی کونسل کو کمزور کرنے کی سازش ہے۔موجودہ حکومت امریکی ایجنٹ ہے اس کا کردار شرمناک ہے۔دو سال میں اس نے قوم کو کچھ نہیں دیا دہ اپنی حماقتوں سے مڈٹرم الیکشن کو قریب کر رہی ہے۔ملک میں امریکی عمل دخل اس قدر بڑھ گیا ہے کہ عیسائی مذہبی تنظیموں نے پاکستان میں عیسائیت کے فروغ کے لیے ہر حربہ استعمال کیا ہے

روپیہ پیسہ تقسیم کیا جا رہا ہے مگر حکومت ٹس سے مس نہیں ہو رہی۔ ملک میں اسلام سے مرتد کرنے کے لیے قادیانی بھی زور دار تحریک چلا رہے ہیں۔

(17 اکتوبر 95ء بروز ہفتہ کیبانہ ہال نزد شادمان چوک لاہور میں جمعیت علماء پاکستان ضلع لاہور کی طرف سے اپنے اعزاز میں دیئے گئے ایک عظیم الشان استقبالیہ سے خطاب)

اس وقت اقوام متحدہ میں 170 ممالک شریک ہیں لیکن ویٹو پاور صرف پانچ ممالک کو حاصل ہے۔ اب تک اسرائیل کی بالادستی کے لیے امریکہ نے 158 مرتبہ ویٹو کا حق استعمال کیا ہے عالم اسلام کی سیاسی قیادت میں سے کوئی بھی نہیں جو امریکہ کی اس غنڈہ گردی کو روک سکے۔ مسلمان اپنی دینی غیرت کھو بیٹھا ہے۔ جرأت نہیں کرتا ورنہ امریکہ کوئی چیز نہیں ہے آج بھی صومالیہ کی مثال ہمارے سامنے ہے اس کی آبادی ساٹھ ستر لاکھ ہے۔ یہاں کا مسلمان بہت غریب ہے۔ دھوتی اور بنیان میں نماز پڑھتا ہے لیکن اس نے اپنے ملک میں مداخلت کرنے پر امریکہ کو ذلیل و رسوا کر کے اپنے ملک سے نکالا۔ اقوام متحدہ کا دوہرا کردار ہے۔ وہ مسلمانوں کا دشمن ادارہ بن چکا ہے کہ جب کسی مسلمان کے خلاف کارروائی کرنا ہو تو جھٹ اقوام متحدہ حرکت میں آ جاتا ہے۔ مگر ہنود، یہود اور صلیبیوں کے لیے اپنے اصولوں کو ذبح کرتی ہے جیسے پاکستان اور ہندوستان کو 1935ء کے ایکٹ کے تحت آزادی ملی تھی۔ اس وقت بھارت میں پانچ سو سے اوپر ریاستیں تھیں، ہر ریاست کو آزادی تھی کہ وہ بھارت اور پاکستان میں سے جس کے ساتھ چاہے مل جائے لیکن جب ریاست حیدر آباد اور جونا گڑھ نے پاکستان کے ساتھ ملنے کا اعلان کیا تو بھارت نے جبراً قبضہ کر لیا۔

کشمیر میں استصواب رائے کی قراردادیں خود اقوام متحدہ نے منظور کیں مگر اس پر عمل نہیں ہوا، لیکن عراق لیبیا اور ایران کے خلاف اقوام متحدہ کی غنڈہ گردی سب کے سامنے ہے۔ اس وقت کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کو مجروح کیا جا رہا ہے کہ تھرڈ آپشن کا نام نہاد نعرہ لگایا جا رہا ہے۔ امریکہ کو ثالثی کے لیے کہا جا رہا ہے یہ ایک دوہرا مذاق ہے۔ میر تقی میرؔ نے کہا تھا اور خوب کہا تھا کہ

میر بھی کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

آج تک پاکستان پر آکسفورڈ اور کیمرج یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے سیاستدانوں کی حکومت ہے۔ جس کے نتائج سب کے سامنے ہیں کہ ملک داخلی اور خارجی طور پر تباہ ہو گیا ہے اور امریکی سی آئی اے کا اڈہ بن گیا ہے اس لیے ضرورت ہے کہ پاکستان میں مسجد کی چٹائی اور مدرسہ محمدی کے پڑھے ہوئے علماء مضبوط سیاسی کردار ادا کریں۔

(19 اکتوبر 95ء کو لاہور میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام اقوام متحدہ کے خلاف منائے گئے یوم سیاہ کی تقریب سے خطاب)

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ہمارے بزرگ ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان ان کی اپنی جماعت ہے وہ جب چاہیں اپنے گھر لوٹ آئیں۔ ان کی طویل مخلصانہ رفاقت ہمارا عظیم سرمایہ ہے۔ اتحاد اہل سنت کے لیے ہماری کوئی شرط نہیں۔ اتحاد کے لیے ہم سب کو قبول کریں گے جمعیت کے دروازے کھلے ہیں روٹھے ہوئے اپنے گھر لوٹ آئیں۔ یاد رکھیں جمعیت کے منشور اور دستور کی ہر حال میں پابندی کرنا ہوگا۔

(جوہر آباد تشریف آوری کے موقع پر دریائے جہلم کے پل پر استقبالیہ سے خطاب)

اسلامی ممالک کو اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی مستقل نمائندگی کا حاصل کرنا ناگزیر ہو گیا ہے تاکہ وہ اسلامی ممالک کے مفادات کا دفاع کر سکیں۔

امریکہ اور مغربی ممالک اسلام دشمن ہیں۔ اکیسویں صدی میں مسلمانوں کی قوت کو بڑھتا ہوا دیکھ کر انہیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے اور وہ اسلامی ممالک کو ہر طرح سے دبانا چاہتے ہیں۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ امریکہ کی کاسہ لیسی کرنے کی بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ اسلامی ممالک کا مضبوط بلاک اس وقت قائم ہو سکتا ہے جب عرب اور عجم کے فرق کو ختم کر دیا جائے۔ امریکہ نے اقوام متحدہ کو اپنی لونڈی بنا رکھا ہے اور اپنے مفاد کے لیے اقوام متحدہ کو استعمال کرتا رہتا ہے۔ مٹھی بھر یہودیوں کو امریکہ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ نام نہاد امن کے نام پر امریکہ بیت المقدس پر یہودیوں کا قبضہ کروانا چاہتا ہے۔ کشمیر میں ساٹھ ہزار

مسلمانوں کو بھارت کی دہشت گرد فوج نے شہید کر دیا۔ اقوام متحدہ کشمیر کے مسئلہ کو حل کرنے میں پچاس سال گزرنے کے بعد بھی اپنی ہی پاس کردہ قرارداد کو عملی طور پر نافذ کرانے کے لیے دانستہ طور پر نظر انداز کر رہا ہے۔ بوسنیا میں سربیائی فوجوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا' بوسنیا میں اسلحہ کی فراہمی پر پابندی لگوائی اور مسلمانوں کا ہاتھ باندھ کر سربیائی فوجوں سے 90 ہزار مسلمانوں کا قتل عام کروایا۔

اولیائے کرام کی زندگیاں سنت نبوی کے نور سے منور و معطر ہوتی ہیں ان کی قربت میں رہنے والے بھی ظلمت سے نجات پا لیتے ہیں۔ صحبت اولیاء قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے شاہ والا شریف میں خانقاہ اور مدرسے کو یکجا دیکھ کر مسرت ہوئی۔ خانقاہوں پر مدارس کا قیام ہی ہمارے مستقبل کو محفوظ کر سکتا ہے۔ مشائخ عظام دینی مدارس کے قیام اور ان کی سرپرستی کی طرف متوجہ ہوں۔ (آستانہ عالیہ شاہ والا شریف متصل قائد آباد میں استقبالیہ سے خطاب)

امریکہ دنیا میں سب سے بڑا غنڈہ اور عالمی دہشت گرد ہے۔ این۔ جی۔ اوز کے ذریعہ وہ اسلامی ممالک میں دہشت گردی کرواتا ہے۔ انڈونیشیا میں عیسائیوں کی قلیل تعداد کی این۔ جی۔ اوز کے ذریعہ عیسائیوں کی ریاست قائم کروائی۔ جنوبی سوڈان میں امریکہ یہی گھناؤنی سازش کر رہا ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک قادیانیوں اور این جی اوز کے ذریعہ پاکستان میں انتشار اور سازشیں کرواتے رہتے ہیں۔ امریکہ اقتصادی پابندی اور فضائی ناکہ بندی اور دوسرے حربے استعمال کر کے بے دست و پا بنانا چاہتا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم نے اقوام متحدہ میں اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ اسلامی ممالک کو چاہیے کہ بھارت سے اقتصادی اور سیاسی رابطہ ختم کر لیں۔ اس تناظر میں مسلمانوں کا مضبوط بلاک ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

(اسلامی ممالک کے دانشوروں کی جکارتہ کانفرنس سے امام نورانی کا خطاب)

یورپ کے مسلمانوں کو اپنے عقیدے کے تحفظ کے لیے بڑی مشکلات اور تکلیف دہ مراحل سے گزرنا پڑا لیکن الحمد للہ انھوں نے اب تک اس سلسلہ میں بڑی قربانیاں دیں یہ ان کے جذبہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہے کہ یورپ کی سرزمین پر اللہ اکبر کی

سرپرستی میں عشق رسول کی شمع روشن رکھی ہوئی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یورپ کے غیور مسلمان آئندہ بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی قربانی دیں گے اور جو سازشیں منکرین ختم نبوت اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کر رہے ہیں ان کا پامردی سے مقابلہ کریں گے اور قادیانیوں کے عزائم ناکام بنادیں گے۔ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے اور وہ پاکستان کے خلاف جو پروپیگنڈہ کر رہے ہیں ہر سطح پر اس کا موثر جواب دیا جائے۔ مرزا طاہر پاکستان کے ختم ہونے کی پیشین گوئیاں کر رہا ہے وہ خود ذلیل و رسوا ہوگا۔ پاکستان ان شاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔ پاکستان ختم نبوت اور عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلعہ ہے۔ اس قلعہ میں تاجدار ختم نبوت کے عزت و ناموس کا تحفظ عاشقان رسول کرتے رہیں گے۔

بیت المقدس سے ہٹ کر کوئی معاہدہ قابل قبول نہیں اور بیت المقدس کی آزادی کے بغیر مشرق وسطیٰ میں کبھی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ او آئی سی اور اسلامی کانفرنس کے ممالک کوئی دباؤ برداشت نہ کریں اور بیت المقدس کی 1967ء والی پوزیشن بحال کرائیں۔

یورپ کے مسلمان اپنے بچوں اور بچیوں کو دین کی تعلیم دلائیں۔ انھیں مسجد میں ساتھ لائیں تاکہ ان کی اسلامی خطوط پر تربیت ہو سکے اور وہ یورپ میں اسلام کے مبلغ اور مجاہد ثابت ہوں۔

(ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ کے زیر اہتمام ڈین ہاگ میں ہونے والی انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس سے صدارتی خطاب)

پاکستان میں اسلام پر مرمٹنے کا جذبہ رکھنے والے نوجوانوں کی موجودگی میں اسلام کا پرچم سرنگوں نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک کی وزیر اعظم غلبہ اسلام کی بات کرنے والوں کو دھمکی دیتی ہے کہ میں تمھیں امریکہ سے پٹوا دوں گی۔ امریکہ بے نظیر کی مدد کیسے کرسکتا ہے وہ تو ایک چھوٹے سے غریب مسلمان ملک صومالیہ کا مقابلہ بھی نہیں کرسکا۔ جہاں مسجدوں میں بجلی تک نہیں ہے اور وہاں مفلس مسلمان صرف دھوتی اور بنیان پہن کر نماز ادا کرتے ہیں۔ ساری دنیا نے دیکھا کہ اس غریب مسلمان ملک کے جذبہ جہاد سے سرشار نوجوانوں

نے امریکی فوجیوں کو صومالیہ سے بھگا دیا۔ اب اگر محترمہ کی دعوت پر امریکیوں نے پاکستان کا رخ کیا تو یہاں بھی ان کا ''بندوبست'' کر دیں گے۔ بے نظیر کا بھروسہ امریکہ پر ہے، لیکن ہمارا بھروسہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہے۔ آج پاکستان میں زبان، نسل، علاقہ کے جھگڑوں میں مسلمانوں کو الجھا کر اسلامی تشخص ختم کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ نوجوانوں کو قومیتوں کے فتنوں میں الجھا کر ان کا دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق کمزور کیا جا رہا ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے لڑایا جا رہا ہے۔ یہ سب امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کا کھیل ہے۔ امریکہ اور یہودی مل کر موت سے نہ ڈرنے والے فاقہ کش مسلمان کے بدن سے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم کر کے اسے راکھ کا ڈھیر بنا دینا چاہتے ہیں۔ نوجوانو! اس یہودی سازش کو ناکام بنا دو اور اعلان کر دو کہ ہماری پہچان سندھی، مہاجر، پنجابی، سرائیکی نہیں صرف اور صرف غلامی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ یہ شیعہ سنی کی لڑائی نہیں ہے بلکہ یہ دیوبندی اور رافضیوں کی لڑائی ہے۔ سنی اس میں ملوث نہیں ہیں۔ دراصل پاکستان میں جاری فرقہ وارانہ قتل و غارت کے ذریعے پاکستان اور ایران کو لڑانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ یہ دونوں ملک کمزور ہو جائیں اور امریکہ یہاں آ کر بیٹھ جائے۔ امریکہ بہت بڑا شیطان ہے یہ ایران کے ساتھ ساتھ آذربائیجان اور بحیرہ کیپسین کے تیل کے چشموں پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

امریکہ نے کویت، قطر، دوبئی اور بھارت کے ساتھ معاہدے کر لیے ہیں اور اب امریکہ خلیج اور بحیرہ عرب کے بعد ایران اور پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہے۔ امریکہ، پاکستان کے تخت پر کبھی ''میاں صاحب'' کو بٹھا دیتا ہے اور کبھی ''بیگم صاحبہ'' کو۔ یہ سب امریکہ کے نوکر چاکر ہیں۔ یہ امریکہ کی کٹھ پتلیاں ہیں۔ ان کا قبلہ واشنگٹن ہے۔ نواز شریف نے بھی عراق کے خلاف فوج بھیجی تھی۔ ہمیں عراق سے اس لیے ہمدردی ہے کہ یہ ولیوں کی سرزمین ہے۔ یہ امام حسین، حضرت علی، امام موسیٰ کاظم، امام ابوحنیفہ اور شہنشاہ بغداد حضرت غوث پاک کی سرزمین ہے۔ ہمیں ایران سے بھی ہمدردی ہے کیونکہ وہاں بھی 30 فیصد اہلسنت رہتے ہیں۔ شاتمان رسول کو سیشن کورٹ سے سزائے موت پر دکھ کا اظہار کر کے پاکستانی وزیراعظم نے دین

دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔دو عیسائی گستاخان رسول کو عزت و احترام سے بری کروا کر اور تحفے تحائف دے کر بیرون ملک بھیج کر محترمہ بے نظیر بھٹو نے پاکستان میں گستاخِ رسول کا راستہ کھول دیا ہے۔محترمہ بے نظیر بھٹو نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گستاخوں کو چھوٹ دے دی ہے،لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عزت و حرمت اور بزرگی کے معاملے میں بہت غیرت مند ہے۔گستاخانِ رسول کو تحفظ دینے والی حکومت برقرار نہیں رہ سکتی۔میں پورے یقین اور ایمان کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ حکومت بہت جلد ختم ہو کر رہے گی۔گستاخِ رسول کو جینے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی۔

(شاہی عیدگاہ ملتان میں انجمن نوجوانانِ اسلام کے دو روزہ ملک گیر "قومی یکجہتی کنونشن" سے خطاب)

ایم کیو ایم والے کلاشنکوف کے بغیر الیکشن لڑیں اور پھر جیت کر دکھائیں۔نواز لیگ، ایم کیو ایم اور اے این پی اتحاد میں پنجابستان، پختونستان اور مہاجرستان والے مل رہے ہیں خدا خیر کرے۔الطاف حسین کو معاف کرنا ہے تو پھر ملک کے سارے قاتلوں اور ڈاکوؤں کو معاف کرنا ہوگا۔(جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے انتہائی اہم اجلاس کے شرکاء سے خطاب)

اسلام آباد میں اسلام کی بجائے بدبو پھیل رہی ہے اور قومی اسمبلی میں چور، لٹیرے، سمگلر اور شرابی اکٹھے ہو گئے ہیں۔ان حالات میں غلامان نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور "عاشقان پاکستان" متحد ہو کر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاروان کو مضبوط بنائیں۔ملک کی زرعی پالیسی مکمل ناکام ہو چکی ہے۔47 لاکھ ایکڑ اراضی سیم وتھور کی نذر ہو چکی ہے۔20 لاکھ ٹن گندم کی بھیک مانگنے کے لیے آسٹریلیا اور امریکہ کے دروازے پر دستک دی جا رہی ہے۔ہمارا ملک زرعی ہونے کے باوجود غلہ سے محروم ہے۔بھارتی لالوں سے آلو مرچ اور پیاز تک مانگی جا رہی ہے۔موجودہ حکومت ترقیاتی، صنعتی و زرعی اور امن و امان کے محاذ پر بھی مکمل ناکام ہو گئی ہے۔موجودہ حکومت کے منحوس سائے ملک پر موجود ہیں۔جس طرح جن بھوت کے سائے سے مکان ویران ہو جاتا ہے اسی طرح اسلام آباد پر بے دین حکمرانوں کے سائے سے ویرانی پھیل رہی ہے۔ہماری خارجہ پالیسی صیہونی طاقتیں جس طرف چاہتی ہیں ملک کو چلا رہی ہیں۔امریکہ کے

کہنے پر حکومت نے بھارت کو پسندیدہ قوم قرار دے دیا ہے۔ اگر موجودہ حکومت کے نزدیک بھارت پسندیدہ قوم ہے تو سارے حکمران بھارت چلے جائیں۔ موجودہ حکومت عریانی، فحاشی اور بے حیائی کا سیلاب ٹی وی پر لے آئی ہے۔ اگر قوم کی بہو بیٹیاں ٹی وی پر ناچیں گی تو پھر محمد بن قاسم کیسے پیدا ہوں گے؟ موجودہ حکومت نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نافذ نہ کر کے آئین کا مذاق اڑا رہی ہے۔ ہم پر الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم عورت کی حکمرانی کے حق میں ہیں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ عورت کی حکمرانی غیر شرعی ہے۔ متقی، پرہیزگار اور نمازی صدر سرکاری خرچ پر حج اور عمرے کر رہے ہیں۔ حج اور عمرے کو بھی ذہنی عیاشی بنا دیا گیا ہے۔ قوم ٹیکس، حکمرانوں کی عیاشی کے لیے نہیں دیتی۔ بھارت ہائیڈروجن بم کا دھماکہ کر رہا ہے، لیکن امریکہ کی آنکھیں پاکستان کی طرف ہیں۔ وطن عزیز کا دفاع کمزور ہاتھوں میں ہے۔ ہمیں ایٹمی دھماکہ کر لینا چاہیے۔ قرآن حکیم نے بھی ایٹم بم کی تیاری کی تلقین کی ہے لیکن ہم نے دفائی تیاری کرنے کی بجائے دوپٹے اتار دیئے ہیں۔ بے حیائی بے غیرتی کا سامان کر رہے ہیں۔ قوم کو تلوار کی بجائے سارنگی پکڑا دی گئی ہے۔ دفائی نکتہ نظر سے افغانستان کے حالات بھی قابل افسوس ہیں۔ افغانستان میں پاکستان کا سفارتخانہ بند کر دیا گیا ہے۔ جبکہ بھارتی اور امریکی سفارت خانے وہاں قائم ہیں۔ غریبوں کا نام لے کر برسراقتدار آنے والی حکومت نے اب تک کوئی لیبر پالیسی نہیں دی۔ غریب طبقہ مراعات سے محروم ہے۔

(جے یو پی کے 28 ویں یوم تاسیس کے موقع پر شاہی عیدگاہ ملتان کے وسیع سبزہ زار میں منعقدہ دو روزہ عظیم الشان "نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس" کی آخری نشست سے خطاب)

"مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر محض چند اقتباسات پیش کیے گئے ہیں ان کے مطالعہ سے قاری یہ نتیجہ اخذ کرنے میں حق بجانب ہے کہ عالی افکار تو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

القصہ حضرت شیخ الاسلام مولانا الشاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہشت پہلو شخصیت تھے اور انھوں نے مختلف زبانوں میں پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابلاغ کے لیے ساری زندگی اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ ضرورت اس امر کی ہے آپ کے جامع ترین خطبات کو محفوظ کیا جائے۔

ان کو افادہ عام کے لیے شائع کیا جائے...... ان کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کیے جائیں۔ اس سلسلہ میں راقم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاص مہربانی سے پہلا قدم اٹھایا ہے اور حضرت قائد ملت اسلامیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مختلف بارہ خطبات کو مرتب کرنے کی سعادت پائی ہے۔میرے لیے یہاں اپنے ساتھیوں عزیزانِ گرامی مولانا پیرزادہ محمد رضا قادری (ڈونگہ بونگہ)' مولانا محمد تاج قادری (بورے والا) اور عبدالمجید چوہدری (لاہور) کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے جن میں سے ہر ایک نے بڑی محنت اور محبت سے تعاون کیا۔اوّل الذکر نے بعض تقاریر کو کیسٹ سے کاغذ پر منتقل کرنے' ثانی الذکر نے پروف ریڈنگ اور آخر الذکر نے معیاری اور فوری طباعت کا اہتمام کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔

میری دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کی سعی کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول بخشے اور ہمارے لیے اس خدمت کو دین و دنیا کی سرفرازیوں کا باعث بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و آلہ وسلم۔

غبارِ راہِ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

چیف ایڈیٹر: سہ ماہی ''انوار رضا'' جوہرآباد

ایڈیٹر: ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور

mahboobqadri787@gmail.com

f.b: mahboobqadri016@hotmail.com

برائے رابطہ

0300-9429027

0321-9429027

0313-9429027

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

صدر محترم! گرامی قدر علماء کرام! میرے محترم بزرگو! محترم بھائیو! محترم بہنو اور عزیز

نوجوانو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مجھے آج انتہائی مسرت اور خوشی ہے کہ نور مصطفیٰ ﷺ کے بابرکت عظیم الشان جلسہ عام میں اللہ کے گھر میں ہمیں اور آپ کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ آپ بھی تکلیف فرما کر اس بابرکت محفل میں شرکت کے لئے قرب و جوار سے دور دراز سے شرکت فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اور آپ سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔ آمین۔

ابھی ابھی مجھ سے قبل مقتدر علماء کرام۔ اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کے پیارے حبیب حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر مبارکہ سے آپ کے قلوب کو گرما رہے تھے۔ ایمان کو تازہ کر رہے تھے۔ اپنے ایمان افروز بیان سے مستفیض فرما رہے تھے۔ جو کچھ ہم نے سنا اور جو کچھ بیان ہوا اور جو کچھ بیان کیا جائے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو قبول فرما کر مجھے اور آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

گوجر خاں کی سرزمین پر نور مصطفیٰ ﷺ کے اس بابرکت اجتماع کے منعقد کرنے پر میں منتظمین اور تمام معاونین اور سرپرستوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ اور ہم سب کو ہمیشہ ایسے کار خیر میں نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی عملی طور پر حصہ لینے کی اور دین کی بقا کے لئے جدوجہد کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر مبارک کی یہ محفل ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ کے نور کی یہ محفل مقدس ہے۔ حضور پرنور ﷺ کا بیان۔ ان کا نور والا بیان۔ ہمیشہ سے ہو رہا ہے اور قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اور ان کے نور کا چرچا آسمانوں پر بھی ہو رہا ہے اور یہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ کسی کے چاہنے سے بند نہیں ہو گا بلکہ ہوتا رہے گا اور ایسا ہوتا رہے گا نہ چاہنے والے مٹتے رہیں گے۔ ان کے نور کی روشنی پھیلتی رہے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

انوار محمدی، نور محمدی کی روشنی سے مکہ معظمہ ہی منور نہیں، نور محمدی سے سرزمین مدینہ ہی منور نہیں، نور محمدی سے فقط عرب کی سرزمین ہی منور نہیں ہے۔ نور محمدی سے زمین بھی منور ہے۔ کائنات بھی منور ہے، فرش بھی منور ہے اور عرش بھی منور ہے۔

حضور پُرنور سید العالمین مصطفی ﷺ کے نور کا جب چرچا ہوتا ہے۔ اس نور کا چرچا کرنے والے اور اس نور کے بیان کرنے والے کو یقین رکھنا چاہئے کہ اس کے دل میں بھی نور ہے۔ اس کی قبر میں بھی نور ہو گا اور اس کے لئے حشر میں بھی نور ہو گا۔ حضور پُرنور ﷺ کے نور کے بیان کرنے والے کو یقین رکھنا چاہئے کہ جہاں اللہ کے محبوب کے نور کا ذکر ہو گا۔ گھر میں اگر ہو گا تو نور محمدی کے جلوے ہوں گے۔ مسجد میں اگر ہو گا تو نور ہو گا۔ قبر میں بھی نور ہو گا اور حشر میں بھی اس کے ساتھ ساتھ نور ہو گا۔

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر ان کے نور سے حضور پُرنور ﷺ کے نور سے نمازوں میں نور ہے۔ حضور ﷺ کے نور سے روزوں میں نور ہے۔ حضور ﷺ کے نور سے قرآن منور ہے اور نور ہے۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ کے پیارے حبیب ﷺ کے نور سے نمازوں میں نور ہے۔ اس کا مفہوم کیا ہے۔

حضور پُرنور ﷺ کے نور سے قرآن میں نور ہے۔ حضور پُرنور ﷺ کے نور سے قبر میں نور ہے۔ حضور پُرنور ﷺ کے نور سے حشر میں نور ہے اور جو اس نور سے تعلق جوڑ لیتا ہے اس میں بھی نور ہے جس کا کنکشن اس دربار سے مل گیا وہ بھی نور ہے۔ نمازوں میں نور کا مفہوم کیا ہے۔ آپ سوچتے ہوں گے اور آپ کو یہ خیال آتا ہو گا کہ بھائی کیا بات ہے تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا تو نہیں ہے کہ زورِ خطابت میں یہ بات کہی گئی۔ ایسا تو نہیں ہے کہ کلام کی روانی میں گفتگو اور بول چال میں کرتے کرتے جوشِ بیان میں اور جوشِ خطابت میں یہ بات کہی گئی نہیں ایسا نہیں۔ حضور پُرنور ﷺ کا نور نمازوں میں ہے۔ نمازی جب نماز میں ہاتھ باندھتا ہے۔ اللہ کے لئے باندھتا ہے۔ نمازی جب رکوع کرتا ہے اللہ کے لئے کرتا ہے۔ نمازی جب سجدہ کرتا ہے، اللہ کے لئے

کرتا ہے کہ نماز اللہ کی لیکن اگر یہی نماز بجائے اس کے کہ پہلے نیت کی جائے اور نیت کرنے کے بعد سبحانك اللھم پڑھی جائے۔ سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔ قرآن کی تلاوت کی جائے۔ پھر رکوع کیا جائے۔ پھر اٹھا جائے اور پھر سجدہ کیا جائے۔ اگر نماز اس طرح سے شروع کر دی جائے کہ نیت باندھتے ہی سب سے پہلے سجدہ کیا جائے کہ سجدہ اللہ کے یہاں محبوب ترین عبادت ہے تو سوچئے کہ نماز ہو گی۔ نہیں۔ غور کیجئے کہ نماز ہو گی نہیں۔ اگر نماز کی ابتداء رکوع سے کی جائے۔ اگر نماز کی ابتدا سورۃ فاتحہ کی بجائے تلاوت قرآن سے کی جائے پھر سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔ پھر غور کیجئے کہ نماز ہو گی نہیں ہو گی۔ کیوں نہیں ہو گی۔ سجدہ ہے ہونی چاہئے۔ کیوں نہیں ہو گی۔ رکوع تو ہے ہونی چاہیے۔ کیوں نہیں ہو گی۔ تلاوت قرآن تو ہے ہونی چاہئے۔ قبول ہونی چاہئے۔ لیکن نہیں ہو گی اس لئے نہیں ہو گی کہ اس میں طریقہ مصطفی ﷺ نہیں ہے۔

سجدہ ایسے کرنا ہے جیسے مصطفی ﷺ نے کیا ہے۔ رکوع ایسے کرنا ہے جیسے حضور ﷺ نے کیا۔ تلاوت اس طرح سے کرنی ہے جیسے حضور ﷺ نے کی۔ فاتحہ اس وقت پڑھنی ہے جب حضور ﷺ نے پڑھی ہے تو نماز پوری ہو رہی ہے اللہ کے لئے ہو رہی ہے مگر نور محمدی ﷺ کے جلوے ﷺ اس میں نظر آ رہے ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے جلوے نظر آ رہے ہیں۔ روزہ رکھا ہے۔ اللہ کے لئے رکھا ہے لیکن اگر روزے کی ابتداء غروب آفتاب سے اور روزے کا اختتام اذان فجر پر ہو کہ روزہ ہو گا۔ نہیں ہو گا۔ حج ہو مگر اس طرح سے ہو کہ مکرمہ معظمہ میں نو تاریخ ہو تو نو تاریخ کو عرفات کی بجائے حج مکہ معظمہ میں ہو اور دس کی شب کو مزدلفہ کے بجائے منیٰ میں ہو۔ رات کہیں ہو دن کہیں ہو۔ اس طریقے کے مطابق نہ ہو جو طریقہ مصطفی ﷺ ہے تو نہ اس حج میں نور ہے۔ اس میں تو نور محمدی ﷺ کے جلوے نہیں ہیں اور نہ اس روزے میں حضور پرنور سید العالمین ﷺ کے انوار جھلک رہے ہوں۔ اس لئے کہ ہر عبادت جو اللہ کو پسندیدہ ہے صرف وہی عبادت پسندیدہ ہے جو حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے نور کے جلوے جس میں نظر آ رہے ہوں۔ نور سے مراد روشنی ہے۔ نور سے مراد جلوے ہیں۔ نور سے مراد جھلک ہے۔ جہاں حضور پرنور ﷺ کے جلوے ہیں۔ ان کا ذکر ہے۔ ان کا بیان ہے ان کی بات ہے۔ ان کا سجدہ

ہے۔ان کی تلاوت ہے وہ انوار محمدی ﷺ ہیں۔حضور پُرنور ﷺ کو قرآن میں دیکھئے۔قرآن حفظ کر رہا ہے۔ضرور پڑھو! قرآن کی تلاوت کر رہا ہے ضرور کرے۔لیکن یہ قرآن بغیر حضور پُرنور ﷺ سمجھ میں آ سکتا ہے "نہیں۔"

اللہ کے محبوب حضور پُرنور ﷺ نور قرآن ہیں۔نور ایمان ہیں۔نور جان ہیں۔نور انسان ہیں،نور کائنات ہیں اور روح کائنات ہیں۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ:۱۵)

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین قرآن مجید فرقان حمید۔تو قرآن اور نور محمدی ﷺ ساتھ ساتھ۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ (المائدہ:۱۵)

نور محمدی ﷺ اور قرآن مجید فرقان حمید دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔یہ کس طرح سے ساتھ ہیں۔کوئی کہنے والا اگر یہ کہے کہ مجھے قد جآء کم من اللہ نور اس کی ضرورت نہیں۔کتاب مبین کی ضرورت ہے۔کتاب کی ضرورت ہے۔

کوئی کہنے والا اگر کہہ دے ڈاکیا آیا۔پوسٹ مین آیا۔خط دے گیا۔خط پڑھو! تمہیں اس کی کیا غرض کون آیا کون دے کر گیا۔ذرا سوچئے۔اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ خط پڑھو! تو ہو سکتا ہے خط کی حد تک تو یہ بات صحیح ہو جائے۔اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ خط کو سمجھو اور اس پر عمل کرو۔ہو سکتا ہے خط کی حد تک یہ بات پوری ہو جائے لیکن یہ سوال اپنی جگہ پر باقی رہتا ہے کہ اگر خط آیا تو اس کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہوگا۔یہ سوال باقی رہ جاتا ہے۔طریقہ کیا ہوتا ہے خط کے پڑھنے کا۔خط کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو کھولا جائے اور روشنی میں پڑھا جائے۔اگر روشنی نہیں ہے۔روشنی نہیں تو نور کیسے۔اگر روشنی نہیں ہے اگر نور نہیں ہے۔اگر اندھیرا ہے تو خط کون پڑھے گا؟ کس طرح پڑھے گا۔نہیں پڑھ سکتا تو رب العالمین فرماتا ہے کہ جو پڑھنے کا طریقہ ہے اس

طرح پڑھو! طریقہ کیا ہے۔اس کو روشنی میں پڑھو! ہماری مقدس کتاب ہے کلام ہمارا ہے۔روشنی ہمارے محبوب کی مطلب یہ ہے کہ گھر ہمارا ہے اور بجلی واپڈا کی ہے۔کبھی سوچا آپ نے۔گھر ہمارا ہے اور بجلی واپڈا کی ہے۔قرآن کلام ہمارا ہے اور زبان مصطفی ﷺ کی ہے۔

کیا پیارا انداز ہے۔ہر بات پیاری ہے۔ہر آیت پیاری ہے۔ہر حرف پیارا ہے۔

سبحان اللہ!

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ (النجم،۳)

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے۔اپنی ہوائے نفس سے کچھ نہیں فرماتے۔اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔بات صرف اتنی ہے سمجھ لو۔بات صرف اتنی ہے مختصر سی۔لمبی چوڑی بات کون کرتا ہے خواہ مخواہ باتیں کرتے ہو۔بات صرف اتنی ہے۔حضور ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے۔زبان مصطفی ﷺ کی ہوتی ہے۔کلام ہمارا ہوتا ہے۔یوں سمجھو کہ زبان مصطفی ﷺ پر خدا بول رہا ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝۴ (النجم،۳)

وحی الٰہی ہے۔رب فرماتا ہے۔کلام میرا ہے۔رب العالمین کا کلام ہے اور روشنی مصطفی ﷺ کی ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدہ،۱۵)

پڑھنے والے اگر تو پڑھنا چاہتا ہے تو روشنی مصطفی ﷺ سے پڑھ!

کتاب موجود ہے۔خط موجود ہے بغیر روشنی کے پڑھ نہیں سکتے۔پڑھنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہے۔اگر بغیر روشنی کے پڑھو گے ابو جہل رہ جاؤ گے۔روشنی سے اگر پڑھو گے اگر ابو بکرؓ ہو تو صدیق ہو جاؤ گے۔قرآن مجید فرقان حمید عربی زبان میں ہے۔اس بیسویں

صدی میں اس چودھویں صدی میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔لوگوں نے کہنا شروع کر دیا۔قرآن مجید جس کا دل چاہے سمجھ لو۔

عربی پڑھ لو۔کبھی آپ نے سوچا صرف عربی پڑھنے سے اگر قرآن آ جاتا ہے۔عربی پڑھنے سے اگر قرآن کی تفہیم ہو جاتی تو ابوجہل بہت بڑا عربی دان تھا۔ابوجہل مکہ معظمہ کا رہنے والا اس کی مادری زبان عربی۔بہترین عربی بولتا تھا۔ابوجہل چونکہ اس کی مادری زبان تھی، پڑھا لکھا آدمی، بڑا سمجھدار آدمی، قبیلے کا سردار تھا۔قریش کے سرداروں میں اس کا شمار ہوتا تھا۔عربی زبان کا ماہر تھا کہ قرآن مجید سمجھتا تھا۔اس لئے کہ قرآن اس کی مادری زبان تھی لیکن عربی زبان مادری زبان ہونے کے باوجود ابوجہل ابوجہل رہا۔قرآن اس کے شہر میں اترا۔قرآن اس کی زبان میں اترا۔قرآن اس کے ملک اور دیس اور وطن میں اترا لیکن قرآن سے جاہل رہا اور حبشے کا رہنے والا جب پڑھا قرآن کو قرآن کی طرح سے پڑھا۔ قرآن کو رسم مصطفی ﷺ میں پڑھا۔قرآن کو نور محمدی ﷺ کے جلووں میں پڑھا۔دیکھئے گھر میں بجلی واپڈا کی۔بلال حبشیؓ جن کے دل میں روشنی مصطفی ﷺ کی۔اس کا کنکشن مدینے والا۔ بلالؓ نے حبش ہی میں پڑھا۔بلالؓ حبشی ہو گئے۔ابوبکرؓ نے پڑھا صدیق ہو گئے۔عمرؓ نے پڑھا فاروقؓ بن گئے۔

اور یہ جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن میں عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ اور تمام دیگر صحابہ رسول اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین روشنی مصطفی ﷺ میں قرآن کو پڑھا۔نور مصطفی میں قرآن کو پڑھا۔قرآن بھی نور ہے۔

پہلی بات یہ فرمائی کہ حضور ﷺ نور ہیں قد جاء کم من اللہ نور نور آئے مصطفی ﷺ اور قرآن کیا ہے وہ بھی نور ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿﴾ (النساء، ۱۷۴)

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔

قرآن نور مبین ہے۔ قرآن نور ہے۔ اس کالانے والا نور ہے۔ بھیجنے والا رب العالمین نور ہے۔ اللہ نور السموات وہ نور ہے۔ اپنے محبوب کو نور بنا کر بھیجا۔ قرآن اس کا کلام ہے نور ہے اور جس کی زبان پر قرآن ہے اور دل میں نور مصطفی ﷺ ہے۔ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے سینے میں نور ہے۔ اس کی قبر میں بھی نور ہے۔ اس کے لئے حشر میں بھی نور ہے۔

احادیث مبارکہ میں یہ تفصیل آتی ہے۔ روز محشر پچاس ہزار برس کے برابر دن ہوگا۔ تانبے کی زمین ہوگی۔ سوا نیزے پر آفتاب ہوگا اور جب میدان حشر میں جنت میں جانے کا حکم ہوگا تو جانے سے پہلے پل صراط سے گزرنا ہوگا جو بال سے زیادہ باریک ہوگا۔ اگر پیر پھسل گیا تو دوزخ میں گیا اور اگر پار کرلیا تو جنت میں گیا۔ پل صراط پل ہے اس کو پار کیجئے جنت میں گر گئے دوزخ کے گڑھے میں۔ کہ جب ایمان والے نور مصطفی ﷺ کے غلام اس کو پار کر رہے ہوں گے تو نیچے جو دوزخ بھڑک رہی ہے وہ کیا کہے گی۔

حدیث شریف میں آتا ہے دوزخ کہے گی **طف یا مؤمن** (ارے مومن جلدی سے گزر جا۔) جب مومن گزر رہا ہوگا تو اس وقت اس کی شان کیا ہوگی۔

امام اہلسنت عظیم المرتبت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز وجد میں آ گئے۔ آپ نے اس حدیث پاک کا ترجمہ کیا کہ جب امت حضور ﷺ کی پل صراط سے گزر رہی ہوگی تو حضور ﷺ دعا فرمارہے ہوں گے۔

ع ہے رب سلم دعائے محمد ﷺ

اے اللہ! میری امت کو سلامتی سے پار کرادے۔

اور دوزخ کیا کہہ رہی ہوگی کہ مومن جلدی سے گزر جا۔

الغ نوری۔ مومن جلدی سے گزر جا۔ تیرے نور کی روشنی سے تیرے نور کی چمک

دمک سے، نور جو ٹھنڈا ہوتا ہے نور میں جمال ہے۔ وہ نور جو مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں ملا اس میں جمال ہے۔ ٹھنڈک ہے۔ جلدی سے گزر جا تیرے نور کے پرتو سے دوزخ کہے گی کہ میں ٹھنڈی ہوئی جارہی ہوں جلدی سے گزر جا۔ سبحان اللہ۔

حضور پرنور ﷺ کے غلاموں کو نور ملا ہو گا۔ حشر کے میدان میں۔ اس نور کی برکت سے گزر رہے ہوں گے۔ جن کے امتیوں کی یہ شان ہے ان کے ولیوں کی کیا شان ہو گی۔ ان کے صحابہؓ کا کیا مقام ہو گا اور صحابہؓ کو صحابہ بنانے والے مصطفیٰ ﷺ کا مقام کیا ہو گا۔

حضور پرنور ﷺ کا نور نظر نہیں آتا۔ کہاں ہے کہ آپ کہتے ہو کہ نور ہیں۔ لوگ کہا کرتے ہیں نور نظر نہیں آتا۔ جو نظر نہ آئے وہ نور نہیں ہوتا۔

نظر کی اگر بات ہے تو یہ جواب میں کہا جائے گا۔

بس آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
اور دیدہ کور کیا آئے نظر کیا دیکھے

وہ کیسے آئے گا نور نظر نہیں آتا جو نظر نہ آئے وہ غلط ہوتا ہے۔ نظر نہیں آتا۔

حضور ﷺ کا نور مسجد میں بھی ہے۔ نور محمدی مسجد میں بھی ہے۔ نور محمدی مومن کے ہر گھر میں۔ گھر میں آتا ہوا اس کے مگر نظر نہیں آتا۔

آپ نے کبھی سوچا کوئی آدمی اگر آپ سے کہے کہ بجلی کے تار تو ہیں لیکن اس میں روشنی نظر نہیں آتی یہ کہاں سے آتی ہے۔ آپ کہتے ہیں تار میں سے آتی ہے۔ اب وہ کہے گا تار میں تو نہیں ہے۔ تار تو کالا ہے۔ تار تو لال ہے۔ اس میں تو نظر نہیں آتی۔ ابھی کیسے نظر آئے۔ آ تو سکتی ہے لیکن اگر نظر آئے تو سوال یہ ہے کہ اس کو پہلے محسوس کرے کہ ہاں ہے۔ پھر نظر آتے اب سوال یہ ہے کہ کون اس کو محسوس کرے تو جب محسوس کرو تو پھر نظر آئے۔ کسی میں ہمت ہے کہ تار کو کھولے اور کھولنے کے بعد وہ جو پیتل کا تار ہے اس کو دیکھے اور کنکشن جڑا ہوا ہو جس کا جڑا ہوا نہ ہو اس کے تار میں نور ہو گا ہی نہیں۔ جس کا جڑا ہوا ہے وہ کہے گا کھولوں نہیں نور ہے۔ حجابات میں مستور ہے۔ تو کس کو نظر آئے گا مگر ہے اقرار تو کرنا پڑے گا۔ بجلی کے تاروں میں ہے لیکن

مستور ہے۔ حسن مصطفی ﷺ مستور ہے۔ حسن یوسف علیہ السلام کو دیکھ لیا تھا۔ مصر کی عورتوں نے تو انگلیاں کٹ گئیں۔ یہ عام قصہ نہیں۔ کہانی نہیں۔ قرآن کا بیان ہے۔ یہ شاہ احمد نورانی قصہ نہیں سنا رہے آپ کو۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ٘ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًاؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِیْمٌ ﴿۳۱﴾ (یوسف،۳۱)

جب عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ کو پاکی ہے یہ تو جنس بشر سے نہیں یہ تو نہیں مگر کوئی معزز فرشتہ۔

کیا کہا۔ مصر کی عورتوں نے طعنہ دیا۔ بی بی زلیخا رضی اللہ عنہا کو اور کہا تم کو کیا ہو گیا پاگل ہو گئی ہو۔ دیوانی ہو گئی ہو ایک غلام کے اوپر فریفتہ ہو گئی ہو۔ بی بی زلیخا نے دعوت کا انتظام کیا مصر کی بڑی بڑی شہزادیوں کو، امیر زادیوں بیگمات کو خاتون اول نے سب کو بلا لیا۔

خاتون اول کا رواج بہت ہو گیا ہے اور پتہ نہیں کتنی خاتون اول خاتون آخر ہو گئیں۔ بے نام ونشان ہو گئیں۔ لوگ یہی کہتے رہتے ہیں اور بے نشاں ہو کے رہتے ہیں۔ بند کرنے والے لوگوں کو خود بند ہوتے رہتے ہیں اور بے نشان ہوتے رہتے ہیں اور کرسیوں کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے والے کرسی اوپر ہوتی ہے اور وہ مٹی کے نیچے ہوتے ہیں اور یہ دور ہوتا ہے اصل میں۔ کبھی لوگ اپنی کرسیوں کو مضبوط کہتے ہیں اور کبھی خود اپنے آپ کو مضبوط کہتے ہیں مگر حشر سب کا خراب ہوتا ہے۔ جہاں آدمی پٹڑی سے اترتا ہے بڑے بول بولتا ہے یہ کر دوں گا وہ کر دوں گا۔ بند کر دوں گا۔ آٹے دال کا بھاؤ بتا دوں گا وہ ایسا انتظام اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ فرما دیتا قرآن میں کہ دیکھو! کہنے کو آدمی جو چاہے کہتا رہے مگر حکم ہمارا ہے۔ کہنے کو آدمی ہوتا ہے۔ فرعون بھی ایسے بکتا رہا مگر ملک ہمارا ہے کہنے کو تو لوگ حفاظتی بندوبست بہت کچھ کرتے رہتے ہیں کہ اس پہرے میں کوئی نہیں آئے گا۔

شاہ احمد نورانی نے سو آدمی رکھ لئے۔ دو سو رکھ لئے۔ پانچ سو رکھ لئے کہ چاروں طرف

حفاظت ہو۔ گجر خاں سے جب گزریں تو معلوم ہو کہ اب کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ لوگ دیکھیں اور دیکھنے والے بھی تماشہ کرنے کے لئے کہ کیا حال ہے۔ پانچ سو آدمی گھر میں رضا کار ہیں۔ قومی رضا کار ہیں۔ نیشنل گارڈ ہے۔ یہ کیا کیا ہے گھیرے میں ڈالا ہوا ہے کہ کوئی پرندہ پر نہ مار سکے۔ اس کی روح کو پرواز نہ کر پائے۔ وہ زندہ و سلامت رہے۔ سارے انتظامات زندگی کے ساتھ ساتھ بھی ہو رہے ہیں۔ دیکھنے والے کو عجیب تماشہ لگتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی سمگلر کو پکڑ کے لیے جا رہے ہیں وہ ڈاکو پکڑ لیا ہے۔ کوئی تخریب کار ہاتھ میں آ گیا ہے کہ کتنے سارے آدمی پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اتنے سارے سپاہی لگے ہوئے ہیں۔ اتنے سارے پہرہ دینے والے پہرہ دے رہے ہیں۔ اتنے سارے گارڈ ہیں لیکن چاہے کتنے بھی انتظامات ہوں بڑا زبردست قومی پہرہ ہو۔ قاہرہ کی سرزمین ہو۔ ملک کا سربراہ مملکت بیٹھا ہوا ہو۔ فوج کھڑی ہوئی ہو۔ فوج کے بیچ میں ٹینکوں کے بیچ میں، ہوائی جہازوں کی حفاظت میں، فوج کی حفاظت میں، ٹینکوں کی حفاظت میں عزرائیل علیہ السلام اپنا کام کر گئے اور چلے گئے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے، یاد دلائیے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (آل عمران، ۲۶)

یوں عرض کرے اے اللہ! ملک کے مالک بند کرنے والے بند کر دیئے جاؤ گے۔ اللہ مالک الملک ہے۔ ہر ایک کو ذلیل سمجھنے والے ذلیل کر دیئے جاؤ گے۔ اللہ عزت والا ہے اور یہ سمجھ کر قبضہ کرنے والے کہ میں ہمیشہ اس پر قبضہ رکھوں گا۔ یہ قسمت کی بات ہے کہ تم قسمت کے دھنی ہو۔ چوکیدار تھے، حکمران بن گئے لیکن یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم دے سکتے ہیں تو لے بھی سکتے ہیں۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ (آل عمران، ۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بیشک تو سب کچھ کر سکتا ہے۔

جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ جب چاہے ملک لے لے۔ جب چاہے دے دے۔ رات کے ایک بجے لے لے اور دو بجے جس کو چاہے دے دے۔ اب جس سے لے لیا ہے وہ بھی نہیں سمجھتا اور جس کو دیا ہے وہ بھی نہیں سمجھتا۔ قدر نہیں کرتا۔ جب مل گیا ہے تو سمجھتا ہے کہ بس اب ساری خدائی میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں اب جو چاہوں کروں۔ جھوٹ بولوں تو ٹھیک۔ رات کہوں تو ٹھیک۔ دن کہوں تو ٹھیک۔ رات کو لوگوں سے بات کروں تو صبح کو کہہ دوں رات گئی بات گئی۔

لوگ امانتیں میرے پاس رکھوائیں۔ امانت سپرد کر دیں اور جب دینے کا وقت آئے تو میں کہہ دوں حالات سازگار نہیں۔ وعدہ کریں قوم سے اور جب وقت آئے تو ٹھیک ہے کیا ہو گا۔ ابھی تو دیکھتے ہیں کب پورا کرتے ہیں۔ حالات سازگار ہوں گے تب دیکھی جائے گی۔ اب کون کہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کونسا حساب ہے کہ نوے دن ساڑھے چار سال ہو جاتے ہیں۔ پوچھنے والے تو پوچھتے ہیں یہ کونسا حساب ہے کونسے کمپیوٹر پر آیا ہے۔ کونسی جیومیٹری ہے کونسا الجبرا ہے کونسی میتھمیٹک ہے کونسی الرجیٹک کہ نوے دن گھوم پھر کے پانچ سال ہو جاتے ہیں اور جب پانچ سال ہو گئے اور لوگ یاد دلائیں تو کہہ دیتے ہیں کہ بند کر دوں گا۔ پھر چوں نہیں بول سکوں گا۔

اللہ رب العالمین یاد دلاتا ہے۔ بھولنے والے تم بھول گئے۔ اللہ مالک الملک ہے۔ اللہ یاد دلاتا ہے۔ بھولنے والے تم بھول گئے جو امانت میں خیانت کرتا ہے۔ وہ منافق ہوتا ہے۔

حضور پر نور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مسلمانو! چلتا پھرتا منافق اگر دیکھنا چاہو تو تین پہچانوں میں ضرور پہچان لینا۔ چلتا پھرتا منافق نماز بھی پڑھے گا ٹھیک ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے نماز پڑھے۔ اسلام کی تسبیح بھی اگر ہاتھ میں رکھے تو سبحان اللہ۔ ماشاء اللہ لیکن دیکھنا چاہیے نماز میں کھوٹ تو نہیں ہے۔ اس کی نماز پڑھنے کے بعد بیٹری چارج بھی ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ بیٹری میں عیب ہے۔ سوچنا پڑتا ہے۔

میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا آیۃ المنافق کذا منافق کی تین پہچان ہیں۔ چلتا پھرتا منافق اگر دیکھنا چاہو ہوشیار رہنا۔ کسی کلمے سے۔ نماز۔ روزے سے دھوکا مت کھانا۔ بار بار اسلام کی تسبیح پڑھنے سے دھوکہ مت کھانا۔ بار بار مدینے جانے سے دھوکہ مت کھانا۔ مکے مدینے جانا تو منافق بھی جاتے رہتے تھے مدینے میں حضور ﷺ کے پیچھے منافق نماز بھی پڑھتے تھے۔ تینوں پتہ نہیں اے۔ پتہ اے۔ مدینہ میں حضور ﷺ کے پیچھے منافق بھی نماز پڑھتے تھے۔ منافق نماز بھی پڑھتے تھے، کلمہ بھی پڑھتے تھے اور حضور ﷺ کے نور کا انکار کرتے تھے۔

دیکھو کتنی عجیب بات ہے جو شخص رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھے وہ منافق ہو سکتا ہے۔ نہیں کبھی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جو شخص کون و مکان کے سردار، خدا کی خدائی کے مختار، عرشیوں کے آقا، فرشیوں کے داتا، حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھے تو وہ کیسے منافق ہو سکتا ہے لیکن نہیں۔ اللہ فرماتا ہے۔ منافق۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ (المنافقون،۱)

پوری سورہ منافقون اتر گئی۔ پوری سورۃ ۲۸ اٹھائیسویں سپارے میں سورۃ المنافقون اتار دی۔

ادھر منافق آتے ہیں تو کلمہ پڑھتے ہیں اور پڑھواتے ہیں۔ ماشاء اللہ دیکھا آپ نے اللہ اکبر۔ معلوم ہوا کہ پہلی صدی سے جو منافقوں کا ٹولہ چلا تو آج بھی موجود ہے۔ رشتہ چل رہا ہے۔ بدستور وہی کلمہ پڑھنے کا اور پڑھوانے کا باجماعت باجماعت پڑھو باجماعت پڑھو۔ نہیں سمجھے۔ پھر سمجھ لو۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (المنافقون،۱)

جب منافق تمہارے حضور ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔

منافق جب آتے ہیں آپ کے پاس تو کہتے ہیں نشہد ہم گواہی دیتے ہیں۔

اشهد ان لآ اله الا الله و اشهد ان محمدا عبدهٗ ورسولهٗ

قالوا نشهد انك لرسول الله

منافق آتے تھے حضور ﷺ کے سامنے کلمہ پڑھتے تھے۔گواہی دیتے تھے کلمہ شہادت پڑھتے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ کلمہ سن لیجئے۔ ماشاء اللہ پہلی صدی کے منافق۔ وہ حضور اکرم ﷺ کو کلمہ سناتے تھے۔اس صدی کے منافق آپ کو سناتے ہیں۔سنواتے ہیں اور سناتے ہیں اور بڑے زور سے کہتے تھے۔ پھر کیا بات ہے۔اس زمانے میں بھی منافقوں کو سزا دی اللہ نے گستاخی رسول ﷺ کی اور اس صدی کے منافقوں کو بھی گستاخی رسول ﷺ کی سزا ملتی ہے۔ مارے مارے پھرتے رہو۔اجر کچھ نہیں۔ مارے مارے پھرتے رہو۔اجر کچھ نہیں۔ چلہ کرتے رہو، چلی کچھ نہیں۔ کرتے رہو اس لئے کہ گستاخ رسول ﷺ کے عمل ضبط ہو جاتے ہیں۔گستاخی رسول ﷺ کے نتیجے میں عمل ضبط ہو جاتے ہیں۔قرآن مجید فرماتا ہے۔نماز تو اللہ کی مگر۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ (الحجرات،۲)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔

دیکھو! رسول اللہ ﷺ کی آواز پر آواز بلند نہ کرنا۔ یہ ادب ہے۔ ہمارے محبوب کا ادب ہے۔خبردار آواز پر آواز بلند نہ ہونے پائے۔دیکھا آپ نے مقام مصطفی ﷺ کیا ہے؟

آواز بھی رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرنا۔ جب بات کرو۔ آواز نیچی رکھو۔ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منہ میں کنکریاں ڈال کر بات کرتے تھے۔کہیں آواز بلند نہ ہو جائے کیونکہ اگر آواز اونچی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کی آواز پر تو کیا ہوگا۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴿۲﴾ (الحجرات،۲)

کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

گستاخی رسول ﷺ کے نتیجے میں بے ادبی مصطفیٰ ﷺ کے نتیجے میں عمل ختم ہو جائیں گے۔ تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔ تم یہ سمجھو گے خوب نمازیں پڑھتے رہو۔ اب جو نماز ہو رہی ہے وہ سزا ہے کیونکہ مل تو کچھ نہیں رہا تو سزا ہے۔ خوب نمازیں پڑھتے رہو۔ خوب بستر ے لاد لاد کے پھرتے رہو۔ مگر پیچھے جو دیکھا خالی ہے۔ ان تحبط اعمالکم عمل ضبط ہو رہے ہیں جو کر رہے ہو نیکیاں کھائی جا رہی ہیں۔ کسی کھاتے میں جمع ہی نہیں ہو رہیں۔ نہ پی ایل کے کھاتے میں نہ ڈی ایل کے کھاتے میں نہ سود والے کھاتے میں نہ بے سود والے کھاتے میں۔ وہ سارا معاملہ بے سود ہو رہا ہے۔ بلا سود نہیں۔ بے سود ہو رہا ہے۔ حبط احبط عمل ضبط ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کے دربار میں اگر ذرا سی آواز بلند ہوگئی تو گستاخی رسول کے نتیجے میں نماز برباد۔ بھائی نماز تو اللہ کی۔ اللہ کے لئے پڑھی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی سے اس کو کیا تعلق۔ لیکن نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نماز بھی مصطفیٰ ﷺ کے دروازے سے ہو کر آتی ہے۔ ارے نماز بھی سلام کرتے ہوئے آتی ہے۔ جبھی تو نمازی نماز میں کہتا ہے السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ ہمارے دربار میں آ گئے۔ اب جانے سے پہلے نماز کو قبول کرانے کے لئے اب میرے محبوب کو سلام کرتے ہوئے جاؤ۔ درودوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے جاؤ۔ درودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں نچھاور کرتے ہوئے جاؤ۔ تب نماز قبول ہوگی اور جو ان کے بغیر نماز کا تصور کرتا ہے نماز اس کے کندھے پر لاد دی جاتی ہے۔ یہ لئے لئے پھرتا ہے۔

لئے لئے پھرتا ہے اس سزا کو۔ تو حضور پُر نور سید العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ کے دربار میں کلمہ کہتے تھے۔ منافق کیا کہتے تھے منافق۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

قَالُوْا نَشْهَدُ (المنافقون،۱) انہوں نے کہا منافقوں نے مسجد نبوی میں کہ یا رسول اللہ نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ (المنافقون،۱) کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اشهد ان لا اله الا الله پڑھتے۔ نشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله منافقوں نے یہ پڑھا فوراً اللہ نے جواب دیا۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ (المنافقون،۱)

اللہ گواہی دیتا ہے کہ اے مصطفیٰ ﷺ! آپ ہمارے رسول ہیں مگر اللہ گواہ ہے یا رسول اللہ ان المنافقین لکذبون۔

یہ منافق کلمہ پڑھنے میں جھوٹے ہیں۔ لب پہ کلمہ دل میں گستاخی ہے۔ منافق کیا کرتے تھے۔ آگے کلمہ پڑھتے تھے اور پیچھے مسجد سے باہر نکل کر کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد دیکھا۔ کیسا بے وقوف بنایا ہے توبہ توبہ کلمہ پڑھ کے چکر دیا۔ ایسے ہی آپ کو بھی لوگ کلمہ پڑھواتے ہیں۔ یہ سمجھ کر پڑھواتے ہیں کہ یہ سب لوگ مشرک ہیں۔ ان کو کلمہ پڑھواؤ۔ باہر جا کے آپ کو کہتے ہیں تصحیح کرلو۔ صحیح پڑھ لو اور جب اپنے یہاں جاتے ہیں تو کہتے ہیں دیکھا کیسا چکر دیا۔ ان مشرکوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔ ان کو پتہ بھی نہیں چلا۔ وہاں جا کے کہتے تھے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو کیسا چکر دیا معاذ اللہ توبہ توبہ دیکھا کیسا مغالطے میں ڈالا۔ ہم نے کلمہ پڑھ لیا وہ سمجھ گئے کہ ٹھیک پڑھا ہے اور ہم نے ان کو کیسا چکر دے دیا۔ ان کو پتہ بھی نہیں۔ ان کو کیا خبر۔ منافق یہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ (المنافقون،۱)

اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے منافقین کا بھی تذکرہ فرمادیا اور میں جو بات کررہا تھا وہ یہاں سے چلے تھے کہ حضور پرنور سید العالمین محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ چلتے پھرتے منافق کی تین پہچانیں یاد رکھ لو۔ یہاں سے چلے تھے۔ ایک تو منافق ہوتا ہے کہ جب امانت سپرد کی جائے تو خیانت کر بیٹھے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العالمین کیا فرماتا ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (النساء، ۵۸)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو۔

امانت اس کے حقداروں کے سپرد کردو۔ جو اس کے حقدار ہیں مثلاً مکان ہے گوجر خان میں ہے، دیول میں مکان ہے۔ جانا تھا لندن پڑوسی سے کہا لو بھائی یہ چابی ذرا دیکھ بھال کرتے رہنا۔ اس نے کہا جی بہت اچھے۔ اس نے کہا کہ عزیزوں نے رشتے داروں نے بلایا ہے۔ تین مہینے کا ٹکٹ بھیجا ہے۔ ٹکٹ تین مہینے کا ہوتا ہے اور ایک ہوتا ہے ایک سوبیس دن کا۔ کئی طرح کے ٹکٹ ہوتے ہیں۔ ایک ٹکٹ ہوتا ہے ایک سال کا۔ غالباً اسی طرح کا ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے اس میں ردو بدل ہو لیکن میرا تجربہ تو یہ ہے کہ ایک ٹکٹ ہوتا ہے ایک سال کا۔ ایک ٹکٹ ہوتا ہے چھ مہینے کا۔ اس کے پیسے ذرا کم ہوتے ہیں۔ ایک ٹکٹ ہوتا ہے ایک سوبیس دن کا یعنی چار مہینے کا۔ اور ایک ٹکٹ ہوتا ہے نوے دن کا۔ اس کے بھی ذرا پیسے کم ہوتے ہیں اور ایک ٹکٹ ہوتا ہے ساٹھ دن کا۔ اور ایک ٹکٹ ہوتا ہے تین ہفتے کا اس طرح سے ٹکٹ ہوتے ہیں تو اس نے کہا رشتے داروں نے، بہنوں نے، بھائیوں نے، بابا نے، چچا نے، ماموں نے، مامے نے لندن سے ٹکٹ بھیج دیا۔ اب سفر ہو رہا ہے میں جا رہا ہوں ذرا اس مکان کی دیکھ بھال کرلیجئے گا۔ انہوں نے کہا بہت اچھا جناب۔ آدمی تھا بہت زورآور ان کا سردار تھا۔ اس نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ آپ تو اپنے ہی آدمی ہیں اور بات اصل میں یہ ہے کہ اگر آپ مکان

کی دیکھ بھال کریں گے تو مکان محفوظ رہے گا اس لئے کہ آپ زور آور آدمی ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے کوئی اس میں گھس نہیں سکتا۔ کہا بالکل آپ اطمینان رکھئے وہ میرا تو چوکیدار پھرتا رہتا ہے وہ اس کی دیکھ بھال کرے گا میں خود بھی اس کی دیکھ بھال کروں گا۔ وہ بھی دیکھ بھال کرتا رہے گا۔ اب جو واپس آئے اور جا کر سلام کیا کہا کہ میں واپس آ گیا ہوں اب قبضہ دے دیجئے۔ تو کہنے لگا ہاں ابھی دیکھتا ہوں ذرا حالات سازگار ہو جائیں تو پھر بتاؤں گا۔ حالات سازگار نہیں۔ یہ امانت میں خیانت کرنا ہو گیا۔ یہ امانت میں خیانت ہو گی۔

❁❁❁

تعلق باللہ کے تقاضے اور حلاوتِ ایمان

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

حضرات علماء کرام، میرے محترم بزرگو! میرے محترم بھائیو! محترم بہنو! عظیم نوجوانو!

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے انتہائی خوشی اور مسرت ہے کہ آج کافی عرصے کے بعد کہ پھر دارالعلوم قادریہ رضویہ فیصل آباد میں آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوں۔

دارالعلوم جامعہ قادریہ رضویہ اہلسنت و جماعت کا علمی اور روحانی مرکز ہے۔آج اس میں حضرت مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت فخر طریقت حضرت علامہ مولانا شاہ محمد مصطفی رضا قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ نور اللہ مرقدہ کی تقریب عرس شریف کے سلسلے میں آج ہم اور آپ سب حاضر ہیں۔اللہ کے ولی کا ذکر خیر سننے اور سنانے کے لئے ہم اور آپ حاضر ہیں۔دور دراز سے قرب و جوار سے بہت سے دوست اور احباب اس بابرکت تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ میں بھی کراچی سے حاضر ہوا۔اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ میری اور آپ کی سب کی حاضری کو قبول فرمائے۔آمین۔

جو کچھ بیان کیا گیا ہے اور بیان کیا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرما کر مجھ فقیر بے نوا کو اور آپ سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

یہ اللہ کے ولی زندہ دلی تھے اور ولی ہمیشہ زندہ ہی رہتا ہے۔موت جو ہے ان کے لئے۔

کبھی اس در پہ جا بیٹھے اور کبھی اس گھر میں جا بیٹھے۔

کوئی فرق نہیں پڑتا۔زندہ بھی تھے ولی تھے۔اب بھی ہیں ولی ہیں۔

اللہ کے ایک ولی کی بابرکت محفل ہے۔حضرت مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفی رضا نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں ان کی کفش برداری کا مجھے بھی تھوڑا بہت شرف الحمد للہ حاصل ہوا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں میری دستار بندی ہوئی۔ہمارے شہر میرٹھ میں بڑا عظیم الشان دستار بندی کا جلسہ تھا۔دارالعلوم جو ہمارا تھا اس کی طرف سے اور اسی سال ۱۹۴۸ء میں پاکستان کے بننے کے تقریبا سات آٹھ مہینے کے بعد میں فارغ التحصیل ہو گیا تھا۔حضرت کے دست مبارک نے مجھ گنہگار وسیاہ کار کے سر پہ پگڑی باندھی۔میرٹھ کے اس عظیم الشان جلسے میں اور حضرت کا قیام بھی

غریب خانے پر تھا۔ ویسے بھی جب میرٹھ بھی حضرت کا گزر ہوتا تھا تو غریب خانے پر رونق افروز ہوتے تھے۔ اس کے بعد خود میں بھی بریلی شریف میں متعدد بار اعلیٰ حضرت امام اہلسنت عظیم المرتبت فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کے عرس شریف میں حاضر ہوتا رہا۔ وہاں بھی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور اس کے بعد بھی ہندوستان جب حاضر ہوا۔ اجمیر شریف میں حاضر ہوا۔ حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور الحمد للہ ان کی کفش برداری کا شرف حاصل رہا اور آج ان کے وصال مبارک کے بعد آپ کی خدمت میں چند باتیں عرض کرنے کے لئے اللہ کے ولی کی اس بابرکت محفل میں حاضر ہوں۔

عرس شریف کی تقریب ہے اچھا ہے اس بہانے فیصل آباد تقریباً اڑھائی سال کی پابندی کے بعد جانا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا چلو دوستوں سے ملاقات ہو جائے گی۔ تجدید محبت ہو جائے گی اور اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا کچھ پیغام پہنچ جائے گا۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں اور آپ کو دین حق پر اور مذہب حق اہلسنت و جماعت پر ثابت قدمی بھی عطا فرمائی اور اس دین سے وابستہ رہنے کی کہ جس دین میں اللہ سے بھی تعلق ہے اور وہ دین کہ جس میں اللہ سے تعلق ہے مگر جن کے واسطے سے تعلق ہے وہ بڑا مضبوط واسطہ ہے۔ سبحان اللہ۔

یعنی ایسے دین میں اللہ نے ہم کو پیدا کیا کہ جس دین کا رستہ مدینے سے ہو کر جاتا ہے، یہ کتنا کرم ہے اور جس دین میں مدینہ منورہ کا رستہ بغداد سے ہو کر داتا دربار سے ہو کر اجمیر شریف سے ہو کر پاکپتن شریف سے ہو کر ملتان شریف سے ہو کر جاتا ہے۔ کیا اس کا کرم ہے دیکھئے اپنی قسمت پر بھی ذرا ناز کیجئے وہ کم ہے اور یہی مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کے حق کی دلیل ہے کہ الحمد للہ کتنے مضبوط رنگے میں واسطے ہیں۔ کتنی مضبوط زنجیریں ہیں۔ نہ ٹوٹنے والے رشتے ہیں۔ پوری تاریخ ہے جو کڑی ملتی جا رہی ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن سے آپ پوچھیں اچھا آپ کا تعلق چودھویں صدی کے مفکر اسلام سے ہے۔ ماشاء اللہ اور چودھویں صدی کے مفکر اسلام کا تعلق معلوم ہوا نہ آگے ہے نہ پیچھے ہے اور سبحان اللہ۔ ادھر آئیے تو سلسلہ

ملتا چلا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ سیڑھیاں ایسی چل رہی ہیں کہ چڑھتے جائیے اور منزل پر پہنچتے جائیے۔ معلوم ہوا کہ اس رفتار سے گاڑی جا رہی ہے اس تسلسل سے جا رہی ہے کہ چڑھتے جائیے اور مدینہ منورہ پہنچتے چلے جائیے اور بے شمار لوگ ہیں جن کے رستے بیچ میں ٹوٹ جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کسی کا رشتہ ادھر بند ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ رشتہ یہاں تھا یہاں تک گیا اور یہاں سے بند ہو گیا۔ بند ہو گیا آگے کچھ نہیں اور سبحان اللہ یہ وہ رشتہ ہے کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں میں اللہ کے ولیوں کے سائے سے گزریئے۔ محسوس ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کو جا رہے ہیں۔ مدینے والے رستے اس طرف سے جاتے ہیں۔

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر

نعرۂ رسالت یارسول اللہ ﷺ

اس لئے اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ (حم سجدہ، ۳۰)

جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر غور کیجئے یہ تو ہم سب کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ یہ تو ہر ایک دعویدار کھڑا ہو جاتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔ سب کہتے ہیں اللہ میرا رب ہے لیکن اللہ میرے رب کے ساتھ ساتھ دروازے دنیا داروں کے ڈھونڈتے ہیں۔ دروازے بادشاہوں کے ڈھونڈتے ہیں۔ بادشاہوں سے انعام کے طلب گار رہتے ہیں۔ کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے لیکن ایوارڈ بادشاہوں سے لیتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں اللہ ہمارا رب ہے۔ بادشاہوں کی ایڈ پر گزر بسر کرتے ہیں اور بادشاہوں کے درباری ہوتے ہیں۔ اس درباری مذہب کے پرچار ہوتے ہیں۔ درباری مذہب کے درباری ملا ہوتے ہیں بادشاہوں کے درباری ملا۔ یہ اصل میں یہ جو تحریک ہے۔ نجدیت اور وہابیت کی۔ یہ ایک درباری مذہب ہے۔ موجودہ صدی کا جو بادشاہ ہے اس بادشاہ کا ایک درباری مذہب ہے جیسے اکبر بادشاہ کا درباری مذہب تھا۔ اس موجودہ صدی کا جو بادشاہ ہے ان کا درباری مذہب ہے۔ تم درباری ہو اور سبحان اللہ ہمارا مذہب درباری ہے۔ دربار مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں ہے اسی لئے

ہم بڑے بڑے بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔

کوئی بادشاہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے فلاں سے ایوارڈ لیا ہے۔ سبحان اللہ لیکن ایسے بے شمار لوگ ہیں کہ جو یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن کو زمانہ گواہی دیتا ہے کہ ان کو دربار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایوارڈ ملا ہوا ہے۔ ایسے لوگ موجود ہیں۔ سبحان اللہ۔ کون ومکاں کے سردار۔ خدا کی خدائی کے مختار حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار گہربار سے ان کو ایوارڈ ملا ہوا ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ (حم سجدہ۔۳۰)

جنہوں نے کہا اللہ کہ ہمارا رب ہے۔

اور اس کے بعد ایک تو یہ ہے کہہ دینا۔ اللہ ہمارا رب ہے اور اس کے بعد پھر استقامت۔ یہ بالکل ایسی بات ہے یہ جو آدمی کسی سے کہے اسلام۔ اسلام۔ صبح سے شام تک اسلام ہی اسلام کا وظیفہ ہو۔ ماشاء اللہ۔

اسلام لائیں گے۔ (یہ صدر جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کی طرف اشارہ ہے) ماشاء اللہ۔ اسلام۔ سبحان اللہ۔ جیسے لوگوں نے شاید اسلام کا نام ہی نہیں سنا بیچاروں نے۔ اسلام۔ بہت اچھے۔ اور جب وقت آیا تو معلوم ہوا اسلام غیب اسلام آباد رہ گیا۔

اب آپ ڈھونڈتے رہیے۔ چراغ رخ زیبا لے کر ڈھونڈ رہے ہیں۔ اب کہاں گیا وہ۔ ایک ہوتا ہے زبانی دعویٰ۔ زبان سے کہتے رہتے ہیں۔ اسلام آیا۔ آ رہا ہے۔ کہاں ہے۔ معلوم ہوا کہ عرب شریف سے چلا ہے۔ اچھا۔ تو چودہ سو سال ہو گئے۔ ابھی تک نہیں آیا۔ کیا مذاق ہے۔ اسلام آ رہا ہے۔ کہیں سے آ رہا ہے۔ کون سی سواری ہے۔ اب یہ تو ہوائی جہاز کا زمانہ ہے۔ کیا ابھی تک اونٹ پر آ رہا ہے۔ کہیں سے یہ آ رہا ہے۔ آ رہا ہے۔ اسلام۔ اسلام۔ ماشاء اللہ چشم بددور۔ اسلام اللہ نظر بد سے بچائے۔

لوگ زبانی کہتے ہیں۔ ربنا اللہ ہمارا رب ہے لیکن عمل کیا ہوگا اور اگر وہ عمل

ہو جیسے کہتا ہے۔آدمی۔اگر عمل اسی کے مطابق ہو تو سبحان اللہ اللہ رب العالمین کا انعام دیکھئے۔ اگر آدمی عمل کی تعبیر بن جائے۔اگر آدمی خود پریکٹیکل ہو جائے۔اس کو پریکٹیکل صحت دے دے۔تھیوری ہے اور پریکٹیکل ہے ایک تو ہے نظریہ۔سوچ۔تخیل۔عقیدہ لیکن اس کو عملی شکل دے دے۔یہی بات اللہ رب العالمین فرماتا ہے کہ لوگو کہتے ہو کہ اللہ تمہارا رب ہے۔مگر یہ کہنے کے بعد کہ اللہ تمہارا رب ہے۔پھر کیا کرنا چاہیے۔اور اگر وہ کرو گے تو نتیجہ کیا ملے گا۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان الذین قالوا ربنا الله جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اور اس کے بعد ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴿۳۰﴾ (حم سجدہ..۳۰)

پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

جن لوگوں نے یہ کہا اللہ ہمارا رب ہے اور اس کے بعد پھر استقامت۔اس پر جم جائے۔اس پر استقامت ہو۔اس پر ثابت قدمی ہو۔اس پر جس طرح سے پہاڑ اپنی جگہ پہ جم جاتا ہے اور آپ نے دیکھا آندھی آتی ہے۔طوفان آتا ہے۔مینہ آتا ہے۔برسات آتی ہے لیکن پہاڑ کا کچھ نہیں بگڑتا۔وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے۔اس کو کوئی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔پہاڑ ہے۔جما ہوا ہے۔ڈٹا ہوا ہے۔

وہ آدمی جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے۔وہ اتنا ثابت قدم ہوتا ہے کہ پہاڑ شاید ہل جائے لیکن وہ ایمان والا اپنی جگہ سے نہیں ہل پاتا۔

وہ اکیلا بھی اگر ہوتا ہے تو وہ چراغ اپنا جلائے رکھتا ہے۔وہ مرد درویش تنہا ڈٹا رہتا ہے اور وہ تنہا اگر ہوتا ہے تو ایمان کی اس روشنی کو بجھنے نہیں دیتا۔وہ تنہا اگر ہوتا ہے تو آندھیاں اور طوفان اس کا رخ نہیں بدل سکتے۔وہ تنہا اگر ہوتا ہے تو مینہ اور برسات اس کا رخ تبدیل نہیں کر سکتے۔وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے۔یہ منظر کبھی دیکھا آپ نے۔آئیے میں دکھاتا ہوں۔یہ

منظر۔ کہ تنہا ایک شخص ہے تنہا، چند ساتھی ہیں ساتھ۔ اور سامنے لشکر ہے ہزاروں آدمی۔ وہ بڑا لشکر اپنی جگہ سے اس کو ہٹا نہیں سکا۔ اس جگہ کا نام تھا کربلا۔

اور سامنے والے کا نام تھا حسینؓ۔ شہید کربلا۔ دافع کرب و بلا۔ امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ امام عالی مقام ان کی سیرت ان کا کردار سامنے دیکھئے۔ کیا تفسیر ہے۔ عملی تفسیر ہے۔ ربنا اللہ۔ اللہ میرا رب ہے۔ عملی تفسیر ہے۔ ثم استقاموا پھر استقامت ہے۔ یزیدی شکر۔ چالیس ہزار یا پچاس ہزار حسینی قافلے کو منزل سے بھٹکا نہیں سکا۔ یزیدی لشکر حسینی قافلے کو لالچ نہیں دے سکا۔

اب تو لوگ لالچ میں آجاتے ہیں۔ ہائے کیا وقت آیا ہے جہاں دیکھیں طرح طرح۔ گئی کمائی ساری۔

کوئی فٹ بال بن جاتا ہے کہ جس نے چاہا لات مار دی۔ اور کوئی درخواستیں لئے پھر رہا ہے کہ ممبری چاہیئے۔ اور کوئی پیر کا موزہ بنا پھر رہا ہے کہ ہر پیر میں فٹ ہو جائے۔ وہ بڑا اچھا موزہ ہوتا ہے۔ وہ نیلون کا ہوتا ہے۔ ہر پیر میں فٹ ہوتا ہے۔ ہر اقتدار کے پیر میں فٹ ہو جاتا ہے۔ ہر حاکم کے پیر میں فٹ ہو جاتا ہے۔ کوئی کچھ کیے پھر رہا ہے۔ کوئی کچھ کیے پھر رہا ہے اور کوئی مشورہ دیتا ہے۔

آپ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ کیا بات ہے یہ۔ ہم تو ٹھیک ہیں بالکل کچھ نہیں ہو گیا۔ وہ ہوا ہے تو کچھ نہیں ہوا۔ یہ ضرور بات ہے کیا ہو گیا۔ یہ کبھی ہوتا رہتا ہے۔ کبھی بخار ہو گیا۔ نزلہ ہو گیا اور تو کچھ نہیں ہوا۔ اس نے کہا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ شاہ صاحب ہیں کیا ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب ہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا ہو گیا اے۔ یہی ہو گیا۔ بھئی کیا ہو گیا اے۔ کہ یہ کیا آپ کو ہو گیا اے یہ۔ آپ کیوں ادھر ادھر بھٹکتے پھرتے ہو۔ بیٹھو مسجد میں تسبیح لو اللہ اللہ کرو۔ قرآن پڑھو قرآن پڑھاؤ۔ اور شاہ صاحب۔ مولوی صاحب۔ مولانا صاحب۔ پیر صاحب۔ یہ آپ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ اچھا۔ یہی مشورہ یزید کے زمانے میں یزیدی شوریٰ کے لوگ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دیتے تھے۔ یزید کی بھی مجلس شوریٰ تھی اور یزید کی مجلس شوریٰ کے زمانے میں زکوٰۃ کا نظام

بھی نافذ تھا۔ اور عشر بھی تھا۔ سب تھا یعنی کوئی قصر یزید پلید نے نہ چھوڑی نہیں تھی۔ کیا بات ہے بڑا شاندار نظام تھا۔ اس کے بل بوتے پر دیکھا آپ نے کتنا زبردست کام تھا۔ یزید کی شوری کے لوگ جو ہیں۔ چپ کے چپ کے لوگوں کے پاس جایا کرتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الذی یو سوس فی صدور الناس۔ خناس من الجنة والناس۔ کیا ہو گیا ہے۔ بھئی کیا ہو گیا ہے۔ کیا اے شاہ جی نوکری کرو شاہ جی۔ لیلون کا موزہ بن جاؤ شاہ جی۔ آپ کا کام نہیں ہے شاہ جی۔ مولوی صاحب آپ کا کام نہیں ہے۔ نماز پڑھاؤ وہاں بیٹھ کے۔ نماز پڑھانے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی سے کوئی بہتر مصلیٰ تھا۔ نہیں تھا اور مسجد نبوی سے بہتر کوئی حجرہ تھا۔ نہیں تھا لیکن سبحان اللہ۔ استقامت دیکھئے کہ ہم نے کہا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ اس کے علاوہ کسی کی بادشاہی نہیں۔ ہم نے اقرار کیا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ وہی پالنہار ہے۔ کوئی اور ہمارا رزق دینے والا نہیں ہے۔ ہم نے اقرار کیا ہے کہ اللہ ہمارا رب ہے۔ وہی احکم الحاکمین ہے کوئی اور اوپر ہمارے حکم دینے والا نہیں ہے۔ ہم نے اقرار کیا ہے۔ اس اقرار کا اعلان مدینے میں بھی ہو گا کیونکہ سلطان تھے۔ میں نے چونکہ ولیوں کے سلطان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ولیوں کے خدام کا کام ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ولیوں کے سلطان تھے۔ اس لئے کسی کہنے والے نے بڑی پیاری بات کہی۔ کہ

اے دل بگیراست۔ اے دل تھام لیں

اے دل بگیراست۔ دامن سلطان اولیاء

یعنی حسین ابن علیؓ جان اولیاء

حسین ابن علیؓ اولیاء کی جان۔ کیا کردار ہے۔ اللہ کے ولیوں کے سلطان حسین ابن علیؓ کا کردار دیکھئے۔ یزید کی شوریٰ کے لوگ کہتے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ آپ کو کیا ہو گیا۔ مدینے میں رہیے۔ کملی والے آقا کے دیوانے۔ آپؓ کے نانا جانؐ کے مستانے آتے رہیں گے۔ نذرانہ بھی پیش کرتے رہیں گے۔ آپؓ یہیں بیٹھے رہیے گدی پہ۔ اس سے بڑی گدی کوئی ہے۔ اللہ اکبر۔

ہر گدی اس گدی پر قربان۔قیامت تک ہر گدی اس گدی پہ صدقے ہوتی رہے گی۔
امام عالی مقام نے اپنے عمل سے یہ بتایا پوچھنے والا ان سے پوچھتا ہے اور کہنے والا ان کے عمل کی تفسیر کرتا ہے۔ بتاتا ہے۔

بتا اے شیخ کیوں ابن علیؓ آیا تھا میدان میں۔

بتاؤ اگر حجرے میں ہو سکتی تھی روشن شمع ایمان۔ایمان کی شمع اگر حجرے میں روشن ہو سکتی تھی تو امام عالی مقامؓ کو پھر کربلا میں آنے کی ضرورت کیا تھی۔کوئی ضرورت نہیں۔ایمان کی شمع اگر روشن ہو سکتی تو مدینے شریف میں ہی رہتے۔کیا ضرورت تھی آنے کی لیکن سبحان اللہ امام عالی مقامؓ نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے کہ جب یہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے تو اس کا نتیجہ کیا ہونا چاہیے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حم سجدہ، ۳۰)

جس کو استقامت ہوتی ہے کو استقامت ہوتا ہے اور جو عقیدہ ہے۔جو نظریہ ہے اس کا تحفظ کرتا ہے اور ڈٹ جاتا ہے۔کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔لشکر کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔دھمکی کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔وہ پھر اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ کون ہے۔کتنی بڑی قوت ہے کہ کتنی نہیں ہے۔وہ اپنی مختصر سی جو بھی طاقت اور بساط ہے اس کے مقابلے پر ڈٹا رہتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا کردار دیکھئے اور اس کے بعد سبحان اللہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تمام جتنی تحریکیں ہیں آپ دیکھنا شروع کریں۔ان میں امام احمد بن حنبل۔ان میں امام اعظم ابو حنیفہ۔ان میں غوث اعظم شاہ جیلان شاہ بغداد رضی اللہ عنہ۔ان میں یہ تمام سلسلہ ہے۔یہ ہمارے بزرگوں کا سلسلہ ہے۔بڑا قابل فخر سلسلہ ہے۔اس میں غوث اعظم بھی ہیں۔اس میں امام اعظم بھی ہیں۔اس میں شہید اعظم بھی ہیں۔اس میں رسول اعظم بھی ہیں (ﷺ) سلسلہ مل رہا ہے۔کڑی مل رہی ہے۔بڑا قابل فخر سلسلہ ہے اور وہی سلسلہ ہے الحمد للہ جاری ہے۔یہ مٹا نہیں ہے یہ قیامت تک جاری رہے گا۔اسی سلسلہ کی کڑی ہے یہ۔

حضرت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان کی سرزمین پر کفر گڑھ کفر کے بیچ میں اس وقت جب لٹے ہوئے قافلے جارہے تھے ہندوستان کو چھوڑ کر جارہے تھے۔ حضرت مفتی اعظم ہند اسلام کی شمع کو روشن رکھے ہوئے وہاں تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔

تبلیغ دین کا جو فریضہ انجام ادا کیا ہے اس پورے عرصہ میں اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ ہندوستان کی سرزمین پر۔ کیا تشدد تھا۔ کیا جبر تھا۔ آج تو ہندوستان کا نام ہی سن کر ہی ڈر جاتے ہیں۔ وہ چونکہ دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ اس کے بعد یہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اس لئے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہندوستان بڑا طاقتور ملک ہے۔ کبھی روس سے ڈرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بڑا طاقتور ملک ہے۔ سپر پاور ہے۔ اور کبھی امریکہ سے ڈرتے ہیں کہ سپر پاور ہے۔ سب سے ڈرتے ہیں اور اپنوں کو آنکھ دکھاتے ہیں۔ یہ بھی عجیب وغریب بات ہے۔ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں ایمان والوں کی علامت بیان فرمائی۔ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھی ایمان والے۔ ان کی علامت ان کی پہچان۔ سبحان اللہ۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الحجرات.۲۹)

کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم۔ مسلمان کافروں پر سخت ہوتا ہے اور اپنوں پر بہت نرم۔ رحماء بینھم۔ آپس میں بڑے رحم دل۔ رحم کرنے والے۔ یہ ایمان والوں کی پہچان ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہی تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہی تھے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یہی تھے۔ چاروں صحابہؓ کی اس میں تعریف آتی ہے۔ میں نے جمع کر دیا سب کو۔ یہ اس کا نمونہ تھے۔

مسلمان کافر پر سخت ہوتا ہے۔ آج کا مسلمان کافر کے سامنے ہتھیار چھوڑ کے بھاگ جاتا ہے اور مسلمان کو بندوق دکھاتا ہے۔ مسلمانوں کو ذرا رعب دکھاتا ہے۔ مسلمان کو رعب دکھاتا۔ جب کافر سے مقابلہ آتا ہے معلوم ہوا کہ بھاگ گیا ہے۔ ایمان والا کبھی میدان نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں ڈرتا۔ ایمان والا کسی سے نہیں ڈرتا وہ سمجھتا ہے کہ کوئی سپر پاور نہیں۔ دنیا

میں امریکہ سپر پاور نہیں ہے۔ایمان والا سمجھتا ہے کہ دنیا میں روس سپر پاور نہیں ہے۔ایمان والا سمجھتا ہے کہ دنیا میں چین بھی سپر پاور نہیں ہے برصغیر میں۔

ایمان والا یہ سمجھتا ہے کہ سپر پاور اگر ہے تو صرف اللہ رب العالمین ہے۔ایمان والا سمجھتا ہے کہ اللہ مالک الملک ہے۔وہی سپر ہٹ ہے۔پاور اسی کے ہاتھ میں ہے۔سپر وہی ہے سب سے برتر۔سب سے اعلیٰ۔سب سے بالا۔سب کا شاہوں کا شاہ اور مالک الملک اللہ رب العالمین ہے۔اس لئے ارشاد فرمایا مسلمانوں سے کہا گیا کہ خبردار کبھی خیال بھی نہ کرنا کہ دنیا میں کوئی سپر پاور ہے۔کوئی نہیں۔جب بزدل بن جاؤ گے۔جب دنیا والوں سے اور دنیا کی طاقتوں سے ڈرنے لگو گے تو پھر سب تم کو ڈرائیں گے اور سب سر پہ سوار ہو جائیں گے اور جب تم صرف اللہ سے ڈرو گے۔جب صرف اللہ سے ڈرو گے تو خدائی تم سے ڈرے گی۔اور اگر تم خدا سے ڈرو گے تو خدائی تم سے ڈرے گی۔اگر تم خدائی سے ڈرنے لگو گے تو اللہ پھر سب سے تم کو ڈروائے گا۔پھر کوئی ٹھکانہ نہیں ہوگا اور اگر یہ سمجھو گے کہ اللہ مالک الملک ہے سپر پاور اللہ ہے۔پھر کیا ہوگا کہ دنیا کی بڑی بڑی سپر طاقتیں تمہارے آگے ماری ماری پھر رہی ہوں گی۔اور یہ نقشہ دیکھا ہے آپ نے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ (آل عمران،۲۶) اے میرے محبوب اس امت کو یہ فرما دیجئے۔اس امت کو یہ عقیدہ دے دیجئے۔امت کے پاس۔بے ایمان۔منافق بدکردار حکمران جو اللہ کی ذات پہ یقین نہیں رکھتے۔امریکہ اور روس اور دنیا کی بہت سی طاقتوں کو سپر طاقت سمجھ کر اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اللہ رب العالمین فرماتا ہے کہ مسلمان وہ ہے جو یہ سمجھتا ہے کیا سمجھتا ہے۔رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ؕ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (آل عمران،۲۶)

ترجمہ: یوں عرض کر اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے
چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔
ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

اللہ رب العالمین سپریم ہے۔ سپر پاور اللہ رب العالمین کی ذات مقدس ہے جس کو چاہے بادشاہ بنادے جس سے چاہے بادشاہت لے لے۔ جس کو چاہے بادشاہت عطا کردے۔

عرب کے وہ چرواہے وہ ساربان جو کھجوریں کھاتے تھے اونٹوں کو چراتے تھے۔ بکریوں کے ریوڑ ہنکاتے تھے۔ جب وہ عرب کے ساربان۔ کملی والے آقا ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو گئے تو اللہ رب العالمین نے ان کو وہ قوت۔ وہ طاقت وہ عظمت عطا فرمائی کہ ایران کو فتح کرلیا۔ جو دنیا کی بڑی سپر پاور سمجھی جاتی تھی۔ دنیا والے اس کو کہتے تھے یہ بھی سپر پاور ہے۔ اس وقت ایران کی بادشاہت دنیا کی نمبر اول بادشاہتوں سے بادشاہت تھی۔ اس وقت تفہیم ایم پاور، رومن ایم پاور دنیا کی سپر پاور سمجھی جاتی تھی۔ یہ دو طاقتیں تھیں۔ جس طرح آج روس اور امریکہ دو بڑے چور ڈاکو۔ مسلمانوں کے دشمن۔ اس وقت دو دنیا کی بڑی طاقتیں۔ یہی دو طاقتیں روس اور امریکہ۔ یہ اپنے جیسے بڑے شیطان چھوٹے شیطان کو پالتا ہے۔ ایسے ہی دو بڑے شیطان۔ امریکہ اور روس یہودیوں کو ہندوؤں کو پال رہے ہیں۔ یہ دونوں مسلمانوں کے دشمن۔ امریکہ بھی مسلمانوں کا دشمن۔ روس بھی مسلمانوں کا دشمن۔ یہودی بھی مسلمانوں کا دشمن۔ ہندو بھی مسلمانوں کا دشمن۔ یہ سب طاقتیں مل کر اکٹھی ہو گئیں۔ الکفر ملة واحدة۔ یہ سب کافر اکٹھے اور ایک ہیں۔ ہمارے مقابلے پر مسلمانوں کو ختم کردیں اسی طرح اس زمانے میں کافر سب اکٹھے ہو گئے۔ لیکن مسلمانوں کے پاس اگرچہ ہتھیار نہیں تھے۔ کھجور کھاتے تھے۔ ستو کھاتے تھے اور لڑنے کے لئے پہنچ جاتے تھے۔ بادشاہتوں کی سلطنتوں کا ایران کی بادشاہت کا تختہ لرزتا تھا۔
میرے آقا حضور پرنور ﷺ کے قربان جائیے۔

غزوۂ خیبر:

غزوۂ خیبر کے موقع پر زمین کھودی جارہی ہے اور پھوٹا لگ رہا ہے۔ حضور اکرم

ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! پتھر کھودتے کھودتے کیا حضورؐ ارشاد فرمارہے ہیں۔ فرمایا چمک دیکھ رہا ہوں۔ پتھر کھود رہا ہوں۔ چمک دیکھ رہا ہوں۔ مدینہ منورہ کا محاصرہ ہو رہا تھا۔ مدینہ منورہ کے محاصرے کے اندیشے کی وجہ سے خندق کھودی جارہی ہے تاکہ مدینہ منورہ کا دشمن اگر محاصرہ کرلے تو اندر نہ آنے پائے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اور دوسرے جلیل القدر صحابہؓ نے مشورہ دیا۔ اس کے بعد کھدائی شروع ہوگئی تاکہ مدینہ کے گرد خندق کھودی جائے۔ اب جو پتھر نکل نہیں رہے تھے تو تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم سے نہیں ٹوٹتا۔ تو خود کدال لے کر اللہ کے محبوب نے مارا تو کہا سبحان اللہ۔ عرض کی حضور ﷺ! آپؐ نے کیا دیکھا۔ فرمایا پتھر چمک رہا ہے۔ اس چمک میں دیکھ رہا ہوں کہ میری امت پر ایران کے خزانے کھول دیئے گئے ہیں۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

پندرہ برس پہلے حضور اکرم ﷺ یہ فرمارہے تھے۔ چودہ برس پہلے۔ شام فتح ہو رہا ہے۔ ایران فتح ہو رہا ہے۔ کملی والے آقا مجتبیٰ ﷺ کی امت کے لئے زمین کے خزانے کھولے جارہے ہیں۔ اس لئے کہ یہ امت اللہ کی ہوگئی تھی تو خدائی اس کی ہوگی۔ توں خدا کا ہے تو خدائی تری۔ من کان للہ و کان اللہ لہ فمن لہ المولٰی فلہ الکل۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے اور جس کا خدا ہو جائے خدائی اس کی ہوتی ہے۔ زمین کے خزانے اللہ نے کھول دیئے۔ دیکھو! یہ وہ لوگ تھے کہ دو وقت کی روٹی کو ترستے تھے۔ عرب کے بدوں اسلام لانے سے پہلے دو وقت کی روٹی کو ترستے تھے۔ ستوں۔ کھجور پر گزر کرتے تھے۔ یہ اکثریت کا عالم تھا۔ فقر و فاقہ سے رہتے تھے۔ بے کسی اور بے بسی کی تصویر تھے۔ لڑتے تھے۔ جھگڑتے تھے۔ کوئی اتحاد نہیں تھا۔ بس ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ زنا تھا بدکرداری تھی۔ بے حیائی تھی اور بے شرمی تھی۔ لیکن سبحان اللہ۔ اک نسخہ کیمیا تھا اور کیا نہیں تھی۔ کہ دلوں کو بدلتی ہوئی چلی گئی۔ حضور پرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ یہ انقلاب لائے کہ دل کی دنیا بدلتی گئی۔ ایران فتح ہو گیا۔ خزانوں کے ڈھیر لگ رہے تھے۔ مسجد نبوی میں سونے کے ڈھیر لگ رہے تھے۔ مسجد نبوی

میں ہیرے اور جواہرات کے ڈھیر لگ رہے تھے۔ تو ابن خلدون نے لکھا کہ جب صحابہؓ ان کو دیکھتے تھے تو یوں آنکھیں چندھیاتی تھیں۔ جب قیصر وقصریٰ کے خزانے جب ایران کی ہزار سالہ بادشاہت کے خزانے جب مسلمانوں کے قدموں میں مدینے میں مسجد نبوی میں پڑے ہوئے تھے۔ تو یوں آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ ایک نے کہا تم کیا دیکھ رہے ہو۔ دوسرے نے کہا اے میرے آقا! تمہارے گنبد پر تمہارے اس روضے پر قربان جاؤں۔ اے آقا ابھی چند سال پہلے اسی مسجد نبوی میں بیٹھ کر آپؐ ہم کو خوشخبری سنا رہے تھے۔ جو آپؐ نے فرمایا تھا آج میں بھی اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

اے آقا آپ نے یہ فرمایا تھا کہ یہ سراقہ ابن مالک کنگن پہنے گا۔ آج میں اس کو اپنی آنکھوں سے پہنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ قربان جاؤں یارسول اللہ ﷺ! جو بات آپؐ نے کہی تھی۔ وہی ہو رہی ہے۔ یہ بے سرو سامان لوگ جن کو کھجوریں بھی میسر نہیں ہوتی تھیں آج اشرفیوں میں کھیل رہے ہیں۔ مسلمانو جب ایران کی لٹی ہوئی دولت۔ ایران کا شاہی خزانہ جب مدینہ منورہ میں تھا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ کسی نے کہا اے عمرؓ رو کیوں رہے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اے عمر رضی اللہ عنہ رو کیوں رہے ہو؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سعد ابن ابی وقاص اسلام کے عظیم المرتبت سپہ سالار جنہوں نے ایران فتح کیا تھا۔ سبحان اللہ اس زمانے کے جرنل دیکھو فتح کرتے تھے۔ ایران فتح کر رہے ہیں۔ مدینہ فتح نہیں کرتے تھے۔ نہیں سمجھے۔ اس زمانے کے جرنل معلوم ہوا۔ ایران فتح کر رہے ہیں۔ اس زمانے کے جرنل معلوم ہوا بیت المقدس فتح کر رہے ہیں۔ ابو عبیدہ بن جراح معلوم ہوا بیت المقدس فتح کر رہے ہیں۔ خالد بن ولیدؓ شام فتح کر رہے ہیں۔ عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ مصر فتح کر رہے ہیں۔ کبھی کسی کو مدینہ فتح کرنے کا خیال نہیں آیا۔ یہ سمجھ گئے ناں ماشاء اللہ بڑے سمجھدار لوگ ہیں۔ آپ خوب سمجھے (یعنی جیسے ہمارے جرنل اسلام آباد فتح کرتے ہیں) اگر اس فوج کو کبھی مدینہ فتح کرنے کا خیال آ جاتا تو پھر ایران فتح نہ ہوتا۔ اگر اس وقت مسلمانوں کی فوج کو مدینہ فتح کرنے کا خیال آ جاتا تو پھر وہ روم فتح نہیں کر سکتی تھی۔ پھر تو

بار بار یہی ہوتا رہتا کہ ہر پانچ سال بعد مدینہ ہی فتح ہو رہا ہے۔ بس اور کچھ نہیں ہو رہا بس مدینہ ہی فتح ہو رہا ہے۔

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ ﷺ

حق وصداقت کی نشانی — مولانا شاہ احمد نورانی

کیا بات ہے۔ بڑے فاتح جرنیل تھے۔ کیا بات ہے۔ اسلام کے وہ عظیم المرتبت فاتح جرنل۔ سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایران فتح کر لیا۔

مدینہ منورہ خالی ہو گیا۔ آپ کو معلوم ہے مدینہ منورہ خالی ہو گیا۔ کیا ہوا قیامت آ گئی۔ کیا ہو گیا خلیفۃ المسلمین شہید ہو گئے۔ اللہ اکبر کہرام مچ گیا۔ مدینے میں کیا ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ وائس پریذیڈنٹ کوئی نہیں۔ خلیفۃ المسلمین چلے گئے جگہ خالی ہو گئی۔ ایران کو فتح کرنے والے جرنل کو خیال نہیں آیا کہ بھئی موقع بڑا اچھا ہے۔ گھس پڑوں مدینے میں۔ نہیں۔ کہا کہ نہیں یہ تخریب کاری نہیں ہو گی۔ قیامت آ گئی مدینے میں۔ کیا ہوا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ قیامت آ گئی گھر گھر کہرام مچا ہوا ہے۔ لوگ بلک بلک کر رو رہے ہیں۔ ہائے ہائے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی چند سال پہلے اب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ مدینہ منورہ میں رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ صحابی رسول اللہ رضی اللہ عنہ ذوالنورین شہید ہو گئے۔ عمرو ابن عاص فاتح مصر کو۔ سعد بن ابی وقاص فاتح ایران کو۔ کسی بڑے فاتح جرنل کو خیال نہیں آیا کہ معاملہ بالکل ٹھیک ہے۔ میدان خالی ہے۔ یارو دوڑ پڑو۔ کہا کہ نہیں۔ نہیں۔ ہمارا کام فتوحات کرنا ہے۔ ہمارا کام کافروں کا سر نیچا کرنا ہے۔ مسلمان بھائیوں کا سر نیچا کرنا نہیں ہے۔

ایمان والوں کی پہچان۔ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الحجرات، ۲۹) کافروں پر سخت صحابہ رسول اللہ کی خوبی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خوبی۔ سبحان اللہ۔ کافروں پر سخت اور مسلمانوں کے ساتھ بڑے رحم دل۔ یہ

نہیں کہ ڈنڈوں کی زبان میں بات کر رہے ہوں۔

ڈنڈا چلے گا۔گھی نکال دوں گا۔مکھن نکال دوں گا۔ہم کو کیا پتہ کہ مکھن نکالنا آتا ہے۔ ہم تو یہی سمجھتے کہ بھئی گولی چلانی آتی ہے۔اب پتہ چلا کہ مکھن بھی نکالنا آتا ہے۔سرکاری بیکری بھی آتی ہے اور گھی نکالنا بھی آتا ہے۔یہ بھی اس کو پتہ تھا۔

کافروں پر سخت۔آپس میں رحم دل۔یہ مسلمانوں کی تعریف ہے۔سبحان اللہ۔

اور مسلمان بد دیانت نہیں ہوتا۔بے ایمان نہیں ہوتا۔زبان کا بڑا سچا اور پکا ہوتا ہے مسلمان۔اور کوئی آدمی یہ دیکھنا چاہے کہ اس آدمی کی نماز قبول ہوئی ہے یا نہیں ہوئی تو دیکھ لو۔اگر کوئی آدمی نمازی بھی ہے اور سچ بھی بولتا ہے۔تو سمجھ لینا کہ اس کی نماز قبول ہو رہی ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے اور جھوٹ بھی بولتا ہے تو سمجھ لینا کہ نماز کی پھٹکار پڑ رہی ہے۔اللہ کی سادگی یہ حاجی چارسوبیسی کر رہا ہے۔وہاں بھی نوے دن کا حساب کر رہا ہے۔اللہ کے ساتھ بھی۔یہ تو سمجھنے کی بات ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا ہے۔و مکرو مکر اللہ واللہ خیر الما کرین۔اللہ کے ساتھ کون کرسکتا ہے۔بہرحال انسان تو ہے مجھول جھول ہے۔گڑبڑ کرتا ہے۔اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ نے ایسے دیانت دار جرنل سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کے لشکر نے رستم کو شکست دے دی۔

رستم آگ کا پوجنے والا تھا۔

بری رسم:

مسلمانوں میں یہ بڑی بری رسم ہوگئی کہ مسلمانوں نے اپنے بچوں کا نام رستم رکھنے لگے۔رستم تو کافر کا نام تھا جو کفر پہ مرا۔یہ نام تو بڑا خراب ہے۔مسلمان اپنے بچوں کا نام فیروز۔ فیروز تو کافر کا نام تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاتل کا نام تھا۔کیا ضرورت ہے ایسے نام رکھنے کی۔کیوں رکھیں۔صحابہ کرامؓ کے نام رکھو۔صحابہؓ کے قاتلوں کے نام کیوں رکھتے ہو اور جو کفر پہ مر گئے رستم ہوئے۔سہراب ہوئے کیوں نام رکھتے ہو۔کیا ضرورت ہے۔مسلمانوں میں تو اس سے بڑے بڑے بہادر اور سورما پیدا ہوئے ہیں۔خالد ابن ولیدؓ،صلاح الدین ایوبیؒ،اورنگ زیب

عالمگیر، محمود غزنوی۔ یہ تھے تو میں عرض کر رہا تھا کہ جب ایران فتح ہو گیا تو حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے عظیم المرتبت سپہ سالار نے۔ مسلمان فوج سے کہا کہ اب ایران فتح ہو گیا ہے دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کر لو۔

رستم کو جب شکست ہو گئی تو دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کرنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب مسلمانو ذرا آرام کر لو۔ وہ بھاگ گئے۔ ایرانیوں کا لشکر بھاگ رہا ہے۔ تم تھکے ہوئے بہت ہو۔ رستم کو شکست دے دی اب آرام کرو۔

ابن خلدون نے اس واقعہ کو لکھا ہے کہ مسلمان لشکر نے دریا کے اس پار آرام کیا جب دریا کے پار آرام کرنے کے بعد اٹھے تو سعد ابن ابی وقاص ؓ نے فرمایا کہ مسلمانو اٹھو اب دریا پار کرو تو لوگوں نے کہا کہ حضور آپ تو حکم دے رہے دریا پار کرنے کا۔ وہ تو کافروں نے جاتے جاتے پل توڑ دیا۔ پل تو کشتیوں کا انہوں نے توڑ دیا۔ اب دریا کیسے پار کریں۔ آپ نے فرمایا بھئی دریا تو پار کرنا پڑے گا۔ سامنے یہ دارالسلطنت ہے ان کا۔ جس میدان میں ان کو شکست دے دی ہے فتح کیا یہ دارالسلطنت ہے ان کا۔ اس پہ قبضہ کرنا ہے تو وہاں بھی تھوڑے بہت جمع ہوں گے۔ ان کو ہٹا کے بس دارالسلطنت پہ قبضہ کرو۔ دریا کے سامنے ہی مدائن تھا۔ مدائن جو ان کا دارالسلطنت ہے۔ انہوں نے کہا حضور پل نہیں ہے۔ کہا پل ہے نہیں ہے۔ تم اس کی کیا پرواہ کرتے ہو۔ گھوڑے پہ سوار ہو پیچھے پیچھے آؤ۔

یہ مشہور واقعہ مشہور مؤرخ اسلام فلسفی اسلام ابن خلدون نے اس واقعہ کو لکھا ہے اور ان کتابوں میں موجود ہے۔ اس کا منظر اگر آپ کو دیکھنا ہو کہ من کان للہ و کان اللہ لہ۔ جو خدا کا ہو جاتا ہے خدا ئی اس کی ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کے اشاروں سے دریا رکتے تھے۔ دریا چلتے تھے۔ دریاؤں کے رخ ان کے اشاروں پہ بدلتے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا مسلمانو! گھوڑے دریا میں ڈال دو۔ میں آگے چل رہا ہوں۔ گھوڑے چھوڑ دو۔ پیدل چلتے ہوئے آؤ۔ مسلمان پیدل جا رہے تھے۔ دریا کو عبور کر رہے تھے۔ سب گھوڑے جا رہے تھے۔ دریا کو عبور کر رہے

تھے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دریا سکڑ رہا ہے۔صحابہ رسول اللہؐ کے قدموں کے بوسے لے رہا ہے دریا کی روانی رکی ہوئی ہے۔صحابہؓ دریا کو عبور کر رہے ہیں اور سامنے کسریٰ کے محل تھے۔جب دریا پار کر لیا تو آپؓ نے فرمایا کسی کی اگر کوئی چیز گر گئی ہو تو بتاؤ۔ایک صحابیؓ نے کہا کہ ایک بٹوا تھا وہ گر گیا تو دریا میں بہتا ہوا خود بٹوا ان کے سامنے آ گیا۔کسریٰ کے محل میں پہنچ کر پھر دو رکعت نماز شکرانے کی ادا کی کہ ایران فتح ہو گیا۔اور حضرت عمر فاروقؓ کو خط لکھا جا رہا ہے۔مسلمان فوجوں کو حکم دیا کہ آرام کرو۔اگلے دن سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ سب سامان سب مال غنیمت کسریٰ کا خزانہ۔یہ ہزار سالہ بادشاہت کا خزانہ لا کے جمع کرو۔پھر وہ سونا۔سونے کی اینٹیں۔جواہرات۔سونے کا تخت۔سونے کا تاج۔کسریٰ کا تاج۔یہ سب چیزیں جب سامنے آئیں تو آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔فرمایا فہرست مرتب کرو۔فہرست مرتب ہو گئی کہ حتیٰ الابراء اس میں سوئی بھی موجود تھی۔مسلمان لشکر جب ادھر ادھر سے کافروں کا چھوڑا ہوا مال خزانے کا جمع کیا ہوا مال کسریٰ کا ہزار سالہ بادشاہت کا جمع کیا ہوا مال۔یہ وہ لوگ کہ جن کو کھجوریں وقت پر میسر نہیں ہوتی تھیں۔جب یہ لوگ مال جمع کر کے لا رہے تھے کہ اتنی دیانت داری کا ثبوت دیا کہ تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔اگر کسی مجاہد کو بیش قیمت جواہر ملا۔حتیٰ الابرا یا سوئی ملی۔اس کو بھی بلا تامل امیر کے پاس جمع کرا دیا۔

حضرعمر فاروق رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں کسی نے کہا حضورؓ یہ تو خوشی کا موقع ہے۔آپؓ رو رہے ہیں۔فرمایا کہ میں خوش ہو رہا ہوں۔رو رہا ہوں کہ اے اللہ! تیرا شکر کیسے ادا کروں کہ مسلمانوں نے مال غنیمت کے جمع کرنے میں کتنی دیانت کا ثبوت دیا ہے کہ تاریخ عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاص ہے اور اللہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح عطا فرمادی ہے۔

(جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں اہم تاریخی خطاب)

عالم ارواح میں ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ
و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴿۸۱﴾ (آل عمران،۸۱)

صدق الله العظيم و بلغنا رسوله النبی الحبيب الكريم

صلی الله عليه و علی آله و صحبه اجمعين۔

محبت سے پڑھیے۔

صلی الله عليك يا رسول الله وسلم عليك يا حبيب الله

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله و علی آلك و اصحابك يا

حبيب الله

صدرِ محترم گرامی قدر علماء کرام میرے محترم بزرگو! محترم بھائیو، محترم بہنوں اور عزیز نوجوانوں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مجھے آج انتہائی مسرت ہے اور خوشی ہے کہ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ کے اس بابرکت عظیم الشان جلسہ عام میں اللہ کے گھر میں ہمیں اور آپ کو شرکت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ آپ بھی تکلیف فرما کر اس بابرکت محفل میں شرکت کے لئے قرب و جوار سے دور دراز سے شرکت فرمانے کے لئے تشریف لائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اور آپ سب کی حاضری قبول فرمائے۔ آمین

ابھی ابھی مجھ سے پہلے مقتدر علماء کرام رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ اور اس کے پیارے حبیب حضور پُرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ مبارک سے قلوب کو گرما رہے تھے ایمان کو تازہ کر رہے تھے اپنے ایمان افروز بیان سے مستفیض فرما رہے تھے۔ جو کچھ کہ ہم نے سنا جو کچھ بیان ہوا اور جو کچھ کہ بیان کیا جائے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو قبول فرما کر مجھے اور آپ کو سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اس شہر کی سرزمین پر ذکر مصطفیٰ ﷺ کے اس بابرکت اجتماع منعقد کرنے پر میں منتظمین کو تمام معاونین کو اس کے سرپرستوں کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہم سب کو ہمیشہ ایسے کارِ خیر میں نیک کاموں میں سبقت لے جانے کی عملی طور پر حصہ لینے کی اور دین کی بقا کے لئے جدو جہد کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضور پُرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کے ذکر مبارک کی یہ محفل مقدس ہے۔ حضور پُرنور ﷺ کے میلاد والا بیان ہمیشہ سے ہو رہا ہے۔ زمین پر بھی ہو رہا ہے عرش پر بھی ہو رہا ہے اور فرش پر بھی ہو رہا ہے۔ اور یہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ کسی کے چاہنے سے بند نہیں ہو گا بلکہ ہوتا رہے گا۔ اور ایسا ہوتا رہے کہ نہ چاہنے والے سنتے رہیں گے ان کا ذکر مبارک بلند ہوتا رہے گا۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے تیرے اعداء
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

ہم الحمد للہ اس خطہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پرچم کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ جھنڈے کو اٹھائے ہیں۔ الحمد للہ کہ مذہب اہل سنت و جماعت اس خطہ میں قائم ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس سرزمین پر اور اس خطہ پر مذہب اہلسنت و جماعت کو ہمیشہ قائم فرمائے گا اور قائم رکھے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسلمانوں کی حیثیت سے اور اہل سنت و جماعت کی حیثیت سے بہت سے اختلافات ہیں۔ اہل سنت و جماعت میں تو نہیں لیکن کچھ لوگ ہم میں ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو کہ ہم سے کٹ کر علیحدہ ہونا چاہتے ہیں کچھ اس قسم کی باتیں سننے میں آتی ہیں۔ جو آپ کے بزرگوں نے نہ سنیں اور کبھی آپ نے نہ سنیں اس قسم کی باتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ ان کو دیکھنے کے بعد آپ کو بھی افسوس ہوتا ہے اور آپ کو خیال آتا ہے کہ یہ بات پہلے تو نہ تھی اب کیوں ہو گئی۔ کچھ ایسی ہی باتیں جن باتوں کو ہم سنتے ہیں تو سننے کے بعد دیکھتے ہیں اور

دیکھنے کے بعد رنج ہوتا ہے اور خیال ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے مثلاً کسی جگہ پر لوگ نماز پڑھتے ہیں بڑے آرام سے سو سال ہو گئے۔ نماز پڑھتے بڑے اطمینان سے ایسے طریقے سے نماز پڑھتے ہیں جو طریقہ مسنون ہے اور جو طریقہ ہمیں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا لیکن بعض لوگ کچھ اس طریقے سے نماز پڑھنے لگے ہیں کہ وہ مردوں کی طرح ہاتھ باندھنے کی بجائے عورتوں کی طرح ہاتھ باندھنے لگے ہیں۔ جب ان کو دیکھتے ہیں تو بڑا رنج ہوتا ہے۔ رنج یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ مردوں کے ناف کے نیچے اور عورتیں ہاتھ باندھتی ہیں سینے کے اوپر تو مرد کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی کیا ضرورت ہے؟ بھلا مرد اگر ہاتھ باندھے گا۔ تو مردوں کی طرح ہاتھ باندھے گا۔ مرد کے پاس کیا چیز ہے جس کو وہ شرم کی وجہ سے چھپائے تو بعض لوگوں کو یہ دیکھا کہ وہ عورتوں کی طرح ہاتھ باندھتے ہیں تو افسوس ہونے لگا۔

اب جب لوگ دیکھنے لگے تو ان کو رنج ہونے لگا یہ کیا مصیبت ہے یہ کیا ہو رہا ہے کہ مرد عورتوں کی طرح نماز پڑھنے لگے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** اس کے بعد جو دیکھا کہ لوگ ٹانگیں چوڑی کر کے نماز پڑھ رہے ہیں۔ خیال آتا ہے کہ ٹانگیں چوڑی کرنے کی کیا بیماری ہے کیا مصیبت ہے کہ جس وجہ سے آدمی کو ضرورت پیش آئی کہ وہ ٹانگیں چوڑی کر کے نماز پڑھے؟ آدمیوں کو بھی تکلیف دے خود بھی تکلیف میں کھڑا ہو۔ نہ خود کو چین ملے نہ دوسروں کے چین لینے دے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا تھا کہ معلوم نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ سنتا ہے یا نہیں یا اونچا سنتا ہے۔ معاذ اللہ ان کا خدا اونچا سنتا ہوگا تو انہوں نے زور سے مسجد کے آدمیوں کو بھی سنانا شروع کر دیا معلوم نہیں کہ وہ حلق پھاڑنا چاہتے ہیں۔ حلق کو مس کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ سننا چاہتے ہیں کچھ بولنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کی باتیں اس علاقہ میں سننے میں آنے لگیں اور فتنہ و فساد اس علاقہ میں اٹھنے لگا۔ اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ نے یہ قرآن مجید اور فرقان مجید ہم کو دیا اور قرآن مجید میں صاف صاف اللہ کے حبیب سرکار دو عالم ﷺ کی ذات برکات کے صدقے میں ہمیں ایسی کتاب ملی ہے جس میں چاہیں آپ دیکھ لیں جب چاہیں آپ پڑھ لیں۔

یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۟ۙ (البقرہ،۲۶)

اس سے ہدایت بھی لوگ پاتے ہیں اور گمراہ بھی ہوتے ہیں۔ اسی قرآن سے گمراہی بھی ملتی ہے اسی قرآن سے ہدایت بھی ملتی ہے لیکن گمراہی کس کو ملتی ہے گمراہی اس کو ملتی ہے جس کی قسمت میں گمراہی اور بدنصیبی لکھی گئی ہے اور جس کی قسمت میں اللہ جل جلالہ نے اپنے نور کے پردے اٹھا دیے وہ جمال نورِ محمدی ﷺ سے اپنے دل کو روشن و منور کر لیتا ہے رب العالمین اس کے لئے ہدایت کے دروازے کھول دیتا ہے قرآن مجید فرقان حمید جو ہے اس میں رب العالمین جل جلالہ نے کیا فرمایا۔ اب عموماً ایسا ہوتا تھا کہ جہاں یہ بیماری ساتھ پھیل رہی تھی ان کے ساتھ میں یہ بیماری بھی آ گئی مثلاً اگر کسی شخص نے حضور پُرنور ﷺ کا نام لیا تو بجائے اس کے لوگ محبت کے ساتھ درود پڑھیں بجائے اس کے کہ ان کے دل کھل جاتے اور ان کے دل روشن ہو جائیں اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل الٹ گئے ہیں اور ان پر بہت بڑا عذاب الٰہی نازل ہو گیا ان کو رنج ہوتا ہے ان کو حضور اکرم ﷺ سے رنج ہوتا ہے، وہ شافع یوم النشور وہ روز جزا کے مالک حضور اکرم ﷺ جن کا ذکر زمین پر رحمت، آسمانوں پر رحمت سارے عالم میں رحمت اور خود خدا جن کا ذکر فرمائے ان پیارے حبیب ﷺ کا نام سن کر بعض لوگوں کے دل میں رنج ہوتا ہے ایمان والا جب ذکر مصطفیٰ کو سنتا ہے ایمان والا حضور پرنور ﷺ کے ذکر کو سنتا ہے تو اس کا ایمان روشن ہو جاتا ہے اس کے دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں وہ خوشی کے مارے درود شریف پڑھنے لگتا ہے اور بے ایمان کے سامنے جہاں ذکر حضور اکرم ﷺ ہوا۔ اس کو رنج پہنچتا ہے۔ اس کو تکلیف ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بیماری لگ رہی ہے ذکر حضور اکرم ﷺ رب العالمین کس انداز میں کرتا ہے اب ذرا غور کرو۔ اگر ہم اور آپ حضور اکرم ﷺ کا ذکر چھوڑ دیں چھوڑ دو کوئی بات نہیں ان کا کوئی نقصان نہیں اگر ساری دنیا مل کر حضور پرنور ﷺ کا ذکر چھوڑ دیں چلو بھئی گھروں میں مت کرو۔ نہیں کریں گے، مولود بند کر دو بند کر دیا۔ مجالس بند کر دو بند کر دیں کیوں اسی لئے کہ حضور کا ذکر نہیں چاہئے۔ پھر کیا ہو گا

گھروں میں ذکر بند کردو بند نہیں ہوتا کیسے نہیں ہوتا مساجد میں مت کرو مدارس میں مت کرو کہیں مت کرو مگر حضور پرنور ﷺ کا ذکر یہاں سب کہیں سے مٹا دو تو مسجد میں خدا کے پیارے محبوب ﷺ کا ذکر ہوتا ہے مسجد میں تو ہو رہا ہے مسجد میں اگر اذان ہو گی تو نام پاک مصطفی ﷺ لیا جاتا رہے گا تو اس کو بھی ختم کردو چلو بھئی اذانیں بھی بند کرا دو جب اذان والے نے اذان بند کر دی تو یہ مسئلہ شریعت کا ہے کہ کسی جگہ پر لوگ اذان دینا بند کرا دیں تو ان کو قتل کرنا جائز ہو جاتا ہے ہمارے محدثین یہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی جگہ پر مسلمان یہ کہہ دیں کہ ہم اذان نہیں دیتے اور اذان دینا بالکل بند کرا دیں تو ان مسلمانوں کو قتل کرنا جائز ہو جائے گا۔ حالانکہ مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ کتنا احترام ہے اذان کا۔ اگر کسی نے اذان ہی بند کر دی تو چلئے ہاں اگر اذان بند کرنے کے بعد کسی نے نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھو گے تو نماز میں اللہ کے حبیب ﷺ پر درود وسلام بھیجا جائے گا۔ تو نماز میں سے سلام بھی نکال دو تو وہ بھی نکل گئی۔ پھر کیا ہوا نمازیں بند کر دیں تو نمازیں بھی بند کر دو۔ جب اذان بند کر دی تو نمازیں بھی بند کر دو۔ اب اگر قرآن شریف کھول کر دیکھو تو اس میں بھی اللہ کے حبیب ﷺ کا ذکر ہو رہا ہے تو قرآن بھی بند کرو۔ اذان بند ہو گئی قرآن بھی گیا۔ نمازیں بھی گئیں۔ حج بھی بند کر دو اس میں بھی اللہ کے حبیب کا ذکر ہو رہا ہے چلو وہ بھی بند کر دیا۔ سب کچھ بند کرنے کے بعد کہاں کہاں بند کرو گے ہر جگہ بند کرو تو جس جگہ سے حضور کا ذکر اٹھ جائے گا وہاں سے اسلام بھی اٹھ جائے گا۔ چلو ساری دنیا سے ذکر بند کر دو ساری دنیا میں ذکر مصطفی ﷺ بند ہو گیا۔ رب العالمین فرماتا ہے ان اللہ و ملئکتہٗ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے ذکر مصطفی ﷺ کرتے رہیں گے اللہ کو کون بند کرے گا۔ فرشتوں کو کون بند کرے گا؟

بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

دنیا والے ذکر مصطفی ﷺ بند کر دیں۔ دنیا والے سارے مل کر حضور کے ذکر کو بند کر دیں۔ ساری کی ساری مسجدوں کو بند کر دو۔ اللہ کے محبوب کے ذکر کو بند کر دو جو کر سکتے ہو کر دکھاؤ کہاں تک بند کرتے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا رہے گا۔ اس کے فرشتے ذکر فرماتے رہیں

گے اور سارے عالم میں ذکر مصطفی ﷺ کا بول بالا ہوتا رہے گا۔ کیونکہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ اے پیارے حبیب ﷺ! دنیا کے کسی آدمی نے آپؐ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ دنیا کے کسی ٹھیکیدار نے آپؐ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ دنیا کے کسی بادشاہ نے آپؐ کے ذکر کو بلند نہیں کیا۔ رب العالمین فرماتا ہے۔ آپؐ کے ذکر کو اے پیارے مصطفی ﷺ ہم نے خود بلند کیا۔

اب بولو جس کے ذکر کو رب العالمین خود بلند کرے اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ کوئی نہیں مٹا سکتا۔ سبحان اللہ تو میں عرض کر رہا تھا وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ کا ہے سایہ تجھ پر۔ اے پیارے حبیب ﷺ

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ کا سایہ تجھ پر ذکر اونچا اور بول ہے بالا تیرا۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا جس کا ذکر اللہ نے بلند کیا اس کا ذکر یہاں بھی اونچا ہے اور آخرت میں بھی اونچا رہے گا۔ پڑھئے درود شریف۔

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد و اصحابہ و بارك وسلم

دنیا میں دیکھا ہوگا۔ جس سے آدمی کی محبت ہو۔ اس کا ذکر ہمیشہ کرتا ہے مثلاً آپ کو اپنے بیٹے سے محبت ہو تو آپ کیا کہیں گے۔ میرا بیٹا ایسا ہے اس طرح کھانا کھاتا ہے اس طرح سے پھرتا ہے اس طرح سے چلتا ہے۔ ہر آن اس کا ذکر ہو رہا ہے کیونکہ اس سے محبت ہے۔ محبت کا یہ نتیجہ ہے۔ جس سے ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے ہیں۔ جس طرح آدمی کو اپنی چیز سے محبت ہوتی ہے ہر آن ذکر کیا کرتا ہے۔ یہ قاعدہ ہے آپ کو اپنے دوست سے محبت ہے آپ دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں آپ کی جس سے ملاقات ہو رہی ہے آپ کہہ رہے ہیں کہ میرا دوست ایسا ہے فلاں آدمی جو اس سے مجھ کو بہت محبت ہے۔ اس میں یہ خوبیاں ہیں۔ یہ تعریف ہے۔ اس کی اتنی ڈگریاں ہیں۔ اتنی سندیں ہیں۔ وہ یہ کام کرتا ہے وہ ایسا ہے وہ ویسا ہے جتنی تعریف آپ کر سکتے ہیں اتنی تعریف آپ کریں گے اور کوئی آدمی یہ آ کر کہے کہ میاں جب

دیکھو آپ اسی کا ذکر کرتے رہتے ہیں تو آپ جواب میں کیا کہیں گے تو آپ جواب میں یہ کہیں گے کہ محبت جس سے ہوتی ہے اسی کا ذکر کرتے ہیں۔ ہمیں جس کی محبت ہے ہم اس کا ذکر کریں گے۔ آپ کو کیا مطلب ہے؟ آپ نہ سننا چاہتے ہو تو نہ سنو دیکھو اگر بیٹے کی تعریف اگر باپ کر رہا ہے کوئی آدمی آ کر یہ کہے کہ آپ ہر وقت اپنے بیٹے کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ جس وقت دیکھو اس کی تعریف کرتے رہتے ہیں تو آپ کیا کہیں گے اگر آپ اس کو نہیں سننا چاہتے ہیں تو جاؤ یہاں سے مت سنو مگر ہم کو تو اپنے بیٹے سے محبت ہے اس کی ادائیں پیاری ہیں اس کا چلنا ہمیں پیارا ہے اس کا بیٹھنا ہمیں پیارا ہے۔ اس کا گھومنا ہمیں پیارا ہے ہم تو اس کا ذکر کرتے رہیں گے تم نہ سننا چاہتے ہو تو نہ سنو یہی جواب ہوگا ایک آدمی آیا کہنے لگا آپ تو ہر وقت اپنے دوست کی تعریف کرتے رہتے ہیں جواب کیا ہوگا بات اصل یہ ہے ہمارا دوست قابل تعریف ہے ہم اس کی تعریف کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اس کی باتیں اچھی لگتی ہیں ہمیں اس کا چلنا اچھا لگتا ہے ہمیں اس کا پھرنا اچھا لگتا ہے اس کی ہر بات اچھی لگتی ہے اسی لئے ہم اس کا ذکر کرتے ہیں ہم کو اس سے محبت ہے جس چیز کی محبت ہوتی ہے آدمی اسی کا ذکر کرتا ہے اور کرتا رہے گا جس چیز کی محبت ہوگی اس کا چرچا کرے گا جس چیز کی محبت ہوگی اس کو بیان کرے گا۔ سبحان اللہ۔

اب دیکھو رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ کہاں چرچہ کرتا ہے۔ دنیا میں بھی رب العالمین نے کہاں بیان فرمایا اور کیا بات بیان فرمائی۔ بات یہ ہے بات بہت سمجھنے کی بات ہے اور بہت ٹھنڈے دل سے سوچنے اور سمجھنے کی ہے۔ اس کو اچھی طرح سے سمجھ لو۔ اچھی طرح سوچ لو کیونکہ بات سوچنے اور سمجھنے کا بار بار اس علاقہ میں موقع نہیں ملتا ہے لیکن ایک بات جو آپ سن لیں اس کو ذہن میں رکھیں اور اس پر غور کریں کہ یہ بات کیسے کہی گئی کیوں کہی گئی اور کہاں کہی گئی سمجھ میں آتی ہے یا نہیں اور اس پر اچھی طرح سے غور کریں جو باپ کا بچہ جس سے باپ محبت کرتے ہیں تو اس کا ہر ہر جگہ چرچا بھی کرتے ہیں۔ ہر ہر جگہ ذکر بھی کر رہے ہیں اور جہاں آپ کے بچہ کا ایک سال پورا ہوا تو آپ نے فوراً بازار سے سیب منگوایا محلے کے بچوں کو بلایا محلے کے بچوں کو بلانے کے بعد ان کو جمع کرنے کے بعد آپ نے تقسیم کیا آنے والے کسی

آدمی نے کہا تم ہر وقت اپنے بیٹے کا ذکر کرتے رہتے تھے اب تم نے یہ سیب کیوں منگوائے ہیں۔ اس لئے آج اسے ایک سال ہو گیا۔ ہاں تقریبیں بھی ہو رہی ہیں برس دن بھی منایا جا رہا ہے۔ اچھا یہ بات ہے تقریبیں بھی ہو رہی ہیں۔ برس دن بھی منایا جا رہا ہے چلو اچھا ٹھیک ہے لیکن یہ محلے کے بچوں کو کیوں بلایا جا رہا ہے۔ یہ پارٹی کیوں ہو رہی ہے۔ محلے کے بچے اس سے محبت کرنے والے بچے اس کے ماننے والے بچے اس کے چاہنے والے بچے اس کے دوست ہیں۔ بچے جتنے بھی ہیں ان سب کو جمع کیا ہے تاکہ وہ بھی پیدائش کی خوشی منائیں۔ سب محبت والوں کو جمع کر لیا کبھی آپ نے کسی سے یہ سنا کہ اپنے بچے کا سال دن مت منایا کرو کہ یہ شرک ہے یہ بدعت ہے کبھی نہیں ایسا فتویٰ نہیں چلتا۔ سال دن منانے پر برس دن منانے پر بچوں کو جمع کر کے سیب منگانے پر سیب بانٹنے پر کچھ نہیں ہوتا کیونکہ ان کے بچوں کو بھی جا کر کھانے ملتے ہیں کچھ نہیں کہتے سب چلتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ بھئی منع کیوں نہیں کرتے۔ تم نہیں کرتے وہ خود کرتے ہیں۔ بچہ کی سالگرہ بھی کرتے ہیں اور ہر سال گرہ کے موقع پر پانچ روپیہ یا پچیس روپے سو روپے خرچ کرتے ہیں۔ شیرینی بانٹتے بھی ہیں کھاتے بھی ہیں سب کچھ کرتے ہیں تو دنیا والے جس سے محبت کرتے ہیں۔ اسی کی سالگرہ مناتے ہیں۔ دوست اپنے دوست کی سالگرہ مناتا ہے بیٹا باپ کی سالگرہ مناتا ہے۔ باپ بیٹے کی سالگرہ مناتا ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ اس لئے کہ محبت ہے اور جب ہم کہتے ہیں۔ آج سالگرہ ہو رہی ہے۔ کس کی سالگرہ۔ ان کی سالگرہ۔ چلئے یہ بچہ پیدا ہوا تھا۔ محلہ میں محلے والے اس کی سالگرہ منا رہے ہیں۔ عزیز رشتہ دار اس کی سالگرہ منا رہے ہیں اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ آج وہ پیدا ہوئے تھے کہ جن کی پیدائش کے سبب سے اللہ نے فرمایا۔

آج میں ان کو پیدا کر رہا ہوں۔ اگر یہ پیدا نہ ہوتے تو تم بھی سب کے سب پیدا نہ ہوتے۔ آج میں ان کو پیدا کر رہا ہوں کہ جو تم کو نعمت ملی ہے۔ کان کی آنکھ کی، ناک کی، روح اور دماغ کی چلنے اور پھرنے کی ہر قسم کی اور زمین کی چاند اور سورج کی دین اور دنیا کی سب کی سب نعمتیں اگر یہ بچہ پیدا نہ ہوتا تو میں کچھ بھی نہ دیتا۔ آج ان کو پیدا کر رہا ہوں کہ اگر یہ پیدا نہ

ہوتے۔ ما خلقنا الارض والسمآء تو میں زمین اور آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا اگر یہ پیدا نہ ہوتے تو ما خلقنا الافلاك آسمانوں کو پیدا نہ کرتا، فرشتوں کو پیدا نہ کرتا، عرش کو پیدا نہ کرتا زمین کو پیدا نہ کرتا، نہ زمین ہوتی، نہ آسمان ہوتا نہ چنیں ہوتا نہ چناں ہوتا۔ کچھ بھی نہ ہوتا۔ رب العالمین نے فرمایا۔ اے پیارے حبیب (ﷺ)! تم پیدا ہو گئے تو سارے جہانوں کو پیدا کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ کی پیدائش ہو رہی ہے۔ حضورؐ کی سالگرہ منائی جا رہی ہے۔ سبحان اللہ! بیٹے کی سالگرہ منانے پر خوشی اور جب ان کی سالگرہ منائی جائے اور جب ان کا برتھ ڈے منایا جائے۔ جن کے برتھ ڈے کے صدقے میں میرا اور تمہارا برتھ ڈے ہو گیا۔ حضورؐ کے برتھ ڈے کے صدقے میں میرا اور تمہارا برتھ ڈے ہو رہا ہے اگر حضورؐ پیدا نہ ہوتے تو نہ دن ہوتا اور نہ رات ہوتی تو آج اگر حضورؐ پرنور انیس الغریبین غریبوں کے داتا محمد رسول اللہ ﷺ کا میلاد شریف (میلاد کے معنی پیدائش) منایا جا رہا ہے تو لوگ کیا کہتے ہیں کہ یہ تو شرک ہو رہا ہے یہ بدعت ہو رہی ہے۔ بیٹے کی پیدائش پر یہ نہیں کہتے کہ بدعت ہو رہی ہے، یہ شرک ہو رہا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی پیدائش پر کہتے ہیں کہ یہ شرک ہو رہا ہے یہ بدعت ہو رہی ہے۔ فتوے چل رہے ہیں مسلمانوں کو کافر اور مشرک بنایا جا رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم مشرک بناتے ہیں، تو ہم نہیں بناتے، لوگ کہتے ہیں ہم کو کہ ہم مشرک ہیں۔ کیوں اس لئے کہ ہم مولود پڑھتے ہیں۔ قیام کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ لوگ ہم کو مشرک بناتے ہیں۔

حضورؐ کی پیدائش پر شرک کا فتویٰ بھی چل رہا ہے اور بدعت کے بھی فتوے چل رہے ہیں مشین چل رہی ہے کفر کی۔ مسلمانوں کو کافر و مشرک بنایا جا رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ تم مشرک کیوں بناتے ہو ہم تو نہیں بناتے لوگ کہتے ہیں ہم کو کہ مشرک ہیں اس لئے کہ ہم مولود پڑھتے ہیں ہم قیام کرتے ہیں فاتحہ پڑھتے ہیں ہم سلام پڑھتے ہیں۔ تو ہم کو لوگ مشرک بناتے ہیں۔ دیکھو خود سالگرہ اپنے بیٹے کا منائیں۔ خود سال ڈے اپنے بھائی کا منائیں۔ باپ کی سالگرہ منائیں اور دوسرے دوستوں کی سالگرہ منائیں تو اچھے ہیں۔ سب کچھ ٹھیک ہے اور حضور اکرم ﷺ کا مولود کریں، برس ڈے منائیں تو ہم ہو گئے مشرک۔ اب ذرا غور تو کریں۔ تو محبت

جس سے ہوتی ہے اس کا ذکر بھی ہوتا ہے اس کا چرچہ بھی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ آدمی کو اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے اپنی ماں سے زیادہ محبت ہے اپنے باپ سے زیادہ محبت ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کی ساری محبتیں قربان ہیں ماں بھی قربان باپ بھی قربان۔ عزیز بھی قربان بھائی بھی قربان، رشتہ دار بھی قربان سب کے سب قربان حضور اکرم ﷺ کملی والے آقا پر، چاہے کسی کا ذکر نہ ہو، چاہے کسی کی سالگرہ نہ ہو، اگر سالگرہ منائی جائے، برس ڈے منایا جائے تو حضور اکرم ﷺ کا منایا جائے، اس لئے کہ ان کے صدقے میں ہم پیدا ہوئے ہیں۔ ہم وجود میں آئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ بچے کی محبت کی وجہ سے دل کھول کر اتنا پیسہ خرچ کیا اور اگر کوئی دوست آیا تو اس نے دیکھا اور کہا کہ بچہ بہت اچھا ہے آپ کا بچہ بڑا قابل تعریف ہے صاحب۔ آپ کا بچہ ترقی کر رہا ہے خوش ہو گئے۔ صاحب آپ کا بچہ...... بڑی تعریف ہو رہی ہے بچہ کی۔ اور جو صاحب بیٹے کی تعریف سن رہے ہیں۔ ان سے کہا جائے کہ حضور پرُنور آقائے دو جہاں ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے زمینوں اور آسمان کا علم۔ اٹھارہ ہزار عالم ہیں تو ان کا علم سولہ ہزار عالم ہوں تو ان کا علم بیس ہزار عالم ہوں تو ان کا علم عرشیوں کے وہ آقا تھے فرشیوں کے وہ داتا تھے۔ مصطفیٰ تھے پیارے تھے۔ ﷺ۔ تو صاحب کا دل چھوٹا ہو گیا منہ سوکھ گیا بچے کی تعریف سن کر خوش ہو رہے ہیں اور جن کے صدقے میں بیٹا مل رہا ہے ان کی جب تعریف ہو گئی تو دل سوکھ گیا۔ کیا بات ہے محبت نہیں ہے۔ خدا کی قسم اگر محبت ہوتی تو محبت کے معنی یہ ہیں کہ جب اللہ کے پیارے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر آئے تو مسلمان کا دل کھل جائے۔ چہرہ روشن ہو جائے اس لئے کہ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس کا دل چاہتا ہے تو بے اختیار زبان سے چلانے لگتا ہے بے اختیار زبان پر حضور ﷺ کا نام آنے لگتا ہے۔ بے اختیار ذکر حضور اکرم ﷺ کرتا ہے اور درود پڑھنے لگتا ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و اصحابہ و بارك وسلم

الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ

و علی آلك و اصحابك یا حبیب اللہ

تو چاہیئے کہ میلاد کیا جائے کیا اللہ نے بھی کبھی حضورؐ کا ذکر کیا ہے۔ اب لوگ تو یہ پوچھا کرتے ہیں کہ کہیں اللہ نے بھی کیا کہ اس طرح جو یہ مجلس بیٹھتی ہے جس طرح یہ آدمی بیٹھتے ہیں جس طریقے سے بیٹھ کر بیان شروع کرتے ہیں۔ حضور پُرنور ﷺ کا بیان ہوتا ہے۔ حضورؐ کی فضیلت بیان ہوتی ہے کیا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے؟ کیا اللہ نے بھی کیا ہے۔ تو قرآن میں بھی لکھا ہوگا تو بتاؤ۔ اگر صحابہؓ نے کیا ہے تو حدیث پاک میں لکھا ہوگا۔ تو حدیث سے پوچھ لیں۔ ہاں ہاں اور اگر ائمہ عظام نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہوگا تو ان کی کتاب میں لکھا ہوگا۔ مثلاً درمختار شامی، ہدایہ بہار شریعت میں ہوگا۔ تو چلو پہلے قرآن کریم سے سن لیں۔ حضورؐ کے دنیا میں آنے سے پہلے آسمانوں میں کیا ہوتا تھا۔ معلوم کریں رب العالمین جل جلالہٗ وعم نوالہٗ سے تو قرآن مجید کے تیسرے پارے سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی آیت نمبر اکیاسی میں رب العالمین جل جلالہٗ وعم نوالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝ (آل عمران، ۱۹۰)

زمین پیدا نہیں ہوئی تھی آسمان پیدا نہیں ہوئے تھے۔ جیسا کہ آج تم دیکھ رہے ہو۔ نہ زمین پر بہار تھی نہ آسمان پر بہار تھی۔ کیا ہوا کانفرنس ہوئی۔ مجلس ہوئی جلسہ ہوا۔ سبحان اللہ کہاں بیان ہے اس کا قرآن شریف میں۔ قرآن کو مانتے تو سب ہیں۔ ارے میں نے دیکھا ہے وہ کہتے ہیں ہم بھی مانتے ہیں۔ ہاں قرآن ہے۔ ارے جب مانتے ہو تو یہ آیت بھی قرآن میں لکھی ہے جس کو تم مانتے نہیں۔ جانتے تو ہیں مگر مانتے نہیں۔ جانتے تو ہیں قرآن شریف میں ہے لیکن مانتے نہیں اور اگر مانتے ہیں تو کیسے۔

اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتٰبِ وَتَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ۚ (البقرہ، ۸۵)

بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض کتاب کو جھٹلاتے ہو۔ بعض توریت پر ایمان لائے تھے اور بعض توریت پر ایمان نہیں لائے تھے۔ یہ یہودیوں کی صفت تھی تو جو بات اپنے مطلب کی ہے اس کو پڑھتے ہیں اور جو مطلب کی نہ ہو اس کو نہیں پڑھتے نہ سننا چاہتے ہیں نہ دیکھنا

چاہتے ہیں تو سنو! سننے والے سنیں اور ٹھنڈے دل سے سنیں جل جلالہ، وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (آل عمران،۸۱)

امام اہل سنت سیدی و مرشدی اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ترجمہ ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ، وعم نوالہ نے لوگوں کو بلایا لوگوں میں کوئی احمد نورانی نہیں۔عبدالرحمن نہیں، عام آدمی نہیں۔کوئی نہیں، کون تھا آدمیوں کو بلایا۔ بہت بڑا جلسہ کیا اللہ اکبر کون تھا جس کو اللہ نے بلایا آؤ بھئی سب بیٹھ جاؤ بات سنو کس کو بلایا کیا بات ہو رہی ہے خاص بات ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ نے کانفرنس کی کس کس کو بلایا ہے۔کون کون لوگ ہیں۔ بدھو خاں نتھو خاں کوئی نہیں۔ ہم جیسے کوئی نہیں عام عالموں کا مجمع نہیں۔ جاہلوں کا مجمع نہیں، صوفیوں کا مجمع نہیں، درویشوں کا مجمع نہیں، تاجروں کا مجمع نہیں، پیسے والوں کا مجمع نہیں، پیسے والے آدمی نہیں، بڑے بڑے سوداگر لوگ نہیں، کون تھا کس کو بلایا کس نے بلایا کیوں بلایا کب بلایا۔میرے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے بلایا۔میرے تمہارے دنیا میں آنے اور دنیا میں پیدا ہونے سے پہلے بلایا اور کہاں اس کا ذکر کیا۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (آل عمران،۸۱) یاد کیجئے اللہ جل جلالہ، وعم نوالہ نے ایک مجلس میں بلایا۔وعدہ لینے کے لئے بلایا اقرار کرنے کے لئے بلایا پابند بنانے کے لئے بلایا، عہد و پیمان لینے کے لئے بلایا کون لوگ تھے تاجر نہیں تھے سوداگر نہیں تھے کوئی عام عالم بھی نہیں تھے، صوفی بھی نہیں تھے جاہل بھی نہیں تھے درویش بھی نہیں تھے کوئی نہیں تھے کون تھے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (آل عمران،۸۱) اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش سب نبیوں کو بلایا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام نبیوں کو بلایا آسمانوں کے اوپر مجمع لگایا اور عرش اعظم کے پاس مجمع لگایا اور سب نبی آ گئے۔ سب نبی آ کر باادب بیٹھ گئے اور فرمایا اے نبیو! تم کو اب دنیا میں جانا ہے۔اب ہم دنیا کی پیدائش فرما رہے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام اب جب دنیا میں تشریف لے جائیں گے تو دنیا بڑھے گی نسل بڑھے گی اس کے بعد نبیوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔حضرت آدم علیہ السلام کے

بعد حضرت نوح علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے بعد یہ اور ان کے بعد یہ۔ تمام نبیو! سن لو! جب سرکاری حکم سن لیں۔ اللہ تعالیٰ حکم سنا رہا ہے۔ سب نبیوں کو۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوں گے۔ کیسا برکت والا مجمع ہوگا۔ سبحان اللہ! یہاں تو ہم آپ مجمع لگاتے ہیں وعظ سناتے ہیں اور وعظ سنتے ہیں اور وہاں اللہ تعالیٰ نے مجمع لگایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ (آل عمران، ۸۱) جب میں تم کو کتاب دوں گا حکمت دوں گا اور پھر دنیا میں جب تم کو کتاب مل جائے گی حکمت مل جائے گی۔ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ (آل عمران، ۸۱) تو یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ رب العالمین نے ارشاد فرمایا دیکھو یہ نہ ہوتے تو تم بھی نہ ہوتے۔ نبیوں سے فرمایا گیا کہ تم بھی نہ ہوتے تو معلوم ہوا کہ نہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوتے اور نہ ایک لاکھ ستر ہزار ہوتے۔ کچھ نہ ہوتا ہم اور تم بہت دور کی بات۔ دیکھو ان کا مرتبہ یہ ہے کہ جن کے صدقے میں نبی بن گئے اگر وہ تشریف نہ لاتے تو نبی نہ ہوتے ضرورت ہی نہیں ہوتی کسی کی۔ جن کے صدقے میں دنیا میں نبی تشریف لائے تو نبی ان کی عزت کریں اور نبی ان کا احترام کریں اور نبیوں کے سامنے ان کا بیان ہوا اور اللہ تعالیٰ نبیوں کے سامنے ان کا تذکرہ کرے اور ہماری کوئی قیمت نہیں۔ ہم کسی کے لائق نہیں ہمارا کوئی رتبہ نہیں ہماری کوئی بات ایسی نہیں ہے اور اب ہم کیا کہیں گے کہ حضور اکرم ﷺ تو ہم جیسے بشر تھے۔ معاذ اللہ! ہم ایسا کہیں ہم یوں کہیں اور اس طرح سے کہیں اور بات یہی ہے کہ ایک آیت یاد کرلی ہے قرآن شریف کی اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (حم سجدہ، ۶) اسی پر اشتہار بھی چھپتے ہیں اسی پر کتابیں چھاپتے ہیں۔ اسی پر وعظ کرتے ہیں اور اسی کو پڑھتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (حم سجدہ، ۶) پورے قرآن پاک میں یہی آیت یاد رہ گئی ہے۔

میرے بھائیو! تم اتنی سی بات سمجھ لو کہ خود اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں حضور اکرم ﷺ کو بشر نہیں کہا۔ یہ بات یاد رکھنا صرف اتنی سی بات ہے اس کو ذہن میں رکھ لینا کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو یہ نہیں کہا کہ تم بشر ہو۔ بشر نہیں کہا اور بشر محمد نہیں

یا یہ قرآن میں نہیں ہے۔ تو آپ کہیں گے صاحب یہ آیت جو ہے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (حم سجدہ، ٦) تو یہ آیت اللہ تعالیٰ نے کہی ہے ہاں اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پیارے حبیب ﷺ کو کیا ارشاد فرماتا ہے: یآیھا المزمل اے کملی والے مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ (الاحزاب، ٤٥،٤٦)

روشن چراغ بنا کر بھیجا۔ شاہد بنا کر بھیجا۔ حاضر بنا کر بھیجا، ناظر بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے پورے قرآن میں یآیھا البشر

بشر کہہ کر خطاب نہیں کیا۔ ہم تم کو بلاتے ہیں کہ اے بشر ذرا بات سننا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے نہیں کہا اور انما انا بشر مثلکم کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب تم کہو کہ میں بشر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا آپ کہہ دیجئے کیوں کہہ دیجئے کیونکہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہونے پائے۔ کہیں آپ کا معجزہ دیکھ کر لوگ آپ کو خدا کا بیٹا نہ کہنے لگیں۔ آپ کہہ دیجئے میں بشر ہوں مگر بشر کیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ (المائدہ، ١٥) اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ نہیں فرمایا کہ اے بشر قرآن لے لے۔ اے بشر مسلمانوں سے یہ کہہ دے۔ اے بشر! یہ پیغام مسلمانوں کو پہنچا دے۔ پورے قرآن میں کہیں یہ نہیں ہے سنو اللہ تعالیٰ کیسے پکارتا ہے اللہ تعالیٰ کیسے بلا رہا ہے۔

حضرت عمرؓ کون تھے۔ اس زمانے میں حضرت عمر خلیفۃ المسلمین خلیفہ دوئم خلافت کر رہے تھے۔ کیا محبت تھی کملی والے مصطفیٰ ﷺ کے عاشق تھے۔ خلیفہ تھے۔ ایران کی بادشاہت۔ مصر کی بادشاہت ان کے قبضے میں تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپؓ کے بیٹے نے عرض کی ایسا کہہ رہے ہیں اور حضرت امام حسنؓ بھی موجود تھے فرما رہے تھے ہاں کہ تو بھی ہمارا غلام اور تیرا باپ بھی ہمارا غلام۔ سیدنا حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو فرما رہے ہیں کہ تو بھی ہمارا غلام اور تیرا باپ بھی ہمارا

غلام؟ فرمایا: جاؤ امام حسینؓ سے پوچھو کیا واقعی تم نے ایسا کہا؟ بولے بے شک میں نے ایسا ہی کہا ہے تو واقعی میں نے ایسا فرمایا ہے بولے سبحان اللہ! ارے بھئی ایک کام کرو، ان سے جا کر لکھوا لاؤ کیا لکھوا لائیں؟ ہاں لکھوا لاؤ کہ تو ہمارا غلام ہے فرمایا خدا کی قسم! اگر وہ لکھ کر دے دیں تو ان کے لکھے ہوئے کو اپنے ساتھ قبر میں لے جاؤں گا اور جب فرشتے پوچھنے کے لئے آئیں گے تو کہوں گا کہ میں تو محمد مصطفی ﷺ کے گھر کا غلام ہوں یہ ان کو غلامیٔ محمد مصطفی ﷺ پر فخر تھا۔

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

حضور اکرم ﷺ کی غلامی کی سند اگر کسی کو مل جائے۔ حضورؐ کی غلامی کا پٹکا اگر کسی کو مل جائے تو جہنم سے آزاد ہونے کی سند مل گئی۔ حضور اکرم ﷺ کی غلامی اگر مل گئی تو جنت میں جانے کا پروانہ مل گیا۔ جنت میں جانے کا ٹکٹ مل گیا۔

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
اور خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

توحید خدا کی مل جائے گی۔ غلامی مصطفی ﷺ سے سبحان اللہ امیر المومنین جانشین رسول خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیارے حبیب ﷺ کی غلامی پر فخر کریں۔ غلام ہونے پر خادم ہونے پر نوکر و چاکر ہونے پر فخر کریں۔ یہ کون تھے یہ صرف امیر المومنین نہیں تھے۔ یہ صرف خلیفۃ المسلمین نہیں تھے۔ یہ صرف صحابی عمر بن خطابؓ نہیں تھے۔ یہ حضور ﷺ کے سسر بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی کی شادی حضور اکرم ﷺ سے ہوئی تھی۔ سسر ہونے کے باوجود خلیفۃ المسلمین ہونے کے باوجود امیر المومنین ہونے کے باوجود صحابی ہونے کے باوجود کہتے ہیں اگر وہ کاغذ مجھ کو مل جائے تو میں اس کو قبر میں لے جاؤں اور فرشتوں سے کہہ سکوں کہ میں ہوں محمد ﷺ کی آل کا غلام تاکہ میری مشکلیں بھی آسان ہو جائیں اور حشر میں بھی چھٹکارا ہو سکے۔

محمدؐ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی

غلامی کرو حضور اکرم ﷺ کی۔ اگر تم کو حضورؐ کی غلامی کا پروانہ مل گیا تو یہ جان لو کہ جہنم

سے آزاد ہو گئے اور جنت میں داخل ہو گئے۔

دیکھئے کیا عجیب وغریب بات ہے آج کل کے لوگوں نے توحید کو یہ سمجھا ہے کہ اللہ جل جلالہ، وعم نوالہ کو ایک مانا جائے اور جتنا ہو سکے نبی کی بے عزتی کی جائے نعوذ باللہ یہ توحید ہے آج کی توحید جتنا ہو سکے۔

آج کل لوگوں میں کیا ہے کہ جتنی نبی کی توہین کرو اتنی ہی توحید ہے۔ وہ خدا کی توحید نہیں ہے۔

نبی کی توہین کفر ہے نبی کی توہین سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔ نبی کی ذرا سی بے عزتی میں آدمی کا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی منہ کالا ہو جاتا ہے۔ توحید کے معنی کیا ہیں۔

توحید کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کو وحدہٗ لا شریک مانو اور اس کے نبی کو اس کا محبوب مانو اس کا محبوب جانو اور مانو تو جو لوگ حضور ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور ان کی نفرت کو ظاہر کرتے ہیں تو یہ توحید نہیں کہلا سکتی اور توحید والی جماعت تو اہل سنت و جماعت والی جماعت ہے۔ اللہ کی توحید کے ساتھ ساتھ اس کے پیارے حبیب ﷺ کے دامن کو بھی تھامے ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہی بات دیکھئے۔

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے میرے غلاموں جو تم لا کر دے سکتے ہو۔ مجاہدین کے لئے جہاد کے سامان کے لئے وہ لا کر دے دو۔ جو بھی دے سکتے ہو وہ لاؤ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ خیال آیا کہ آج میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جاؤں گا۔ یہ خیال فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ گھر تشریف لائے اور گھر میں جتنا مال تھا جتنا سامان تھا۔ اس سب کا آدھا لیا۔ آدھا گھر چھوڑا اور آدھا سامان حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ لیجئے حاضر ہے تو فرمایا۔ اے عمرؓ! یہ کتنا لائے ہو، تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! گھر کے اندر جتنا سامان تھا۔ اس سب کا آدھا حصہ کیا۔ آدھا گھر والوں کے لئے چھوڑا اور آدھا حضورؐ کے لئے حاضر کر دیا۔ سبحان اللہ! اور پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضورؐ نے فرمایا:

"اے ابوبکرؓ! تم کیا لائے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! گھر گیا اور جتنی چیزیں گھر میں تھیں۔ جو بھی چیزیں گھر میں تھیں۔ سب کی سب کر کے لے آیا اور گلے میں بٹن لگے ہوئے تھے۔ بٹن کیسے لگے ہوئے تھے۔ بٹن کاٹ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہاں کانٹا لگایا۔ ببول کا جو کانٹا ہوتا ہے تو اس کانٹے کو بٹن کی جگہ لگا لیا۔ تو فرمایا اے ابوبکرؓ تم کیا لے آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جو کچھ گھر میں تھا جھاڑ کر سب لے آیا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو فرماتے ہیں حدیث شریف میں آتا ہے:

اے پیارے رسول ﷺ! گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔"

پروانہ کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

سب سامان بارگاہِ محمدیؐ میں حاضر کر دیا۔ دیکھو یہ ہے صحابہؓ کا مسلمان ہونا میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا۔ رسول کو بھی گھر والوں کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سمجھتے تھے کہ میرے گھر بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ میرے گھر پر بھی سایہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ صحابہؓ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے گھروں پر بھی حضور اکرم ﷺ کا سایہ ہے اور آج سمجھتے ہیں کہ اللہ ہے اور یہ رسولؐ نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کیا فرماتے ہیں کہ:

صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

صدیقؓ کے لئے اور صدیقؓ کے گھر والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کافی ہیں اور کچھ ضرورت نہیں۔ صحابہؓ کا ایمان یہ تھا اور صحابہؓ کے ایمان کی جان یہ تھی۔ جان کو مال کو سب کو قربان کر دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر تو۔

رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے یا حضورؐ اپنے گھر میں رہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر سے کیا تعلق۔ ہر وقت ان کے گھر نہیں رہتے تھے۔ لیکن جب حضرت صدیقؓ نے یہ فرمایا۔

کہ" میں ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں" معلوم ہوا کہ

حضرت صدیق اکبرؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کے محبوب ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ گھر میں موجود ہیں۔ عقیدہ حاضر و ناظر حضرت صدیقؓ کا بھی تھا۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہؓ کرام کا یہ عقیدہ تھا اور عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ جبھی تو ان کو اپنے گھر کے لئے چھوڑ آئے اور وہ مسجد میں باتیں کر رہے ہیں۔ صحابہؓ کا تو عقیدہ یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں اور اللہ رب العالمین کا کہنا ہے کہ حضور حاضر و ناظر ہیں۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا (الاحزاب ۴۵)

بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ کہاں ہیں صاحب حاضر و ناظر۔ ارے یہ ایک معمولی مسئلہ ہے۔ ملک الموت ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ روح قبض کرنے والا فرشتہ ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ منکر نکیر سوال کرنے والے فرشتے ہر وقت حاضر و ناظر ہیں۔ شیطان ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ تو جب یہ تمام ملائکہ حاضر و ناظر اور یہ شیطان حاضر و ناظر تو سب سے اعلیٰ سب سے ارفع سب سے بالا سب سے اونچے سب سے نرالے کملی والے مصطفی معراج کے دولہا محمد رسول اللہ ﷺ کیوں حاضر و ناظر نہیں۔ حاضر و ناظر ہیں اور ضرور ہیں۔ بہت آسان مسئلہ ہے۔ خواہ مخواہ وہ لوگ حیرت میں پڑ جاتے ہیں۔ خواہ مخواہ لوگ جھگڑا کرنے لگتے ہیں۔ بہت آسان بات ہے نمازی جب نماز پڑھتا ہے تو نمازی السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته پڑھ کر حاضر و ناظر سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ تم حاضر و ناظر سمجھو۔

وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العلمین

❁❁❁

تحفظ قانون رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ضرورت و اہمیت

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم اور اس کا بے انتہا احسان ہے کہ ہم اور آپ اسلام اور

دین حق کی رحمت سے سرفراز ہیں اور اس کا احسان ہے کہ ہم اور آپ اللہ کے گھر میں اللہ عزوجل کے حضور میں سربسجود ہونے کے لئے حاضر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ گناہ گار سیاہ کار کی اور آپ سب کی حاضری قبول فرمائے اور جو کچھ بیان کیا جائے اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہمارے لئے کفارۂ سیئات بنائے۔

اللہ جل جلالہ نے حضور پرنور ﷺ کی ذات اقدس کو بابرکت اور رحمۃ العالمین بنا کر تمام عالم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے بھیجا۔ نبوت و رسالت ایک عظیم منصب ہوتا ہے۔ ایک اعلیٰ مقام ہوتا ہے اس کی بلندی و عظمت کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر بیان فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب بھی کسی نبی کو مبعوث فرمایا تو اس کے تقدس، اس کی عظمت و حرمت کے تمام پہلو اجاگر فرمائے۔ جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے ان میں خواہ کوئی نبی صاحب شریعت ہو یا صاحب شریعت نہ ہو، صاحب کتاب ہو یا صاحب کتاب نہ ہو (یعنی تشریعی نبی ہو یا غیر تشریعی) اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کی عزت و حرمت اور ان کی شان و عظمت کے تحفظ کا سامان فراہم کیا۔ عزت و حرمت اور مرتبے کے اعتبار سے ہم کو یہ ہدایت فرمائی گئی کہ

لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (سورۃ البقرۃ: ۲۸۵)

(ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے)

یعنی نفس رسالت و نبوت میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کرتے۔ الحمد للہ ہم حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے امتی اور غلام ہیں، ان کے چاہنے والے ہیں، ان سے محبت کرنے والے ہیں، ان پر ایمان لانے والے ہیں، ان کی عظمت و شان پر مر مٹنے والے اور حضور ﷺ کے مقام اور عزت و حرمت کے قائم رکھنے والے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے نبی کے مقابلے میں حضور اکرم ﷺ کی عزت و حرمت اور شان عظمت قائم کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم نے اس نبی کی بے حرمتی کر دی۔ (معاذ اللہ) کسی بھی پیغمبر برحق کی توہین و تنقیص ہو جائے تو یہ کفر ہے۔ یہ اہل سنت کا اجتماعی عقیدہ اور اہل سنت کا یہ عقیدہ عین قرآنی

ہے۔ اللہ رب العلمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (سورۃ البقرۃ: ۴)

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

اس آیہ کریمہ سے یہ واضح ہوا کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ حضور علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر عقیدہ توحید کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ نہ ہی آدمی مومن و مسلمان ہوسکتا ہے۔ تو حضور ﷺ پر بھی ایمان لانا ہے اور آپ کے ساتھ ساتھ جتنے بھی انبیاء و مرسلین حضور علیہ السلام سے پہلے تشریف لائے ہیں ان پر بھی ایمان لانا ہے۔ ان کی عزت و حرمت کو بھی قائم رکھنا ہے۔ کسی ایک نبی کی توہین بھی اسلام میں ناقابل معافی جرم ہے اور اپنے ایمان کو غارت کرنا ہے۔ نبی کی توہین پر سزائے موت دی جائے گی اور یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی توہین کرنے سے آدمی مرتد ہوجاتا ہے اس کو تین دن دیئے جاتے ہیں کہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کرے اگر توبہ نہیں کرتا ہے تو شرعی قانون کے تحت واجب القتل ہے۔ اسلامی حکومت اس کو قتل کرسکتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی یا کسی بھی نبی کی توہین کھلا ہوا کفر ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے منصب نبوت کی خود حفاظت فرمائی ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ اجماعی عقیدہ ہے اور اس میں کسی بھی قسم کی کوئی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

آج کل انگلستان کے سب سے بڑے لارڈ پادری صاحب پاکستان آئے ہوتے ہیں اس کو آرچ بشپ آف کنٹربری بھی کہتے ہیں۔ یہ انگلستان میں سب سے بڑا پادری اور عیسائیوں کا سب سے بڑا نمائندہ ہوتا ہے۔ انگلستان کا جو بادشاہ ہے اس کے حلف میں یہ بات شامل ہے کہ I will defend the faith (یعنی میں عقیدہ کا تحفظ کروں گا) اس لئے انگلستان کے بادشاہ کو کہتے ہیں Defender of the faith (یعنی عقیدے کا تحفظ کرنے والا)۔ آرچ بشپ آف کنٹربری چرچ آف انگلینڈ، ذرا اس بات کی وضاحت کردوں کہ چرچ آف انگلینڈ کا ایک علیحدہ

مستقل نظام ہے جو رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ سے ہٹ کر ہے اور شاہ برطانیہ اس کا محافظ ہے۔ آرچ بشپ جو برطانیہ سے پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے ہیں کل ان کا بیان ملک کے اخبارات میں چھپا۔ میں ملک سے باہر اسپین، فرانس، پرتگال، بلجیئم، ہالینڈ وغیرہ کے تبلیغی دورے پر تھا، دو مسجدوں کا وہاں افتتاح کرنا تھا۔ وہاں سے واپس آیا اور دو روز ٹھہر کر سنگاپور چلا گیا۔ سنگاپور میں کانفرنس تھی وہ کانفرنس ختم کر کے کل جب میں وطن واپس آیا تو اخبار میں یہ بیان پڑھا کہ آرچ بشپ آف کنٹری بری چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ نے اسلام آباد میں اپنی تقریر میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ Law of blass phemy میں سزائے موت دی گئی ہے۔ اس سزائے موت میں تخفیف کی جائے سزائے موت کے کوئی معمولی سزا دی جائے۔

Law of blassphemy کیا ہے اس میں سزائے موت کیوں مقرر کی گئی ہے؟ اس کی تفصیل آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور یہ آپ کے علم میں رہنی چاہئے اس لئے کہ بہت بڑی بات ہے کہ عیسائیوں کا ایک رہنما آرچ بشپ پاکستان میں جو ایک اسلامی ملک ہے جس میں بڑی جدو جہد کے بعد اسلام اس ملک کا سرکاری مذہب قرار پایا ہے۔ 1973ء سے پہلے جتنے بھی آئین تھے ان میں اسلام اس ملک کا سرکاری مذہب نہیں تھا۔ نام تو اسلامی جمہوریہ پاکستان تھا اور اس نام کی وجہ سے لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ یہ بات اپنی جگہ بالکل درست تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا لیکن یہ بالکل ایسی بات تھی کہ جیسے بعض لوگ اپنے بیٹے کا نام اقبال مسیح رکھتے ہیں یا جاوید اختر رکھتے ہیں نام تو ہے جاوید اختر چنانچہ یہ نام سن کر آپ شبہ میں پڑ جاتے ہیں کہ مسلمان ہوگا لیکن جب آپ اس سے اس کا مذہب پوچھیں گے تو وہ بتائے گا کہ وہ کرسچین ہے۔

اس زمانے میں قومی اسمبلی میں جب یہی دلائل زیر بحث تھے۔ میں نے قومی اسمبلی میں مطالبہ کیا کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہونا چاہئے تو اس زمانے کے وزیر اعظم اور ان کی پارٹی والے جن کی حکومت تھی وہ میرے اس مطالبے پر بڑے پریشان ہوئے مجھ سے بار بار یہ کہتے تھے کہ مولانا آپ اپنا یہ مطالبہ واپس لیں میں نے کہا نہیں! اس ملک کا سرکاری مذہب

اسلام ہی ہوگا۔تو برسر اقتدار پارٹی نے یہ جواب دیا کہ پاکستان کی تاریخ میں اسلام کبھی بھی سرکاری مذہب نہیں ہوا اور آپ جو مطالبہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ملک کا ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' نام ہونا ہی بس کافی ہے۔تو میں نے اپنی تقریر میں یہی مثال دی کہ بچے کا نام آپ جو چاہیں رکھ دیں لیکن اس کی شناخت بھی ضروری ہے۔

یہ بات بھی آپ کے علم میں ہے کہ امریکن عساکر نے اپنے منافقین کو ساتھ ملا کر ۱۹۹۱ء میں عراق پر حملہ کیا تھا اور عراق کو بظاہر شکست ہوئی۔جب جنگ ختم ہوئی تو بہت سے بے وقوف اور احمق کویتیوں نے اپنے بچوں کا نام ''بش'' رکھا۔غور کیجئے کہ مسلمان کویتیوں نے اپنے بچوں کا نام ''بش'' رکھ دیا۔اس وقت کے اخبارات میں یہ افسوناک خبریں آئیں اور ہم نے اور آپ نے پڑھیں۔اسی طرح ہمارے بہت سے لوگ بے معنی نام رکھ دیتے ہیں جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا۔حالانکہ نام تو اچھے رکھنے چاہئیں۔حضور پُرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھے نام رکھو کیونکہ اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔لہٰذا بے معنی اور لغو ناموں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اپنی مسجد کے خطیب یا عالم یا کسی بزرگ سے پوچھ لیا کریں تا کہ وہ کوئی اچھا نام تجویز کریں جو با معنی بھی ہو تا کہ بچے پر اس کے اچھے اثرات قائم ہوں۔

بہرحال میں نے اس وقت قومی اسمبلی میں کہا کہ محض ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' نام رکھنے سے کچھ نہیں ہوتا ملک کا مذہب کیا ہے وہ بتایئے؟ اسلام اس ملک کا سرکاری مذہب ہونا چاہیے اور یہ باقاعدہ دستور میں لکھا ہونا چاہیے کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔حکومت کا مذہب اسلام ہے اور پاکستان کا مذہب اسلام ہے۔الحمدللہ ہمارا یہ مطالبہ منظور ہوگیا۔

تو میں آپ کو بتا رہا تھا کہ Law of blassphemy کا ترجمہ ہوا۔قانون تھا ناموس رسالت۔اس پر کیا سزا دی جائے۔تقریباً پانچ چھ سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد 1990ء کی پارلیمنٹ سے یہ پاس ہوا کہ اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس یا دیگر انبیاء ومرسلین میں سے کسی بھی نبی کی توہین کا مرتکب ہو تو اس کو سزائے موت ہونی چاہئے۔اس قانون کا نام ہوا Law of blassphemy تو According to the act of

Parliament یعنی پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت "قانون تحفظ ناموس رسالت" نافذ ہوا۔ اب قانون بالکل واضح ہے کہ کوئی بھی شخص خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا اس کا تعلق کسی مذہب سے ہو اگر اس نے کسی بھی نبی برحق کی بے حرمتی کی تو اس کے لئے سزائے موت ہے۔ آپ نے غور فرمایا کہ مسلمانوں نے جو قانون تحفظ ناموس رسالت کا بنایا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی تحفظ دیا گیا ہے تاکہ یہ نہ ہو کہ کوئی عیسائی شکایت کرے کہ آپ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا اور اپنے نبی محترم ﷺ کے لئے تحفظ ناموس رسالت کا قانون بنا دیا اب یہ شکایت نہیں ہو سکتی۔ لیکن بڑے تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ آرچ بشپ عیسائیوں کے نمائندے ہیں ان کو تو اس قانون سے خوش ہونا چاہئے تھا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بھی گستاخی ہو تو اس کے لئے بھی یہی قانون ہے مگر افسوس کہ کل ان کا ایک طویل دو کالمی بیان نشر ہوا۔ انگریزی اخبار میں میں نے پڑھا اور اس کے علاوہ اسلام آباد اور کراچی سے جو اخبار نکلتے ہیں اس میں بھی میں نے پڑھا۔ کیونکہ انگریزی میں ان کی تقریر تھی لہٰذا انگریزی اخبارات میں زیادہ تفصیل آئی ہے۔ مجھے اس بیان پر بڑی حیرت ہے کہ ایک عیسائی ایسا مطالبہ کر رہا ہے بلکہ ان کو تو خوش ہونا چاہئے اور یہ کہنا چاہئے کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ایک مسلمان ملک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت و حرمت کو اس طرح تحفظ دیا گیا کہ ہم عیسائی بھی اتنا تحفظ نہیں کر سکے۔ کیونکہ انگلستان میں کوئی تحفظ نہیں ہے مگر پاکستان میں جہاں حضور اکرم ﷺ کی عزت و حرمت کے تحفظ کا قانون ہے اسی قانون کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عزت و حرمت کا تحفظ بھی موجود ہے۔ عیسائیوں کے ساتھ یہودیوں کو بھی اس قانون پر خوش ہونا چاہئے کہ مسلمانوں نے جو قانون بنایا ہے اپنے پیغمبرؑ کی عزت و حرمت کے ساتھ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی عزت و حرمت کا تحفظ بھی کیا گیا ہے لیکن عیسائیوں کے بڑے رہنما مطالبہ کر رہے ہیں کہ نہیں اس قانون میں جو سزائے موت دی گئی ہے اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ (The death sentence should be abolished) یہ ان کا مطالبہ اور یہ فقرہ تمام اخبارات میں شائع ہوا کہ سزائے موت کو ختم کر دینا چاہیے۔ کتنی حیرت کی

بات ہے۔اب ذرا غور فرمائیں کہ اگر نبی کی عزت وحرمت نہ رہے تو پھر نبی کی کسی بات کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔اس لئے اللہ رب العٰلمین نے قرآن مجید میں خاص طور سے ہدایت فرمائی۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ۝ (سورۃ الاحزاب،٦٩)

(اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری فرما دیا اس بات سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ اللہ کے یہاں آبرو والا ہے)

تم ایسے مت ہو جانا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اُمت میں لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی تم نبی کو اذیت مت دینا ورنہ تم پر بھی وہی رسوائی اور وہی ذلت مسلط ہو جائے گی۔جو یہودیوں پر اس زمانے میں مسلط کی گئی تھی۔یعنی تم حضور اکرم ﷺ کو اذیت مت دینا جس طرح یہودی اپنے پیغمبر کو اذیت دیتے تھے۔اس اذیت کا بھی بڑا عجیب وغریب واقعہ ہے۔یہودیوں (قارون اور اس کے ساتھی) نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی کہ آپ کے جسم پر داغ ہیں آپ کا جسم برص اور کوڑھی ہے جبکہ نبی کا جسم پاک صاف ہوتا ہے۔ نبی کے جسم پر اللہ کے نور کی بارش ہوتی ہے نبی کے جسم سے خوشبو آتی ہے۔ہمارے آقا ومولیٰ حضور اکرم ﷺ سید الانبیاء والمرسلین ہیں۔آپ کے جسم اقدس سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ آپ جس کوچہ و بازار یا گلی سے گزر جاتے تھے کئی کئی روز تک لوگ اس خوشبو کو سونگھ کر کہتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ یہاں سے گزرے ہیں کیونکہ نبی کا جسم انوار الٰہی سے معطر ہوتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کا جو پسینہ شریف نکلتا تھا اس پسینے کو اُم ایمن اور دوسرے بہت سے صحابہ اور صحابیات کسی خاص برتن یا بوتل میں جمع کر کے رکھ لیتے تھے اور پھر کسی خاص موقع پر پسینہ مبارک کو اپنے جسم پر ملتے تھے تو ان کے جسم اور کپڑوں سے مشک وعنبر سے بھی تیز تر خوشبو آتی تھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور پرنور ﷺ اور دیگر انبیاء کو یہ عظمت عطا فرمائی کہ ان کے جسم اقدس سے کوئی چیز مس ہو جائے تو وہ بھی بابرکت ہو جاتی تھی۔ہر نبی معظم ومحترم ہے۔ جملہ انبیاء ومرسلین میں حضور پرنور ﷺ کا مقام ووقار بہت ہی بلند وبالا ہے۔آپ نبیوں میں

سب سے اعلیٰ ہیں اور رسولوں میں سب سے بالا ہیں۔ تو اللہ رب العلمین نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے تکلیف دی خبر دار تم تکلیف نہ دینا۔ یہودیوں کی بدبخت بدنصیب قوم کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر معاذ اللہ زنا کی تہمت بھی لگائی جیسا کہ مفسرین نے اس واقعہ کی تفصیل بیان فرمائی۔ سورہ احزاب میں یہ واقعہ بھی ہے اس کے علاوہ مفسرین نے اور واقعات بھی لکھے ہیں ان ہی میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ قارون نے ایک عورت کو پیسے دیے اور اس کو سکھایا کہ مجمع میں لوگوں کے سامنے یہ کہو کہ میری گود میں جو بچہ ہے یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ شرمناک تہمت اس عورت نے اس وقت لگائی کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ فرما رہے تھے اور لوگوں کو اللہ کے احکام سے آگاہ کر رہے تھے کہ اللہ نے حکم دیا کہ نماز پڑھو۔ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو تو قارون کو زکوٰۃ ادا کرنی نہیں تھی وہ سونے اور چاندی کو جمع کرنا چاہتا تھا۔ زمین کے اندر اس کے خزانے سونے اور چاندی سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ منکر تھا زکوٰۃ نہیں دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ سارا ڈھونگ رچایا تھا۔ تو وہ عورت آپؑ پر تہمت لگا کر کھڑی ہوگئی کہ میری گود میں یہ بچہ حرام کا ہے اور اس کے مرتکب معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ حرام سے بچو۔ اللہ کی نافرمانی نہ کرو اس کے احکام پر عمل کرو اور وہ عورت بار بار لوگوں کو متوجہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین کر رہی ہے۔ جب آپؑ نے یہ صورتحال دیکھی تو اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے چونکہ آپ علیہ السلام برگزیدہ نبی تھے اور اپنی پر جلال آواز میں عورت سے کہا کہ سچ بتا یہ کس کا بیٹا ہے؟ تو وہ عورت فوراً بول پڑی کہ یہ آپ کا بیٹا نہیں ہے۔ میں نے آپؑ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ اس کام کے لئے قارون نے مجھے پیسے دیئے تھے میں آپؑ سے معافی چاہتی ہوں بلاشبہ آپؑ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اس کے بعد قارون پر اللہ کا دردناک عذاب آیا وہ سب کو معلوم ہے میں اس کی تفصیل میں زیادہ جانا نہیں چاہتا ہوں۔ الغرض اس کا خزانہ زمین میں دھنس گیا اور وہ خود بھی زمین میں دھنس گیا اور ختم ہو گیا اس کے محلات بھی ختم ہوئے۔ قرآن مجید میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ ۟ (سورۃ القصص/۸۱)

(تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور پیغمبر برحق پر جھوٹا الزام لگانے کی سزا ضرور ملتی ہے کسی بھی نبی کو اذیت دینے کی سزا انتہائی عبرتناک ہوتی ہے۔ ہر نبی اپنے بلند مرتبہ و مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا ہماری بارگاہ میں یہ مقام ہے۔ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۟ (الاحزاب،۶۹) (اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے اور بڑی وجاہت والے)۔ بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین اور ان کو اذیت دینے کی دردناک سزا ملی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری تنبیہ کے لئے یہ واقعات بیان فرمائے تاکہ ہم اس سے عبرت اور سبق حاصل کریں۔

اسی طرح عیسائیوں کا بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بڑا شرمناک نظریہ ہے اور ان کی جعلی کتابوں میں یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) طوائفوں سے سر میں تیل ملواتے تھے۔ استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے لیکن بہرحال عیسائیوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ عیسائی اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام طوائفوں کو ان کی اصلاح کے لئے بلواتے تھے۔ معاذ اللہ توبہ توبہ استغفر اللہ کسی بھی نبی کے بارے میں مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا کہ غیر محرم عورت نبی کے جسم کو ہاتھ لگائے۔ اللہ کے محبوب حضور اکرم ﷺ کے متعلق اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا۔ ما مست ید رسول اللہ ﷺ ید امراۃ۔الخ

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی بھی غیر محرم عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔"

(مسند امام احمد ج/۷ ص/۲۲۱)

گویا غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا بھی حرام ہے۔ آج کل یہ جاہلانہ رواج عام سا ہوگیا ہے کہ غیر محرم عورتوں سے بعض لوگ مصافحہ کرتے ہیں اور فعل حرام کے مرتکب ہوتے ہیں۔ غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا، جسم سے جسم ملانا حرام ہے اور مسلمانوں کو اس فعل حرام سے بچنا چاہئے۔

یورپ اور افریقہ وغیرہ میں یہ رواج عام ہے۔ میں ایک تقریب میں انہیں مسائل پر روشنی ڈال رہا تھا اور اس کی خرابیاں بھی بیان کر رہا تھا، تقریب کے بعد سوال و جواب کا تھوڑا سا وقت دیا جاتا ہے کہ اگر کسی صاحب کو کسی مسئلہ کی وضاحت چاہیے تو سوال کرے۔ اس تقریب میں ایک انگریز کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں سوال پوچھنا چاہتا ہوں میں نے کہا ضرور پوچھیں (It's my pleasure) بڑی خوشی کی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کوئی عورت بھی مرد سے ہاتھ ملائے تو کیا فرق پڑتا ہے؟ ایک ہی بات ہے۔ تو میں نے کہا کہ دیکھیں عورت اور مرد میں فرق ہے There is difference between male and female sex اور جب عورت اور مرد میں فرق ہے تو مرد سے مصافحہ کرنے میں جذبات الگ ہوتے ہیں اور عورت کے ساتھ ہاتھ ملانے میں جذبات مختلف ہوتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ پھر میں نے کہا کہ اس کو یوں سمجھئے۔ اگر میں کہوں کہ لیموں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے تو آپ کیا محسوس کریں گے What do you feel about it? اب وہ خاموش ہو گئے تو میں نے کہا کہ جب میں نے آپ سے پوچھا کہ لیموں کا ذائقہ کیسا ہوتا ہے؟ تو آپ کے منہ میں پانی آیا کہ نہیں۔ وہ کہنے لگے کہ پانی تو آ گیا۔ میں نے کہا کہ اگر میں آپ کے سامنے ٹماٹر کا نام لوں تو منہ میں پانی نہیں آئے گا کیلا یا سیب کا نام لوں گا تو پانی نہیں آئے گا لیکن لیموں کا نام لیتے ہی پانی بھر آئے گا اور جب کوئی آپ سے یہ کہے کہ فلانی عورت بہت خوبصورت ہے اور اس کا خوبصورت جسم بہت نرم و نازک ہے تو آپ کی خواہشات ابھریں گی یا نہیں؟ تب انہوں نے اعتراف کیا۔ میں نے کہا کہ بات اصل میں یہی ہے عورت کا تصور آتے ہی شیطان شہوانی جذبات کو بھڑکاتا ہے۔ اسی لئے اللہ کے حبیب ﷺ نے مردوں کو غیر محرم عورتوں سے دور رہنے حتیٰ کہ ان کو دیکھنے سے بھی منع فرمایا ہے چونکہ یہی راستہ ہے جس سے انسان بے حیائی، فحاشی اور زنا کاری کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اسلام نے فطری تقاضوں کے مطابق غیر محرم عورتوں سے مردوں کو دور رہنے کا حکم دیا۔ اسلام نے زنا کو حرام کیا اور اس کے تمام راستوں کو بھی بند کر دیا۔ بشری تقاضوں کے مطابق نکاح کا حکم دیا جس کے بعد اپنی منکوحہ سے یہ تمام چیزیں جائز ہیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی شخص عدل وانصاف کی استطاعت رکھتا ہے تو وہ دو یا تین حتیٰ کہ چار نکاح بھی کر سکتا ہے۔ بہرحال یہ بات تو درمیان میں آ گئی جس کی میں نے مختصر وضاحت کر دی۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی ذات کی حفاظت فرمائی اور ان کی بارگاہ میں آنے اور بیٹھنے کے آداب بھی مقرر فرمائے۔ ذرا غور فرمائیں کہ کتنی عجیب وغریب بات ہے قرآن پاک میں ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ جب اللہ کے رسول تمہیں کھانا کھانے کے لئے بلائیں تو جیسے ہی کھانا ختم ہو جائے باہر آ جاؤ زیادہ دیر مت ٹھہرو کیونکہ ہمارے نبی کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ رب العالمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ (الاحزاب، ۵۳)

ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔

تو گویا قرآن ہمیں دربار مصطفی ﷺ کے آداب سکھا رہا ہے گھر میں داخل ہونے، بیٹھنے اور ٹھہرنے کے آداب بتا رہا ہے تاکہ قیامت تک امت یہ پڑھتی رہے اور یاد بھی رکھے کہ رسول کا مقام اتنا بلند ہے۔ تو ان کے گھر میں اتنا نہ بیٹھو کہ ان کو تکلیف ہو اگر یہ باتیں حضور ﷺ خود بیان فرماتے اہل ایمان تو بہرحال اس کا انکار نہیں کرتے لیکن بعض بدعقیدہ لوگ یہ کہتے کہ ہاں یہ حدیث میں ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے وغیرہ وغیرہ۔ جیسا آج کل عام رواج پڑ گیا ہے فوراً کہہ دیتے ہیں کہ صاحب بخاری میں تو نہیں ہے اس لئے کہ ترجمے چھپ گئے ہیں۔ بخاری بغل میں دبائے پھرتے ہیں کوئی حدیث ان کے سامنے بیان کی جائے تو کہہ دیں گے بخاری میں نہیں کیونکہ اپنی کم علمی کی بنیاد پر وہ حضرات ہر مرض کی دوا بخاری میں تلاش کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ

ہے عشق محمد ﷺ کے جو پڑھتے ہیں بخاری آتا ہے بخار ان کو بخاری نہیں آتی

شاید بے چارے یہ سمجھتے ہوں گے کہ بخاری شریف کے علاوہ حدیث کی کوئی کتاب

نہیں ہے جبکہ بخاری شریف کے علاوہ بے شمار احادیث صحیحہ کی کتابیں موجود ہیں۔ صحیح مسلم، ترمذی شریف، ابو داؤد شریف وغیرہ، امام نسائی بھی اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے اور بھی بڑے جلیل القدر محدثین کرام گزرے ہیں اور احادیث کے بے شمار شارحین گزرے ہیں جنہوں نے بڑی ایمان افروز شرحیں کی ہیں۔ ہر محدث نے احادیث کی اقسام کو بھی بیان کر دیا۔ ضعیف، قوی، حسن، غریب، مرسل، مشہور، متواتر اور اس کے لئے باقاعدہ اسماء الرجال کا پورا فن ایجاد ہوگیا جو دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے۔ وہ طبقہ جنہوں نے باقاعدہ محدثین کے حالات تحقیقی انداز میں بیان فرمائے کہ یہ کون تھے کیسے تھے سچ بولنے والے تھے یا نہیں اور اس کی تمام وضاحتیں اسماء الرجال کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اس ضمن میں امام بخاری علیہ الرحمہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک محدث کی خدمت میں پہنچے ان سے ایک حدیث معلوم کرنی تھی اور اس کے لئے ایک طویل سفر کی تکلیف برداشت کی کیونکہ اس زمانے میں ریل، ہوائی جہاز، کاریں وغیرہ تو تھی نہیں آپ اندازہ کر سکتے ہیں اس زمانہ کا سفر کتنا مشکل تھا۔ بہرحال امام صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ امام صاحب نے عرض کیا کہ میں آپ سے فلاں مسئلے کے سلسلہ میں ایک حدیث سننے کے لئے آیا ہوں آپ کے پاس اس مسئلے میں کوئی حدیث ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں موجود ہے۔ اس وقت وہ صاحب گھوڑے کو گھاس کھلانے کے بجائے اس کو جھانسا دے کر بلا رہے تھے۔ امام صاحب نے جب یہ دیکھا تو ان سے کہا کہ حضور گھاس تو ہے نہیں اور آپ اس کو اس طرح بلا رہے ہیں کہ جیسے آپ گھاس یا چارہ کھلائیں گے تو انہوں نے کہا کہ ہاں میں اس کو ایسے ہی بلا رہا ہوں گھاس وغیرہ اس کو نہیں دینی۔ تو امام صاحب نے کہا، حضور میں اجازت چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا آپ تو حدیث سننے آئے تھے لیکن آپ وہاں سے چلے آئے اور حدیث نہیں سنی۔ بعد میں لوگوں نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ نے اتنا طویل سفر کیا اور حدیث سنے بغیر واپس آ گئے تو آپ نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے وہ صاحب جانور کو دھوکہ دے رہے تھے اور جانور کو دھوکہ دینے والے سے میں حدیث نہیں سننا چاہتا تھا اور نہ ہی ایسے آدمی کی حدیث بیان کرنا چاہتا

ہوں۔غور کیجئے کہ محدثین کرام کی جماعت کتنی محتاط تھی اور جب امام بخاری علیہ الرحمۃ حدیث شریف لکھنے بیٹھتے تو وضو کرتے پھر دو رکعت نفل ادا فرماتے اور پھر حدیث لکھتے اور بیان فرماتے۔ یہ امام صاحب کا ہمیشہ کا معمول تھا۔

جبکہ آج کل لوگوں نے معمول بنالیا ہے کہ جس حدیث کا چاہتے ہیں بے دھڑک انکار کر دیتے ہیں، نہیں جی! یہ بخاری میں نہیں ہے، مسلم میں نہیں ہے، ابو داؤد میں نہیں ہے۔ لاپرواہی اور بے احتیاطی کا یہ عالم ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے حدیث کا انکار کر دیتا ہے۔تو اللہ رب العالمین جل جلالہ نے قرآن مجید فرقان حمید میں اپنے حبیب ﷺ کے آداب کو بیان کر دیا تاکہ کسی انکار کی گنجائش نہ رہے۔حدیث کے سلسلے میں تو وہ کہہ سکتا تھا کہ ضعیف ہوگی لیکن جو کچھ قرآن میں ہے اس کا انکار کیسے کرے گا قرآن کا انکار کفر ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے مخالفین کی زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دی اور اہل ایمان کو یہ بتا دیا کہ فرش زمین پر میرے محبوب کا وہ دربار ہے جس کے آداب خود میں نے بنائے ہیں۔

قرآن عظیم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم اور ان کے آداب کا بیان فرمایا۔ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ جب تم حضور اکرم ﷺ کے دروازے پر پہنچو آواز مت دو۔ اللہ اکبر! کیا ادب ہے۔بھئی اگر آواز نہیں دی تو چلو کھٹکا کریں ظاہر ہے اس زمانے میں آواز دیتے تھے یا کھٹکا کیا کرتے تھے۔کیونکہ آواز یا کھٹکے سے آرام میں خلل پڑ سکتا ہے۔ لہٰذا فرمایا خاموش رہو اور انتظار کرو۔رسول اللہ ﷺ جب کرم فرمائیں گے تو تشریف لے آئیں گے۔اللہ رب العالمین جل جلالہ عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ (الحجرات،۴)

بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

اب ذرا غور فرمائیے! آپ گھر میں موجود ہوں، کوئی آدمی باہر سے آپ کو آواز دے تو یہ کوئی غلط بات نہیں ہے اور نہ ہی آپ یہ کہیں گے کہ بے وقوف ہو آواز کیوں دیتے ہو۔

لیکن مقام ادب رسول ﷺ دیکھئے ! فرمایا بے وقوف خبردار! آواز مت دینا اس لئے کہ آواز دینے سے تکلیف پہنچ سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے آرام میں خلل آ سکتا ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا قلب اطہر ہمہ وقت اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

حضور پُرنور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ میرا وقت ہے وہ وقت خاص اللہ کے ساتھ میرا ایسا ہے کہ اس وقت میں کسی نبی و رسول اور فرشتہ کے وہاں آنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔" تو ایسے وقت خاص میں کسی نے آواز دی تو بے ادبی ہے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچی لہٰذا خبردار آواز مت دینا خاموش بیٹھے رہو۔ اور یہ بھی نہ سمجھنا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے آنے سے بے خبر ہیں۔ ارے بے وقوف! جو اللہ سے ہر وقت باخبر ہے وہ تم سے کیسے بے خبر ہو سکتا ہے۔ اس لئے آواز دینے کی ضرورت نہیں۔ بس ادب سے بیٹھے رہو، انتظار کرو، جب بھی کرم فرمائیں گے تشریف لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے دربار میں حاضری کے آداب قرآن کریم میں بیان کر دیئے۔ اب قرآن کا کیسے انکار کرو گے۔ جو کرے گا تو بے وقوف ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور قیامت میں مجرمین کی صف میں شامل ہوگا۔ اللہ رب العالمین نے حضور اکرم ﷺ کے مرتبہ کو تحفظ دے دیا ہے۔ خبردار! اللہ تبارک و تعالیٰ کی شیطان پر لعنت ہے اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ دیکھئے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ (آل عمران، ۹۷)

"جو بیت اللہ شریف میں داخل ہو گیا اس کو امن مل گیا۔" یعنی بیت اللہ شریف جو ہے امن کی جگہ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ (البقرہ، ۱۲۵)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا۔

مسجد حرام امن کی جگہ ہے، ومن دخلہ اور جو اس میں داخل ہو گیا اس کو امن مل گیا

یعنی اس کو مار نہیں سکتے۔ اگر کوئی جرم کرنے کے بعد کعبۃ اللہ شریف میں گھسا تو اب انتظار کریں گے کہ وہ باہر آئے، ظاہر ہے باہر تو اس کو ایک نہ ایک دن آنا ہی پڑے گا جب باہر آئے گا تو پکڑ لو لیکن جو داخل ہو گیا اس کو امن مل گیا۔ اب دیکھئے رمضان المبارک میں حضور پُر نور ﷺ کے عہد میں مکہ فتح ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے لشکر کے ساتھ مکہ شریف میں داخل ہو گئے، اونٹنی مبارکہ پر سوار تھے، گردن شریف جھکی ہوئی تھی، بڑے عجز و نیاز کے ساتھ حضور ﷺ مکہ شہر میں داخل ہو رہے تھے تو حضور ﷺ نے داخل ہوتے ہی ارشاد فرمایا۔ خبردار! جو شخص بھی اپنے گھر میں ہے اس کو امن ہے۔ ابوسفیان کے گھر میں جو چلا گیا اس کو بھی امان ہے۔ آج جن لوگوں کو امان دی جا رہی ہے مکہ شریف والے تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو بڑی اذیتیں دی تھیں اور بڑی تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کو بہت تنگ کیا تھا لیکن فرمایا: خبردار! انتقام نہیں لینا مسلمان انتقام نہیں لیتا بلکہ مسلمان رحم دل ہوتا ہے۔

شفاء شریف میں یہ واقعہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ وہ جو فلاں شخص آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا تھا مکہ شہر میں موجود ہے فرمایا: تلاش کرو۔ بتایا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس نے کعبۃ اللہ شریف کے غلاف کے اندر پناہ لے رکھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے قتل کر دو، چھوڑو نہیں، گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ گستاخ رسول کی توبہ قبول نہیں ہے یعنی حضور پُر نور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے مرتد ہے اس کی توبہ قبول نہیں ہو گی واجب القتل ہے۔ یہ قانون یعنی Law of blassphemy یہاں موجود ہے اور آرچ بشپ صاحب نے اس کو ختم کرنے کا مطالبہ کر کے بہت غلط بیان دیا ہے۔ اس قانون سے تو جہاں حضور پُر نور ﷺ کے مرتبہ کا تحفظ ہے وہاں دیگر تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی عزت و حرمت کا تحفظ بھی کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے ہم مسلمان تمام انبیاء و مرسلین کی قدر و منزلت کرتے ہیں اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ اس قانون کو یا اس قانون کے تحت مقرر کردہ سزائے موت کو ختم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ کی عزت نہ ہو۔ جبکہ بات اصل میں یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ سے دشمنی ہے۔ وہ یہ چاہتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و حرمت کے سلسلہ میں اگر قانون تحفظ ناموس رسالت میں سزائے موت ختم ہو جائے یا کم ہو جائے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کا موقع مل جائے گا اور یہ ان کو معلوم ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہیں کرے گا تو اصل میں وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کے لئے جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

آرچ بشپ نے جو یہ مطالبہ کیا ہے ہم مسلمان اس کی مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے بھی کہتے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں بہت ہوشیار رہے اور عیسائیوں کی اس سازش کو ناکام بنائے اور اگر حکومت عیسائیوں کے ہاتھوں میں کھیلی اور اس قانون میں کسی قسم کی ترمیم کی تو خود مسلمان دین اور مذہب کے مطابق اس سزا کو نافذ کر دیں گے۔ اگر حکومت اس کو چھوڑ دے گی تو ظاہر ہے مسلمان تو اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ ویسے حکومتیں جو ہیں زیادہ تر ان کی خواہش یہ رہی ہے کہ کسی طرح سے عیسائیوں کو خوش کرو، یہودیوں کو خوش کرو، مغرب کو خوش کرو، کوئی بات ایسی نہ کرو کہ جس سے عیسائی، یہودی اور مغربی اقوام ناراض ہو جائیں۔ اس کی وجہ ایمان کی کمزوری ہے۔ اگر ایمان مضبوط ہو حکومت کا اور وہ یہ سمجھے کہ عیسائی ناراض ہو رہے ہیں تو ہو جائیں، یہودی ناراض ہو رہے ہیں ہو جائیں بس اللہ ناراض نہ ہو۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ جتنے بھی حکمران اب تک آئے ان میں زیادہ تر حکمرانوں کی یہ خواہش رہی کہ امریکہ خوش ہو جائے۔ مغربی اقوام خوش ہو جائیں اور ہمارے متعلق یہ تصور کر لیں کہ ہم لبرل ہیں۔ لبرل کا مطلب ہے کھچڑی یعنی آدھا تیتر آدھا بیٹر۔ یعنی آدھے مسلم آدھے عیسائی ہیں آدھے مسلمان ہیں اور آدھے یہودی ہیں۔ یہ آپ نے دیکھا کہ پاکستان ٹیلی ویژن پر مسلمانوں کی ثقافت تو کم نظر آتی ہے جبکہ زیادہ تر ہندوؤں کی ثقافت، عیسائیوں کی ثقافت نظر آتی ہے مثلاً یہ ناچنا گانا، یہ جو مسلمان خواتین ٹیلی ویژن پر ناچتی ہیں اور گاتی ہیں حرام ہے اور یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے جو بے حیائی اور فحاشی پھیلائی جارہی ہے اسلامی تہذیب میں تو مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو ٹیلی ویژن پر نچوانے والے اور مسلمانوں کی بیٹیوں میں ہندو، عیسائی اور یہودی کلچر کو فروغ دینے والے اور ناچنے کی ٹریننگ دینے والے، یہ عذاب الٰہی کو دعوت

دے رہے ہیں۔ یہ مسلمانوں کا کلچر نہیں ہے۔نام مسلمانوں کا رکھا ہوا ہے باقی سب کام غیروں ہی کے کرتے ہیں تاکہ ان کی نظروں میں مقبولیت ہو اور کہہ سکیں کہ ہم Fundamantism نہیں ہیں یعنی بنیاد پرست نہیں۔گویا اسلام کی بنیادوں پر کوئی خاص یقین نہیں رکھتے بس جیسا دیس ہو ویسا بھیس بنالیتے ہیں۔قوم کی بہو بیٹیوں کو ٹی وی پر نچوانے والے اور ان کو مغربی تہذب میں ڈھال کر Prostitute بنانے والے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتے ہیں۔

حضور پُرنور ﷺ کی عزت وحرمت کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور علماء فرماتے ہیں اور صاحب شفاء شریف نے ان مسائل پر بڑی تفصیل سے بحث کی ہے۔لہٰذا اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین معمولی سے تھے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد) یا پھٹے پرانے تھے، معمولی سے تھے توبہ توبہ، شریفین کہنا چاہیے تو ارشاد فرمایا: کسی نے تحقیر آمیز لفظ نعلین شریفین کے متعلق استعمال کیا تو وہ بھی کافر ہوگیا۔اگر کسی نے حضور ﷺ کی پسند پر اپنی پسند کو ترجیح دی اس نے رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک کو تکلیف پہنچائی۔خبردار ایسا نہ کرنا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۱﴾ (التوبہ،۶۱)

(اور جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے)

یعنی اللہ اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت فرما رہا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پُرنور ﷺ کی عزت وحرمت کا محافظ ہے۔اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کے دامن اطہر کو داغدار کرنے کی کوشش کی تو دنیا میں بھی اس کا انجام بُرا ہے اور آخرت میں عذاب الیم اس کا مقدر ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پُرنور ﷺ کی عزت اور ادب واحترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

قرآن کریم میں تذکرۂ انبیاء علیہم السلام
حضرت یونس علیہ السلام

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ لاَ شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَلَّذِيْ اُرْسِلَ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلاً كَرِيْمًا هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

يَارَبِّ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمٖ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ شَانِ حَبِيْبِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْاَنْوَرِ۔

صلوةً و سلاماً علیك یا رسول اللہ

و سلم علیك یا سیّدی یا حبیب اللہ

گزشتہ درس قرآن میں ہم نے مسجد قبا اور ہجرت مصطفیٰ ﷺ کا تذکرہ کیا تھا۔ آج کی

اس نشست میں قرآن پاک کی جو آیات بنیات ہم پڑھیں گے ان میں اللہ رب العزت نے ذکر کیا ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ قرآن پاک میں اللہ رب العالمین نے انبیائے کرامؑ کا بڑی خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا تاکہ ان کے خوب صورت کردار اور ان کے پاکیزہ اخلاق کا تذکرہ ہو جائے تاکہ انبیاء کرامؑ کی عظمت واضح ہو جائے کیونکہ بنی اسرائیل نے انبیائے کرام کی سیرت کو بڑے گھناؤنے انداز میں پیش کیا تھا تو اللہ رب العزت نے انبیائے کرامؑ کی عظمت بزرگی کو بیان فرمایا اور بنی اسرائیل کی تردید بھی فرمائی۔ چنانچہ اللہ پاک نے حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ (الصافات، ۱۴۳) پس اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتے حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کافی طویل تھی تقریباً ایک ہزار سال سے بھی ان کی عمر زائد تھی۔ عراق کی ایک بستی نینوا اللہ تعالیٰ نے اہل نینوا کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کا مزار مبارک عراق میں آج بھی موجود ہے اور اس کی زیارت بھی ہوتی ہے۔ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام قوم کو دعوت حق دیتے اور قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کی دعوت پر کوئی توجہ نہ دی تو حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ کے حضور عرض کی کہ یہ عذاب میں مبتلا ہو جائیں اور ظاہر ہے جب نبی کے ہاتھ اٹھ جائیں تو اللہ اس دعا کو قبول فرماتا ہے۔ دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا اور آپؑ اپنی اہلیہ اور چھوٹے بچوں کو لے کر وہاں سے چلے گئے تو قوم نے دیکھا ان پر اندھیرا چھا گیا اور وہ سمجھ گئے واقعی ہم نے اللہ کے نبی کی نافرمانی کی تھی تو انہوں نے باہم مل کر مشورہ کیا کہ بھئی اب حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام تو تشریف لے گئے اب ہم کیا کریں۔ تو طے یہ پایا کہ ہم اجتماعی توبہ کریں ورنہ تو عذاب الٰہی سے ہم تباہ ہو جائیں گے چنانچہ وہ سب اپنی بستی سے نکل کر جنگل میں آ گئے۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ لیا اور عورتوں کو بھی لے آئے اور گڑگڑا کر آنسو بہا کر اللہ سے معافی مانگنے لگے۔ تو سبحان اللہ اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور وہ عذاب رحمت الٰہی میں تبدیل ہو گیا تو پہلی بات تو یہ ہے عذاب الٰہی آتا ہے قوموں پر عذاب آتا ہے لیکن اگر قوم توبہ کرنے کے لئے عاجزی

سے اللہ کے حضور حاضر ہو جائے تو جس رب نے عذاب بھیجا ہے وہ عذاب کو رحمت میں تبدیل بھی فرما دیتا ہے۔ اس لئے اللہ پاک نے قرآن کریم میں بار بار توبہ کا ذکر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (البقرہ، ۲۲۲) اللہ توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی گناہ ہے اب دیکھیں عذاب ان کے قریب تھا لیکن جب ان کے مرد بچے عورتیں سب توبہ کرنے کے لئے اللہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ کی رحمت ان کی طرف متوجہ ہوئی فرمایا وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف، ۱۵۶) بے شک میری رحمت ہر شے سے وسیع ہے۔ اے اللہ! تیری رحمت کے سامنے ہمارے گناہوں کی کوئی حیثیت نہیں اور فرمایا اللہ کی رحمت سے تو کافر ناامید ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عقیدہ راسخ ہونا چاہیے کہ اللہ کی رحمت میری طرف ضرور متوجہ ہو گی۔

اور فرمایا یتقرب الی عبدی بالنوافل بندہ نوافل کے ذریعے میری قربت حاصل کرتا ہے تو میری رحمت اس کی آنکھیں، اس کی قوت سماعت بن جاتی ہے اور یہ یقین ہو کہ اللہ کے دربار میں فضل ہی فضل ہے تو اللہ کی رحمت پر یقین بڑا ضروری ہے اور ظاہر ہے جب اللہ متوجہ ہوتا ہے تو اللہ معاف بھی فرماتا ہے۔ توبہ کرنے والوں کو محبوب بھی بنا لیتا ہے تو اس قوم پر عذاب ٹل گیا حالانکہ اگرچہ انہوں نے اللہ کے نبی کی تکذیب کی تھی۔ حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو گئے تشریف لے گئے اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر میں تشریف لائے مچھلی نے ان کو نگل لیا اب مچھلی کے پیٹ میں بڑا اندھیرا تھا لیکن اللہ کے نبی مرے نہیں محفوظ رہے اللہ بتا دینا چاہتا ہے کہ اگر قوم کی توبہ اللہ نے قبول فرمائی تو حضرت یونس علیہ السلام کو بچانا چاہے تو مچھلی کے پیٹ میں بھی ان کی حفاظت فرماتا ہے۔ مچھلی بہت بڑی تھی سمندر کی تہہ میں چلی گئی تو مچھلی کے پیٹ میں اندھیرا ہو گا قبر میں اندھیرا ہوتا ہے۔ ہم سے تو آج اندھیرا برداشت نہیں ہوتا تھوڑی دیر لائٹ (بجلی) چلی جائے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قبر میں بجلی نہیں ہو گی یہ دنیا کی روشنی نہیں ہو گی۔ لیکن ہر قبر میں اندھیرا نہیں ہوتا وہاں اجالا بھی ہوتا ہے اور وہ اجالا یہ الیکٹرسٹی کا نہیں بلکہ وہاں قبر میں اجالا حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کا

ہوگا جن کا نوری تعلق ہوگا ان کی قبر میں نور ہوگا تو حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کی پیٹ میں سمندر کی آخری تہہ میں اپنے رب کو پکارا اللہ فرماتا ہے ہم نے ان کی فریاد کو سنا "سمندر کی تہہ میں فریاد کرتے رہے اللہ عرش بریں پہ سنتا رہا۔" معلوم ہوا کوئی بھی جہاں ہو کہیں ہو اللہ ضرور سنتا ہے۔حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (الانبیاء،۸۷)

اے اللہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں اور پاک ہے تیری ذات میں نے اپنی جان پہ ظلم کیا۔

پیغمبر تو معصوم ہوتے ہیں لیکن پھر بھی اعتراف کر رہے ہیں۔ یہ اصل میں امت کی تعلیم کے لئے ہے۔اے اللہ! زیادتی کو خطا کو معاف فرما۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

(قبلہ نورانی صاحب پڑھتے پڑھتے آب دیدہ ہو کر رونے لگے)

فرشتوں نے عرض کی مالک اتنی پیاری دعا اتنی عظیم تسبیح یہ کون ہیں؟

فرمایا ہمارے نبی حضرت یونس علیہ السلام۔

تو فرمایا:

فاستجبنا له من الغم

ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور غم سے انہیں نجات دی۔

اور پھر بشارت دی اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو

اسی طرح دل جمعی کے ساتھ مخلص ہو کر اگر دعا کرے گا تو اے محبوب

كذلك ننجي المؤمنين۔ (الانبیاء۸۸۔۸۷)

ہم آپ کی امت کو بھی اسی طرح نجات دیں گے۔

سبحان اللہ یہ اللہ کا کتنا بڑا کرم اور کتنی بڑی خوشخبری ہے ایمان والوں کے لئے۔

اور اللہ رب العالمین ہم سب کو توبہ اور اخلاص کے ساتھ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اسلام اور سیاست

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ہَادِیَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَہُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلاً کَرِیْمًا ہُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ہَوْلٍ مِّنَ الْاَہْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کا احسان اور فضل و کرم ہے کہ ہم یہاں اکٹھے

ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اور آپ کی حاضری قبول فرمائے نیز جو کچھ بیان کیا گیا جائے اور کیا جائے اس پر آپ کو اور مجھ گنہگار کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ میں بہت عرصے کے بعد کامونکی آیا ہوں۔ آپ سب بھائیوں نے جس محبت اور اخلاص کے ساتھ میرا استقبال فرمایا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی بہترین جزائے خیر آپ کو عطاء فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے کہ میں اور آپ پاکستان جیسے ایک مسلم ملک میں رہ رہے ہیں جو ایسا مسلمان ملک ہے جس کا قیام رمضان المبارک کی ۲۶ تاریخ اور ۲۷ شب کو عمل میں آیا۔

پاکستان اللہ تبارک وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو برصغیر کے مسلمانوں کو اللہ جل جلالہ نے حضور پرنور ﷺ کے صدقے میں عطا فرمائی۔ اللہ کی طرف سے ہمارے لئے یہ بہت بڑا احسان واکرام اور انعام ہے اس نعمت کا اللہ کے حضور جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

پاکستان کو قائم ہوئے ۴۵ سال گزر گئے۔ اس سے پہلے نو سو سال تک برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت رہی اور عرب کی سرزمین پر چودہ سو سال مسلمانوں نے حکومت کی۔

اسلام کی آمد سے قبل عرب میں عہد جاہلیت تھا۔ ایک جہلی معاشرہ جہلی معاشرہ سے مراد یہ ہے کہ لاقانونیت کا دور دورہ تھا۔ اسلام نہیں۔ کفر وشرک تھا، لوٹ مار، قتل و غارت گری، اغوائ، حرام خوری، شراب نوشی، بدکرداری اور زنا کا چلن عام تھا۔ عرب کے اس معاشرے میں یہ سب چیزیں مادر پدر آزاد تھیں۔ کسی پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ عرب کے اس ماحول میں معمولی سے معمولی باتوں پر انسانوں کو قتل کر دینا اور پھر اس قتل کے انتقام میں نسل درنسل برس ہا برس لڑائی لڑتے رہنا ان کا معمول بن چکا تھا۔

جاہلیت کے اس معاشرے میں سو سو عورتوں کو گھر میں رکھنا ایک عام سی بات تھی، جس سردار کے گھر جتنی زیادہ عورتیں ہوتیں، وہ اتنا بڑا آدمی کہلاتا تھا۔ بت پرستی عام تھی۔ کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے اور لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ بے حیائی اتنی عام تھی کہ عورتیں خانہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر کیا کرتی تھیں۔ گویا بے حیائی عریانیت فحاشی اور بدکرداری عام تھی۔ جہلی معاشرے کا یہ مختصر نقشہ جو تاریخ کی کتابوں میں نظر آتا ہے۔

ایسے بگڑے ہوئے جاہلیت کے معاشرے کو بدلنا بہت مشکل کام تھا لیکن میرے اور آپ کے آقا حضور پُرنور ﷺ نے اس معاشرے کو تبلیغ حکمت اور پیغمبرانہ بصیرت سے کام لے کر بدل دیا اور ایسا بدل دیا کہ زمانہ جاہلیت کے نشانات یکسر مٹ گئے۔

آج آپ اور میں جس ماحول میں رہ رہے ہیں۔ یہ ماحول اسلام سے قبل کے عہد جاہلیت کا نقشہ تو پیش نہیں کرتا اور الحمد للہ یہاں مشرکین بھی نہیں رہتے اور اس معاشرے میں شراب، جوا، بدی اور زنا اس طرح عام بھی نہیں جس طرح اس سوسائٹی میں تھا لیکن اس معاشرے میں اس جیسی برائیاں ضرور ہیں جن کی اصلاح ہمارے فرائض میں داخل ہیں اگرچہ ان برائیوں کو حسنات میں تبدیل کرنا بڑا مشکل کام ہے لیکن جدوجہد کے نتائج ضرور نکلتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ پاکستان کو قائم ہوئے 45 سال گزر گئے ہیں لیکن ہم بارہا اصلاح کی کوششوں کے باوجود خاطر خواہ کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔ دیکھو اس سوسائٹی کی جانب جس میں لوگ عیب کو عیب خیال نہیں کرتے تھے۔ لیکن جب حضور پُرنور سید العالمین ﷺ نے اخلاق اخلاص علم اور تبلیغ کے ذریعے سے اصلاحی جدوجہد کی تو اس سوسائٹی میں کتنا بڑا عظیم انقلاب آیا۔

وہ انقلاب جس نے اس جنگلی معاشرے میں سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے انسانوں کو نکال کر کندن بنا دیا۔ حضور اکرم ﷺ کی نگاہ کرم کا صدقہ تھا کہ یہ جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم مجسمہ نور بن گئے۔ نبی رحمت ﷺ کی تربیت کا اثر تھا کہ صحابہؓ جاہلیت کے اس معاشرے میں اندھیروں کو دور کرنے کے لئے نور کی قندیل بن گئے۔

موجودہ دور کے بعض نام نہاد مفکرین کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے بہت سارے انبیاء علیہم السلام ناکام ہو گئے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس لئے کامیاب ہوئے کہ صحابہؓ ان کے مشیر تھے۔ اگر ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ عنہم اجمعین نہ ملتے تو (معاذ اللہ) آپ ﷺ بھی اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوتے بلکہ پہلے نبیوں کی طرح ناکام ہو جاتے۔ توبہ! توبہ! استغفر اللہ۔

حقیقت یہ ہے کہ عصر حاضر میں بہت سے لوگ چھوٹی موٹی کتابیں پڑھ کر مفکر بن جاتے ہیں ان نام نہاد مفکرین کی پاکستان میں بہتات ہوگئی ہے۔ یہی لوگ ہیں جو نت نئے نئے فتنے پیدا کر رہے ہیں۔

بتائیے! اگر ان نام نہاد مفکروں کی بات مانی جائے تو پتہ چلے گا کہ حضور اکرم ﷺ کی کامیابی کا سبب دراصل ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ یہ فتنہ پرور یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی تو کوئی خصوصیت نہیں تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کے صحابہؓ میں یہ خصوصیت تھی کہ آپؐ کا مشن صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی وجہ سے کامیاب ہوا۔

دیکھو! یہ کتنی غلط، اوچھی اور بودی تعبیر ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے محتاج نہیں تھے۔ آپ ﷺ اپنے مشن کی تکمیل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے محتاج نہیں تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان تو یہ تھی کہ وہ ایک تاجر تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک پہلوان تھے۔ معزز قبیلے کے تھے اور مکہ میں ان کی شہرت تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ کے ایک مشہور تاجر تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک صاجزادے تھے جیسے مکے میں اور بھی صاجزادے تھے۔ ان تمام صحابہؓ کی انفرادی اہمیت صرف اپنے خاندان اور شہر میں تھی لیکن حضور پرنور سید العالمین ﷺ اپنے مشن کی تکمیل میں ان کے محتاج نہیں تھے۔ یہ تو حضور اکرم ﷺ کا کرم ہے کہ آپؐ کی نسبت سے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو مقام بلند نصیب ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف ابو بکر تھے لیکن دربار مصطفیٰؐ میں پہنچے تو نگاہ رسول ﷺ نے ان کو صدیق اکبرؓ بنا دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صرف عمر تھے لیکن دربار مصطفوی ﷺ سے وابستہ ہوئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بن گئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب حضور رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوئے تو صرف عثمان تھے لیکن نگاہ مصطفی ﷺ نے غنی کر دیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ صرف علی تھے لیکن دامن رسول ﷺ سے وابستہ ہوئے تو ولی بن گئے۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم کی یہ وہ جماعت تھی جو حضور اکرم ﷺ کے مکتب میں تیار ہوئی۔ یہ جماعت حضور اکرم ﷺ کے مدرسہ میں تیار ہوئی وہ مدرسہ جسے تاریخ مدرسہ صفہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔ یہ مدرسہ اسلام کی پہلی یونیورسٹی تھی جو مدینہ میں قائم ہوئی۔ یہ صرف نگاہ مصطفی ﷺ کا صدقہ تھا جس نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے شب و روز بدل دیئے۔ یہ تو صرف آپ ﷺ کی نگاہ فیض کی خیرات تھی کہ آپس میں لڑنے والے بھائی بھائی بن گئے۔ راہزن راہبر بن گئے ان کی دنیا تبدیل ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہی مشن تھا جس سے متعلق رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (الجمعہ، ۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطاء فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

(کنزالایمان از امام احمد رضا)

رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر ایمان لانے والے جو لوگ تھے وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یہی وہ مقدس جماعت تھی جو سب سے پہلے ایمان لائی۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کی تربیت فرمائی۔ ذہن سازی کی اور ملن کو ہر قسم کی نجاستوں اور غلاظتوں سے پاک کیا، ظلمت اور تاریکی نور اور روشنی میں بدل دی۔ یہی روشنی تھی جو شمع بن کر چار دانگ عالم میں سویرے کی علمبردار بن گئی۔ امن و آشتی کی علامت بن گئی۔ دنیا میں پھر یہ شمع ایسی جلی کہ اس کی بدولت چراغ سے چراغ روشن ہوتے چلے گئے۔ یہ سب حضور اکرم ﷺ کی اصلاحی جدو جہد کا اثر تھا۔ آپ نے جدو جہد کا آغاز تب کیا تھا جب کوئی ایمان لانے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہر طرف ظلمت تھی لیکن حضور اکرم ﷺ کی جدو جہد رنگ لائی اور آپ ﷺ سے استفادہ کر کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس نور اور روشنی کو مزید آگے تک بڑھایا۔

لیکن تصور کیجئے اس سوسائٹی کی طرف جس میں کوئی صاحب ایمان نہ تھا۔ دارارقم میں حضور پُرنور سید العالمین ﷺ رونق افروز ہوتے تو ایک، ایک دو دو آدمی آتے تھے۔ دہشت کی فضا تھی، لوگ ڈرتے تھے۔ ہر طرف جبر کا ماحول اور ظلم کا دور دورہ تھا اس ماحول میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی دعوت کا آغاز کیا۔

دعوت حق کی صدا سنائی دی تو مکے کے بڑے بڑے رئیسوں کے مزاج بگڑ گئے۔ ردعمل میں ابوجہل، ابولہب، عتبہ، شیبہ اور ولید جیسے پالتو غنڈے اور مکے کے بدمعاش اسلام پسندوں کو تنگ کرنے لگے وہ سرعام اسلام کے حامیوں کو مارتے تھے جب کوئی اسلام لاتا تو اس کو سزا دیتے۔

اب بتائیے! ایسے دل شکن حالات میں لوگوں کا اسلام قبول کرنا اور برملا یہ کہنا کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا تعارف اسلام ہے کتنا مشکل تھا لیکن اس دور کے مسلمانوں نے سنگینیوں کے سائے میں یہ اعلان کیا کہ ہم اول و آخر مسلمان ہیں۔

آخر ہم جس ماحول میں ہیں یہاں تو ماشاء اللہ ہر طرف مسلمان ہی مسلمان ہیں کوئی مشرک اور منکر نہیں ہے لیکن دین سے دوری کا عالم یہ ہے کہ اس دور کا مسلمان دین سے دوری کے سبب اسلام کا نام لیتے ہوئے شرماتا ہے۔ اسلام کے متعلق اس کا رویہ معذرت خواہانہ ہو گیا ہے اگر پوچھو کہ تو کون ہے؟

تو وہ کہتا ہے کہ میں مہاجر ہوں۔

بھئی کون ہو؟

وہ کہتا ہے سندھی ہوں۔

آپ کون ہو؟

کہا بلوچ ہوں۔

تم کون ہوں؟

میں پنجابی ہوں۔

یہاں لوگ گمراہ ہو گئے ہیں مفادات کی غرض میں اندھے ہو گئے ہیں۔ طالع آزماؤں نے مادی مفادات کے حصول کی خاطر ملک کو داؤ پر لگا دیا ہے یہاں لوگوں سے مفادات کی خاطر نعرے لگوائے گئے کہ:

جاگ پنجابی جاگ تیری پگ نوں لگ گیا داغ

جاگ سندھی جاگ جاگ مہاجر جاگ

افسوس! کہ حاکمان وقت اسلام کی پگڑی کو اچھال رہے ہیں وہ ہنود و یہود کے ساتھ مل کر اسلام کی عظمت کو داغدار کر رہے ہیں۔ اسلامی ممالک کی حکومتوں پر امریکی غلام مسلط ہو گئے ہیں گویا مسلمانوں کے نمائندے طاغوت کی ایجنسی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔

صدر صدام حسین نے کہا میں مسلمان ہوں تو عراق پر تباہی نازل کر دی گئی۔ لیبیا کے کرنل قذافی نے کہا کہ میں مسلم ہوں تو لیبیا اقتصادی پابندیوں کی ضد میں آ گیا۔ پاکستان کے عوام کہتے ہیں کہ ہم غلام رسول اللہ ﷺ ہیں تو امریکہ کہتا ہے کہ میں پاکستان کو دہشت گرد قرار دے دوں گا۔

گویا امریکہ اور اس کے حواری مسلم ممالک کو اپنی نو آبادیاں تصور کرتے ہیں اور ان ملکوں کے حاکموں کو اپنا غلام دیکھنا چاہتے ہیں۔

ایسے حالات میں چاہیے تو یہ تھا کہ:

ہم ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے

نعرۂ مستانہ بلند کرتے لیکن یہاں تو کوئی دہائی دے رہا ہے کہ میں سندھی ہوں، پنجابی ہوں، مہاجر ہوں، بلوچ ہوں، پشتون ہوں۔ گویا کوئی کسی ازم کی دہائی دیتا ہے تو کوئی کسی ازم کی دہائی دے رہا ہے۔

ارے بابا! سوچو اگر سب لوگ یہی دہائی دیں گے تو بتاؤ پھر اسلام کی دہائی کون دے گا؟ اگر تم پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان بن گئے تو بتاؤ پھر مسلمان کون کہلائے گا۔ مسلمان کو کہاں تلاش کرو گے۔

ہماری زندگی کا مقصد اور ہماری ذمہ داری یہ نہیں کہ ہم لوگوں کو قبائلی، علاقائی اور لسانی تفریقات میں مبتلا کر دیں۔ ہماری زندگی کا مقصد تو بڑا اعلیٰ اور با مقصد ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾ (حم السجدہ، ۳۳)

ترجمہ: اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

تعصب اور عصبیت کی طرف لوگوں کو مت بلاؤ اور اللہ کی زمین پر فتنہ و فساد مت پھیلاؤ سوچو! قرآن نے تمہارے ذمہ کیا کام لگایا ہے تمہاری پہچان کیا ہے اور تم کیا کر رہے ہو؟ ارے لوگو! یہ جو کچھ تم کر رہے ہو۔ یہ تمہارے شایان شان نہیں ہے تم حق اور باطل میں تفریق کرنے والے ہو سنو اللہ کا قرآن فرماتا ہے اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲﴾ (التغابن، ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تم میں سے کوئی کافر اور تم میں سے کوئی مسلمان اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت)

پس دو حصے ہو گئے اب کوئی فرق نہیں اب کافر ہوں گے یا مومن ہوں گے۔

لوگو! رسول اللہ ﷺ کی امت کو اسلام کے دشمن بانٹ دینا چاہتے ہیں تم جاگ جاؤ تم لسانی قبائلی اور گروہی تفریق کے دائروں سے نکل کر صرف اور صرف مسلمان بن جاؤ۔

جب حضور اکرم ﷺ نے اسلام کی دعوت دی تو ابوجہل، ابولہب اور دیگر سرداران قریش نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا، لہٰذا وہ امت سے کٹ گئے۔

جبکہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جن کی زبان عربی نہیں تھی۔ وہ قریش یا ہاشمی نہیں

تھے۔ وہ بہت دور حبشہ کے رہنے والے تھے لیکن اسلام کے رشتے نے انہیں اتنا بلند کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا لیا اور ابوجہل و ابولہب کو اپنے قبیلے، شہر اور زبان کے رشتے کے باوجود مسترد کر دیا۔

اب غور کرو کہ اسلام کی قومیت کی بنیاد زبان وطن قبیلے اور علاقے پر نہیں بلکہ صرف اور صرف مسلم قومیت پر ہے۔ اسلام ایک آفاقی دین ہے اور اسلام کے چاہنے والے ایک عالمگیر قوم ہیں۔

ابن خلدون نے نقل کیا ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قریشی النسل تھے، مکی تھے، عربی تھے اور آپؓ کا نسب اوپر جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کھڑے ہوتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی موجود ہوتے تو وہ فرماتے:

فبلال هو سيدنا

ترجمہ: بلالؓ تو ہمارا سردار ہے

یہ کیسا رشتہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قریشی، مکی، عربی ہونے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں۔ یہ رشتہ صرف اور صرف مسلم قومیت کا تھا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے حضور اکرم ﷺ کی صحبت سے وہ فیض حاصل کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کی مقدس جماعت نے نہ صرف حضور سید العالمین ﷺ کے پیغام اور دعوت کو سنا اور سمجھا بلکہ حقیقی معنوں میں اپنی زندگیوں کو اسوہ رسول اللہ ﷺ کے سانچے میں ڈھال لیا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگیوں پر آپ ﷺ کے کردار کی چھاپ اتنی گہری تھی کہ آج چودہ سو سال بعد بھی ہم اسے درست صورت میں دیکھ کر اپنا سکتے ہیں۔ اس سے پہلے انبیاءؑ کی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی تعلیمات کو نہ صرف ٹھکرا دیا بلکہ پس پشت ڈال دیا۔ نتیجتاً تباہی اور بربادی ان کا مقدر بن گئی۔ وہ دنیا و آخرت کے لئے ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم پر اللہ نے احسان و اکرام فرمایا۔ تم اللہ کی راہ میں لڑنے کے لئے نکلو، وہ تم پر فتح کے دروازے کھول دے گا۔ سارے

علاقے تمہارے زیر اطاعت ہوں گے لیکن انہوں نے کیا جواب دیا۔قرآن مجید فرقان حمید ارشاد فرماتا ہے کہ انہوں نے جواب دیا:

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ، ۲۴)

بولے اے موسیٰ! ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔(کنزالایمان)

یہ تھی انبیاء سابقین کی قوم کی ایک جھلک لیکن سبحان اللہ! صحابہ رضوان اللہ علیہم کی جماعت جو مدینہ کے مکتب میں تیار ہوئی وہ کتنی باعظمت تھی۔

وہ جماعت کتنی جانثار اور وفادار تھی کہ وقت پڑنے پر جب حضور ﷺ نے بدر کے میدان میں جنگ لڑنے کے لئے آواز دی اور سید العالمین ﷺ نے حکم دیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ اکٹھے ہو جائیں۔

جب صحابہ رضوان اللہ علیہم اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے مشورہ طلب کیا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ حکم دیجئے۔

ہم آپ کے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے اپنی اولاد کو مال و جان کو اور خود کو قربان کرتے چلے جائیں گے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم نے جس جذبہ جانثاری کا اظہار کیا۔اس کا قرآن نے بڑے حسین انداز میں تذکرہ کیا ہے۔رب العالمین جل جلالہ عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

(۱۰۰ سورۃ التوبہ)

اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔(کنزالایمان از اعلیٰ حضرت)

یہ تذکرہ اس مقدس گروہ کا ہے جس نے اسلام قبول کرنے میں مہاجرین و انصار میں سے سبقت حاصل کی اور ان کا دعوت حق کو قبول کرنے میں پہل کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ

انہیں رفیع الشان مقام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک اور مقام پہ ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ رَضِیَ اللہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح ۱۸)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کرتے تھے۔

اسلام کے ابتدائی عہد میں جن صحابہ رضوان اللہ علیہم نے بدر کے معرکے میں شرکت کی اور جو زندگی بھر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رہے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ بعد میں جن لوگوں نے مضبوطی سے صحابہؓ کا دامن تھام لیا۔ وہ تابعیت کے درجے پہ فائز ہوئے۔ اللہ ان سے بھی راضی ہو گیا اور اپنے ان بندوں سے اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ زندگی بھر اللہ ان سے راضی رہا حتیٰ کہ وہ حضور تک پہنچ گئے۔ رب العالمین جل جلالہ عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

(الفجر ۲۷ تا ۳۰)

اے اطمینان والی جان (نفس مطمئنہ) اپنے رب کی طرف واپس ہو۔ یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

(کنزالایمان از اعلیٰ حضرتؒ)

یہ بشارت رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ و تابعین اور ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو قیامت تک حضور پرنور ﷺ کے نقش قدم پہ چلتے رہیں گے۔

رب تعالیٰ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ذریعے سے دین حق کو غلبہ عطا فرمایا۔ حضور ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کیا گیا۔ یہاں ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے کہ اس کی ضرورت کیا تھی؟ سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ اپنے دورِ حیات میں مدینہ کی سلطنت کے خود امیر تھے۔ آپ نے اپنی حکومت کے دورِ اقتدار میں کفارِ مکہ سے بدر، احد، خندق اور خیبر کے میدان میں لڑائی کی اور اسلامی حکومت کا مسلمانوں

کے مال و جان کا، سلطنت اسلام کی جغرافیائی سرحدوں کا بھرپور انداز سے تحفظ فرمایا اور آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا گیا؟

ذرا غور تو کرو کہ اس کی ضرورت کیا تھی؟ یہ تو سیاست ہے معلوم یہ ہوا کہ مسلمانوں نے قرون اولیٰ میں ہمیشہ اسلام اور سیاست کو یک جان دو قالب خیال کیا۔

لیکن انگریز نے اسلام اور سیاست کو جدا جدا کر کے مسلمانوں کو کمزور کرنے کی انتہائی مکروہ سازش کی اور موجودہ دور میں اسی سازش کا اثر ہے کہ اگر کوئی مولوی سیاست کی بات کرے تو لوگ مذاق کرتے ہیں۔ مثلاً

اگر مولانا اکرام مجددی سیاست میں حصہ لیں تو لوگ پوچھتے ہیں۔ مولوی جی تسی تے سیاسی ہو گئے او؟

شاہ احمد نورانی اگر سیاست میں حصہ لیں تو کہیں گے! او جی نورانی صاحت تسی بھی سیاسی ہو گئے او؟ اچھا جی!

مولانا اکرم رضوی سیاست میں حصہ لے تو بھی یہی کہا جائے گا۔

میں عوام اہل سنت اور خصوصاً علمائے کرام سے گزارش کروں گا کہ وہ بیدار ہوں اور طاغوت کی اس سازش کا مقابلہ کرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں جو آدمی بھی علماء کو ٹوکتا ہے۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ پوچھیں کہ:

او بندہ خدا تو ذرا یہ تو بتا؟

حضور ﷺ نے مسلمانوں کی مدینہ میں حکومت بنائی یا نہیں بنائی؟

ہر باشعور آدمی جانتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی عہد میں حضور اکرم ﷺ نے حکومت قائم کی اور یقیناً قائم کی تو پھر تو سیاست اور مذہب ایک ہو گئے یعنی حضور اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے یہ دلیل فراہم کر دی کہ سیاست اور مذہب دونوں ساتھ ساتھ چلیں گے۔

سیاست اگر قرآن کے تابع ہے تو عبادت ہے اگر سیاست قرآن سے جدا ہے مسجد سے جدا ہے تو پھر وہ سیاست نہیں خباثت ہے یزیدیت ہے آمریت ہے لیکن حسینیت نہیں ہے۔

اب دیکھئے! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر المومنین منتخب ہوئے تو مسجد نبوی میں بیٹھ کر فیصلے فرمارہے ہیں۔ لشکر روانہ ہوگا۔ حضرت اسامہ قیادت فرمائیں گے۔

فلاں جانب فلاں مقام پر جائے گا۔

اطلاع آئی کہ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔ وہ نجد کے علاقے میں پیدا ہوا وہ نجدی تھا محمد بن عبدالوہاب بھی نجدی تھا۔ مسیلمہ کذاب کو ساری دنیا نے کذاب کہا۔

جھوٹا...... جھوٹا...... جھوٹا......

مسیلمہ کے دعویٰ نبوت کے جواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ میں فتویٰ دیتا ہوں کہ مسیلمہ کافر ہے اور پھر آرام سے حجرے میں بیٹھ گئے ہوں۔ (آج کل کے سرکاری درباری مولویوں کی طرح) اگر حکومت نہ ہو تو یہی ہوتا ہے کہ فتویٰ دیا اور بیٹھ گئے لیکن جب یار غار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رپورٹ ملی کہ مسیلمہ کذاب نے نا صرف دعویٰ نبوت کیا بلکہ ایک بڑا زبردست لشکر بھی تیار کر لیا ہے۔ فدائین کی ایک جماعت بھی بنالی ہے جو اس کے اشارے پر جان لڑادے گی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک طرف سرکاری فرمان جاری کیا کہ مسیلمہ مرتد ہے فوج تیار کرو اور اسے صفحہ ہستی سے مٹادو۔ اس کے ناپاک وجود سے دنیا کو پاک کر دو۔

حضرت خالد بن ولید ؓ کو حکم ہوا کہ لشکر لے کر جاؤ اور مسیلمہ کذاب پر حملہ کر دو۔ حملہ کیا گیا زبردست لڑائی ہوئی سات سو حافظ قرآن شہید ہو گئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک ایک حافظ قرآن شہید ہو جائے لیکن حضور اکرم ﷺ کی تاج وتخت ختم نبوت پر حرف نہیں آنے دیا جائے گا۔ آپ ؓ نے اعلان فرمایا کہ جہاد جاری رہے گا۔ منکرین ختم نبوت مٹ کر رہیں گے حتیٰ کہ حق کو فتح نصیب ہو جائے۔

الجہاد الجہاد لبیک لبیک

مسلم فوج نے جانثاری کا مظاہرہ کیا۔ مسیلمہ کذاب کے فدائیوں کے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ خود مسیلمہ کی گردن اڑا دی گئی۔ تاج وتخت ختم نبوت ﷺ کو چیلنج کرنے والوں کا دنیا سے صفایا کر دیا گیا۔

اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حکومت نہ ہوتی تو مسیلمہ کذاب کو اس کے برے انجام تک کیسے پہنچایا جاتا۔ پھر تو صرف فتویٰ پر ہی گزارا کرنا پڑتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایران اور روم پر بیک وقت حملہ کیا۔ دونوں سلطنتوں کو مسلمانوں نے فتح کر لیا۔ اسلام کی عظمت کا پرچم قیصر و کسریٰ میں لہرانے لگا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سربراہ حکومت نہ ہوتے ایسا ممکن نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ کے ہاتھ میں حکومت آئی تو انہوں نے خدا کی کبریائی کا ڈنکا بجایا اور اللہ کے دشمنوں کے ٹکڑے کر دیئے۔

یہی ایران جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ اس کے بادشاہ کے پاس حضور اکرم ﷺ کا سفیر خط لے کر گیا جس میں ایران کے حاکم پرویز کو جو کافر تھا آتش پرست تھا۔ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ پرویز نے جب نبی دو جہاں ﷺ کا خط دیکھا تو غصے میں آ کر خط پھاڑ دیا۔ ہزار میل سے نگاہ مصطفی ﷺ دیکھ رہی تھی۔ حضور علیہ السلام مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے جب دیکھا کہ پرویز خط پھاڑ رہا ہے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم سے فرمایا

"اے صحابہؓ! پرویز نے ہمارے خط کو پھاڑ دیا ہم نے اس کی سلطنت کو چاک کر دیا ہے۔"

نعرۂ تکبیر — اللہ اکبر

نعرۂ رسالت — یارسول اللہ ﷺ

مختار دو عالم	زندہ باد	مختار دو عالم	زندہ باد
نبی دو عالم	زندہ باد	نبی غیب داں	زندہ باد
حاضر و ناظر نبی	زندہ باد	مذہب حق اہل سنت و جماعت	زندہ باد
شاہ احمد نورانی	زندہ باد	جمعیت علمائے پاکستان	زندہ باد

نگاہِ مصطفی ﷺ کے لئے یہ تو معمولی بات ہے۔ یہ ہزار دو ہزار میل تو غلامانِ مصطفی ﷺ حضور پرنور ﷺ کے صدقے میں دیکھا کرتے ہیں۔

پرویز! یہ کافر کا نام ہے فیروز، رستم اور پرویز یہ سب کافروں کے نام ہیں۔ مسلمان ایسے ناموں کو پسند نہیں کرتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے نام ہیں اور یہ کتنے پیارے نام ہیں۔ مسلمان ایسے نام ہی رکھنا پسند کرتے ہیں۔

پرویز اور رستم و فیروز سب گستاخ رسولؐ تھے۔ گستاخان رسولؐ کی سزا یہ ہے کہ جلد از جلد انہیں جہنم واصل کر دیا جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایران پر چڑھائی کی۔ ایران فتح ہوا۔ اس دوران پرویز جیسے گستاخ کو اس کے عزیزوں نے قتل کر دیا۔ اس کی آنکھیں نکال دیں۔ وہ خبیث بڑی دردناک موت مرا۔ یہ اس گستاخ کا عبرت نام انجام تھا جو قیامت تک گستاخان رسولؐ کے لئے عبرت کا نمونہ رہے گا۔

رسول اللہ ﷺ کے فیضان سے صحابہؓ کی ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی تھی جس جماعت کے ہوتے ہوئے تاریخ کے کسی بھی موڑ پر اگر کسی نے گستاخی کی یا رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کو چیلنج کیا تو عظمت مصطفی ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لئے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی صورت میں جانثار آگے بڑھے۔ انہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا اور گستاخان رسول اللہ ﷺ کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ گستاخ کی زبان گدی سے کھینچ لی اور اس کو عبرت ناک موت کے انجام سے دوچار کر دیا۔

یہ سب کچھ اس لئے ہوتا رہا ہے کہ اہل ایمان کے پاس سیاسی قوت تھی اور وہ قوت حق کی حمایت میں صرف ہوتی رہی اگر اہل تقویٰ کے پاس سیاسی قوت نہیں ہوگی اور حکومت نہیں ہو گی تو پھر بس دعائے خیر ہی کافی ہوگی اس کے سوا تو کوئی کام نہیں ہوگا۔

دیکھو! تاریخ کے دریچوں میں جھانک کر مسجد نبوی ہے۔ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں پیغام لایا ہوں۔

پوچھا گیا کس کا پیغام ہے؟

کہا گیا جس کا پیغام لایا ہوں اس کا نام یزید ہے۔

پوچھا! کیا پیغام ہے؟

بتایا گیا! آپ کو اس حکومت کا رعایا بن کر، فرمانبردار بن کر وفادار بن کر رہنا ہوگا جس کا سربراہ یزید ہے اور اس کی اطاعت کرنا ہوگی۔

فرمایا! تجھے معلوم ہے میں کون ہوں؟

میرا نام حسین ابن علیؓ ہے!

میں نے سیدہ خاتون جنت کا دودھ پیا ہے۔

عرشیوں کے آقا، فرشیوں کے داتا سید العالمین ﷺ نے مجھے اپنی گود میں کھلایا ہے۔

تم پیغام لائے ہو کہ میں ایک شرابی اور بدکار حاکم کا حکم مانتا چلوں۔ میں اپنی زبان بند رکھوں، اسے کچھ نہ کہوں۔

مسجد نبوی ﷺ میں بیٹھا رہوں۔

نذرانے لے کر جیب میں ڈالتا رہوں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

ایک حاکم وقت اسلام کی حرمت کو پامال کرتا رہے۔ رسول اللہ ﷺ کا دن لٹتا رہے اور نواسہ رسول سجادگی کی گدی پر بیٹھ کر نذرانے وصول کرتا رہے اور یہ کہتا رہے کہ میرا تو سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فرمایا! میں حسینؓ ہوں اور کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

بڑا اچھا موقع تھا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرما دیتے میں تو نواسہ رسولؐ ہوں لوگ آتے ہیں اور سبھی قسم کے لوگ آتے ہیں پھر میں تو سیاسی آدمی بھی نہیں ہوں میں ہر ایک کو ناراض بھی نہیں کر سکتا۔

کون ہے!

کون نہیں ہے۔

اور کون حکومت میں کیا کر رہا ہے؟

حکومت خود کیا کر رہی ہے اور کیا نہیں کر رہی ہے۔

میں تو سیاست میں پڑتا ہی نہیں ہوں۔

اگر چودھویں صدی کا مرید ہوتا تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ ضرور دیتا کہ

"پیر جی تہاڈا سیاست نال کی کم اے۔ جے یزید شراب پیندا اے تو توہانوں کی آکھدا اے...... تسی ایتھے بیٹھو جی سجادگی دی گدی تے...... تعویذ لکھو جی...... تسبیح گھماؤ جی...... دعائے خیر کرو جی......"

اس دور کا مادیت پسند مسلمان مرید یہی مشورہ دیتا اور یہ مشورہ پیر صاحب کو بھی بہت پسند آتا۔ آج کل یہی کچھ ہو رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین کا وقار کم ہو گیا ہے اور لوگ دین کا تعلق کمزور ہونے کی وجہ سے لسانی، علاقائی اور قبائلی تفریق کے دائروں میں تقسیم ہو رہے ہیں۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

موجودہ دور میں شیطان (امریکہ) بھی یہی چاہتا ہے کہ

علماء مسجدوں تک محدود رہیں۔

شراب کا، حرام کا اور زنا کا کاروبار چلتا رہے۔

علماء اصلاحِ احوال کی کوششیں ترک کر دیں۔

مذہب کو سیاست سے اور سیاست کو مذہب سے الگ کر دیا جائے۔

علماء وعظ و نصیحت کو بند کر دیں تاکہ مسلمانوں کی اصلاح کے مراکز غیر مؤثر ہو کر رہ جائیں۔

یہ یہود و ہنود کی سازش ہے کہ اسلام پسند انقلابیوں کی کمر توڑ دی جائے تاکہ مسلمان ہمیشہ ہمارے غلام رہیں۔

علماء کے خلاف طاغوت اس لئے سرگرم عمل ہے تاکہ جہاں سے (مسجدوں) حکم نافذ ہوتا ہے اس مرکز کو بے وقار بنا دیا جائے۔

اگر دین اور سیاست جدا جدا ہوتے اور دین سے سیاست کا کوئی تعلق نہ ہوتا تو حضرت

مجدد الف ثانیؒ امام ربانی کو بھی یہ کہنا چاہیے تھا کہ

''اگر جہانگیر شراب پیتا ہے نور جہاں یہ کرتی ہے وہ کرتی ہے دربار اکبری میں یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے لیکن ہم کیا کریں ہمیں فرصت کہاں ہے ہمیں تو اللہ اللہ سے فرصت نہیں، تہجد سے فرصت نہیں، اشراق سے چاشت سے اور اوابین سے ختم خواجگان سے فرصت نہیں۔ ہمارے پاس وقت کہاں ہے ہم تو اللہ والے درویش ہیں۔''

واہ! یہ اس صدی کے نام نہاد درویش لوگ حضرت امام حسینؓ اور مجدد الف ثانیؒ سے بھی بڑھ گئے ہیں۔

قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے حضرت امام حسینؓ شہید اعظم شہید کربلا نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول نے اپنے عمل سے یہ دلیل فراہم کر دی کہ

''اگر حکومت رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے نظام کے خلاف چل رہی ہو تو اس کا بدلنا ہر مسلمان کا فرض اور ذمہ داری ہے۔''

مسلمانو! ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو اور بتاؤ مدینے سے بہتر جگہ کونسی ہو سکتی ہے۔ مدینہ سے بہتر کوئی جگہ نہیں ہے لیکن جب دین کو ضرورت پڑی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو چھوڑ کر مسجد نبوی سے نکل کر غلط کار اور مجرم حکومت سے مقابلہ کیا۔ حاکموں کو ان کی بد اعمالیوں سے آگاہ کیا اور کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار میں جان دے دی۔

میں خاص طور پر مسجدوں کے ان متولیوں اور منتظم کمیٹیوں سے کہتا ہوں کہ وہ سوچیں جو صبح و شام مولانا سے یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ

''او جی مولوی صاحب! او شاہ جی! تقریر سیاسی نہ ہووے۔''

تقریر سیاسی نہ ہو مطلب کیا ہے یہی نا کہ برائی کو برائی نہ کہا جائے غلط کو غلط نہ کہا جائے۔

اگر آپ امام حسین رضی اللہ عنہ کے کردار سے واقف ہیں انہیں شہید سمجھتے ہیں جیسا کہ میرا اور تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید تھے تو پھر بتاؤ کہ حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوسکتی ہے کہ انہوں نے یزیدی حکومت کو پوری جرات سے چیلنج کیا اور کربلا کی تپتی ہوئی زمین پر کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ

"میں یزید جیسے فاسق و فاجر بدکار اور زانی حاکم کی اطاعت ہرگز نہیں کروں گا۔ ایسے حاکم کی حمایت کبھی نہیں ہوسکتی اس کی بیعت ہرگز نہیں ہوگی۔ ایسے حاکم کو نہ صرف چیلنج کیا جائے گا بلکہ اس کا مقابلہ بھی کیا جائے گا۔"

مسلمانو! شاہ احمد نورانی کہتا ہے کہ

اگر حاکم وقت قرآن کو چیلنج کر رہا ہے تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس کی حکومت کو چیلنج کر دیں۔

اگر حاکم وقت رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چیلنج کر رہا ہے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس کو چیلنج کر دیں۔

اگر حاکم وقت لوگوں کے حقوق غصب کر رہا ہے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق بلند کر دیں اور اس کی حکومت سے ٹکرا جائیں چاہے انہیں کربلا جیسی تکلیف ہی کیوں نہ برداشت کرنی پڑ جائے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے کردار سے تاریخ کے دامن میں اپنا نقش چھوڑ دیا۔ روایت چھوڑ دی ہے۔ تاکہ امت مشکل وقت میں یہ نہ کہے کہ دین پر جان کس طرح قربان کریں۔ حاکم وقت کو کیسے ٹوکیں اور جابر سلطان کے آگے کلمہ حق کیسے کہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بڑی ناز و نعم سے پرورش ہوئی تھی لیکن جب دین کا معاملہ سامنے آیا تو پوری قوت سے یزیدی سیاست، یزیدی کردار اور یزیدی افکار کو مسترد کر دیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزاج نے دین سے انحراف کی راہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ گویا تاریخ اسلام کے دامن میں حزب اختلاف کی پہلی آواز بلند ہوئی وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی آواز تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حزب اختلاف کے پہلے رہنما تھے جو اپنے دور کے غلط کار حاکموں کی راہ میں سب سے مضبوط چٹان بن کر کھڑے ہوگئے۔

حسینیت کی یہی للکار ہے جس سے آج بھی آمریت کے ایوان لرزہ براندام ہیں۔

آج وقت کی ضرورت ہے کہ علماء حسینی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے وطن عزیز میں لٹیرے اور یزید کے جانشین حاکموں کو ان کی بداعمالیوں سے آگاہ کرنے کی خاطر پوری جرأت سے میدان سیاست میں اتریں اور مفاد پرست سیاست دانوں کا راستہ روک کر نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کی تحریک کے پرچم کو سب پرچموں سے بلند کر دیں۔

آج پاکستان کے اندر ایک مسلمان ملک میں اسلام آباد کے شہر میں اسلامی جمہوری اتحاد کے دور حکومت میں بھی پیپلز پارٹی اور مارشل لاء کے ادوار کی طرح شراب بکتی ہے، فحاشی اور بے حیائی پاکستان میں عام ہے جگہ جگہ اسلام آباد اور دوسرے شہروں میں زنا کے اڈے موجود ہیں۔

اسلام آباد وہ واحد دارالحکومت ہے جہاں امریکی سی آئی اے (C.I.A) کا سب سے بڑا مرکز موجود ہے۔ اسلام آباد دشمن طاقتوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔

اخبارات کے مطابق اسلام آباد میں پچھلے سال 31 دسمبر اور یکم جنوری کو نیا سال منانے کے لئے خصوصی جشن ہو رہا تھا۔

ہزاروں آدمیوں کے علاوہ وزیر، مشیر اور اعلیٰ اہلکار کھلم کھلا شراب پی کر اور سڑکوں پر نکل کر مدہوش ہو ہو کر گر رہے تھے۔ پولیس بے بس نظر آتی تھی۔ اخبار نے لکھا کہ جنگل کا سماں تھا اور ان مدہوش شرابیوں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ وہ جگہ جگہ گرے ہوئے نظر آتے تھے۔

لیکن لوگ ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ او جی سیاسی بات نہ کریں سیاست سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور سیاست نہ کریں گویا یہ شجر ممنوعہ ہے۔

تو بتاؤ! پھر کیا کیجئے؟ کہو! پھر کیا کریں؟

بتاؤ! وطن عزیز میں قرآن وسنت کا نفاذ کیسے ہوگا؟

بتاؤ! برائیوں کی اصلاح کیسے ہوگی؟

بتاؤ! لوگوں کو انصاف، امن وسکون اور خوشحالی کیسے نصیب ہوگی؟

بتاؤ! دین کا پرچم کیسے بلند ہوگا؟

بتاؤ! جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کیسے کہا جائے گا؟

بتاؤ! دولت کی منصفانہ تقسیم کیسے ہوگی؟

بتاؤ! نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ کیسے ہوگا؟

اگر شرابی، زانی اور بدکار لوگ جنہوں نے اس پورے ملک کے نظام کو تباہ کر دیا ہے۔

جنہوں نے ملک کے تمام وسائل پر قبضہ کر رکھا ہے۔

جو غریبوں کا خون نچوڑ رہے ہیں کسانوں پر ظلم کر رہے ہیں، کمزوروں کے حقوق غصب کر رہے ہیں، ہاریوں کو ظلم کی چکی میں پیس رہے ہیں۔

ملک کو فحاشی، عریانی اور بے حیائی کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں۔

بتاؤ! ایسے حاکموں کا راستہ کون روکے گا؟

بتاؤ! اصلاح کی کوشش کرنا جرم ہے؟

بتاؤ! ملک کی بقاء وسلامتی کا ذمہ دار کون ہوگا؟

ایسی حکومت جو قوم کی امانت یعنی حکومت کے خزانوں کو خود لوٹ رہی ہو ایسی حکومت جو سود کا کاروبار کر رہی ہو، حرام کا کاروبار کر رہی ہو کیا ایسی حکومت کو اسلامی کہا جا سکتا ہے؟

ایسی حکومت ہرگز ہرگز اسلام کی نمائندہ حکومت کہلانے کی حق دار نہیں ہے ایسی حکومت تو یزید کی جانشین حکومت ہے۔

یزید کے دور میں بھی شراب فروخت ہوتی تھی، آج بھی ہوتی ہے۔ یزید کے امراء اور حکام شرابیں پیتے تھے۔ آج بھی وزیر و مشیر شراب پیتے ہیں۔ یزید لوگوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈالتا تھا۔ آج بھی حکمرانوں نے لوگوں کے حقوق پر ڈاکے ڈالے ہیں اور پھر حد ہوگئی کہ جو وزیر و مشیر ملک کو تباہ کر رہے ہیں ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوتا۔

پچھلے دنوں اسلام آباد کی ایک طوائف نے ایک سرکاری مولوی پر الزام لگایا یا حقیقت سے پردہ اٹھایا کہ وہ میرے پاس آتا ہے لیکن تعجب ہے کہ حکومت نے طرفین پر حدود کا

کوئی مقدمہ قائم نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت طوائفوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ حکومت بھی رضامند تھی اور وہ بھی رضامند......

باغبان بھی خوش رہے اور راضی رہے صیاد بھی

اب تم لوگ ہی بتاؤ کہ اگر کوئی صالح جماعت ایسی بدکردار حکومت کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہے تو کیا وہ جرم ہے؟

کیا وہ اصلاح اور بھلائی کی کوشش نہیں ہے؟

کیا وہ نیکی اور احسان نہیں ہے؟

کیا وہ حسینیت کا کردار نہیں ہے؟

یقیناً یہ نیکی ہے احسان ہے بھلائی ہے اصلاح ہے حسینیت ہے، یزیدیت نہیں اگر یہ نیکی، احسان، بھلائی، اصلاح اور حسینیت ہے تو پھر یہ سب کچھ جرم کیسے بن گیا؟

اگر یہ جرم نہیں ہے تو اچھائی کا اظہار اور پرچار معیوب کیوں ہے؟

اگر معیوب نہیں ہے تو مکتب میں اور مسجد میں میدان جنگ میں اور ایوان حکومت میں اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا ضروری ہے۔ یہی کچھ ہم کر رہے ہیں اگر آپ اس کو سیاست کہتے ہیں تو ہمیں فخر ہے کہ ہم ایسی سیاست کے نمائندہ ہیں۔ خلفائے راشدینؓ اور حضرت امام حسینؓ و مجدد الف ثانی بھی یہی کردار ادا کر رہے تھے۔ ہم بھی یہی کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر اصلاح کی کوشش کرنا اور اللہ کی زمین پر اللہ کے قانون اور مصطفی کریم ﷺ کی شریعت کا نفاذ ہماری منزل مقصود ہے۔ ہمارے اکابر نے اس راہ پر چل کر ہمارے لئے راہ عمل چھوڑ دیا۔ ان کا اسوہ قیامت تک تاریک راہوں پر روشنی کا نشان ثابت ہوتا رہے گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ! ہمیں نفاذ نظام مصطفی ﷺ کی خاطر جینا اور مرنا سکھا دے۔ اے اللہ! ہمیں ہمت دے کہ ہم اس تحریک کو مکمل کرنے کے لئے ظالم اور بدکار حاکموں کا مقابلہ کر سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آداب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ہجرتِ مدینہ اور آج کل کا فیشن

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اَلَّذِيْ اُرْسِلَ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَرِيْمًا هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ۔

يَارَبِّ يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ شَانِ حَبِيْبِهٖ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْهِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیدی یا حبیب اللہ

آج کل نماز کا بھی فیشن ہوگیا ہے یعنی نماز کے لئے بھی فیشن ہو رہے ہیں نماز پڑھتے ہوئے تصویریں بن رہی ہیں ویڈیوز بنائی جارہی ہیں کہ فلاں صاحب نماز پڑھ رہے ہیں لوگوں کو دکھایا جاتا ہے کہ فلاں صاحب بڑے نمازی ہیں اس طرح نماز جنازہ بھی فیشن ہوگیا۔ غائبانہ نماز جنازہ جدھر دیکھو غائبانہ نماز جنازہ ہو رہا ہے اور اس کی کیوریج ہو رہی ہے تصویریں بن رہی ہیں یہ سارے سیاسی نمازیں جنازہ بن گئے ہیں اور اسی طرح بہت سی نمازیں بھی سیاسی ہو رہی ہیں اور زکوٰۃ بھی سیاسی ہو رہی ہے بڑے بڑے سیٹھ لوگ زکوٰۃ بانٹتے ہیں لیکن ان کے فوٹو بنواتے ہیں بڑی بڑی بوریاں تھیلے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور اپنی سخاوت کے اشتہار بنواتے ہیں حالانکہ اگر زکوٰۃ تقسیم کی جائے تو اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر نہیں ہونی چاہیے۔ وہ تو اللہ کے لئے دے رہے ہیں دینے والے ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہونی چاہیے اور لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں ساتھ ساتھ احسان بھی جتاتے رہتے ہیں اور زکوٰۃ دے کر جو ثواب لیتے ہیں احسان جتا کر وہ ثواب بھی ضائع کر لیتے ہیں۔ بہت سے زکوٰۃ ادا کرتے ہوئے اپنا مکان زکوٰۃ میں دے دیتے ہیں اگر پوچھا جائے بھئی آپ نے زکوٰۃ ادا کر دی؟ تو کہتے ہیں ہم نے تو اپنا مکان ہی زکوٰۃ میں دے دیا اور مکان والے سے پوچھا جائے بھئی آپ کو زکوٰۃ میں مکان مل گیا تو وہ کہتے ہیں جی مکان تو مل گیا لیکن مکان کے کاغذات تو سیٹھ صاحب کے پاس ہی ہیں۔ حالانکہ زکوٰۃ تملیک شرط ہے اگر کسی کو کچھ زکوٰۃ میں دیا جائے تو اسے مالک بنایا جائے مثلاً اگر کسی کے پاس مکان نہیں ہے وہ مستحق زکوٰۃ ہے تو اسے زکوٰۃ میں مکان دینا چاہتے ہوں تو دے دو لیکن مکان کے کاغذات بھی اسے دو ملکیت بھی دے دو اور پوری طرح اسے مالک بناؤ لیکن بہت سے لوگ شوقیہ اور اپنے آپ کو بڑا کر کے دکھانے کے لئے کہ ہم سیٹھ ہیں ہم وزیر ہیں ہم چوہدری ہیں وغیرہ ہیں وہ زکوٰۃ دیتے وقت فوٹو بنواتے ہیں اور اپنی زکوٰۃ کی تشہیر بھی کرتے ہیں اور لوگوں کی عزت نفس کو مجروح کرتے ہیں۔ غریبوں کی غربت کا مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ جو شخص زکوٰۃ لے رہا ہے وہ زکوٰۃ دینے والے پر احسان کر رہا ہے اور یہاں الٹا زکوٰۃ دینے والا احسان جتا رہا ہے اللہ رب العالمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے لَا تُبْطِلُوا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرہ، ۲۶۴) احسان جتا کر اور

اذیت دے کر اپنے صدقات ضائع نہ کرو یعنی اگر کسی کو زکوٰۃ دی پھر کہا یہ وہی ہے جس کو میں زکوٰۃ دے دیتا ہوں یہ میرے ٹکڑوں پر پلتا ہے تو جتنا بھی زکوٰۃ کا ثواب تھا وہ سارا ضائع ہو گیا۔ زکوٰۃ دینے کے بعد تو بھول جانا چاہیے بالکل خیال ہی نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے بس یہ اللہ کا حکم ہے تو اس لئے زکوٰۃ ادا کر دی اب تشہیر کی بالکل بھی ضرورت نہ ہو۔

اور اگر زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اسی سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ سے پگھلا کر پیشانیوں کو داغا جائے گا۔ زکوٰۃ تو فرض ہے اگر ادا نہیں کرے گا تو گنہگار ہے۔ قبر میں بھی عذاب بھگتے گا اور آخرت میں بھی سزا ہو گی اور اگر کوئی زکوٰۃ لینے والا مستحق مل جائے اور اسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی بس جس نے زکوٰۃ لی اس کا احسان سمجھنا چاہیے کہ اس نے تیرا بوجھ ہلکا کر دیا اور اس نے تیری مدد کی زکوٰۃ دینے والے کا کوئی احسان نہیں۔

اللہ نے اپنے پیارے محبوب حضور پُرنور ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا اور اللہ کے محبوب ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق ہجرت کے لئے روانہ ہوئے۔ امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ آپؐ کے ساتھ تھے آپؐ نے ان کو حکم فرمایا تم ہمارے ساتھ رہو وہ مکان جس میں حضور پُرنور ﷺ کا قیام تھا کافروں نے چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا اور مکہ معظمہ میں ایک اور جگہ تھی جہاں کفار مکہ بیٹھ کر میٹنگ کرتے اور اپنے اہم معاملات طے کرتے اور تفاسیر اور سیرت کی کتابوں میں اس کا نام دارالندوہ ہے مکے کے کافر دارالندوہ میں اکٹھے ہوتے تھے وہاں انہوں نے یہ طے کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی دعوت اور پیغام پھیلتا جا رہا ہے اس کو روکنے کا اب صرف ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ حضور پُرنور ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔ انہوں نے یہ پروگرام بنایا کہ سارے یک بارگی سے آپؐ پر حملہ کریں کیونکہ اگر ایک یا دو آدمی یہ کام کریں گے تو پھر قبائل کی آپس میں دشمنی ہو جائے گی اور یہ بات پھیل جائے گی لہٰذا ہر خاندان سے ایک نوجوان آئے اس طرح ایک سو آدمی تیار ہو گئے۔ ہر قبیلے کی نمائندگی ہو گئی کیونکہ اس طرح بعد میں کسی سے خون کے بہا یا قصاص کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا یہ دارلندوہ میں فیصلہ ہوا۔ یہ فیصلہ ابھی ہو رہا تھا اور لوگ کچھ ہچکچا رہے تھے اتنے میں ایک بوڑھا نحیف شخص بڑی بڑی سفید

داڑھی معلوم ہو رہا تھا جیسا کہ نجد سے آیا ہے اس کا نام بھی مفسرین اور ارباب سیر نے شیخ نجدی لکھا ہے اس نے بکواس کی تم کیوں خواہ مخواہ پریشان ہو بس قصہ تمام کرو۔ حضورؐ کو شہید کر دو اور یہ اس کا پلان تھا اور علماء نے لکھا ہے کہ وہاں شیطان شیخ نجدی کے صورت میں آیا۔

اور آپؐ کے مکان مبارک کو رات کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ اندر تشریف فرما تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اے علیؓ! تم یہاں رہو تم میرے ساتھ نہیں جاؤ گے اس لئے کہ میرے پاس اہل مکہ کی امانتیں ہیں۔ یہ اب تمہارے سپرد ہیں تم ان سب امانتوں کو لوٹا کر پھر مکہ شریف سے مدینہ شریف پہنچ کر ہم سے مل لو گے تم یہیں رہو اس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ کافر حضور اکرم ﷺ کے سخت جانی دشمن تھے لیکن اپنی امانتیں سونا چاندی درہم و دینار وغیرہ حضور اکرم ﷺ کے پاس رکھواتے تھے ان کو حضور پرنور ﷺ پر اتنا اعتماد تھا اور اللہ کے محبوب ﷺ پر ان کا اعتماد تھا اور اللہ کے محبوب ﷺ نے بھی ایسا نہیں کیا کہ یہ میری جان کے دشمن ہیں تو اب میں ان کے مال کی حفاظت کیوں کروں لیکن نہیں امانت بہرحال امانت ہے سخت دشمنی ہونے کے باوجود آپؐ نے ان کی امانتوں کو محفوظ رکھا۔

غرضیکہ آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سپرد امانتیں کیں اور فرمایا کہ یہ فلاں کی ہے یہ فلاں کی ہے۔ ان کافروں کے نام بھی بتائے جن کی وہ امانتیں تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کا اسم گرامی امین بھی ہے۔

مکہ کے کافر اگرچہ ایمان نہیں لاتے تھے لیکن کہتے تھے کہ محمد ﷺ امین ہیں۔ امانت دار ہیں۔ یہ وہ خوبی ہے جو حضور پرنور ﷺ کو ممتاز کرتی ہے اور امت کو حضور پرنور ﷺ نے یہ تلقین فرمائی کہ چاہے کتنی ہی مشکل ہو جان کو خطرہ ہو ہر طرف سے دشمنوں نے گھیرا ہو پھر بھی جس کی امانت ہو اسے پہنچا دینا چاہیے۔

امانت میں خیانت کرنے والا منافق ہے اور اللہ رب العزت حکم فرماتا ہے أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلَىٰٓ أَهْلِهَا (النساء،۵۸) کہ جس کی جو امانت ہے وہ اس تک پہنچا دی

جائے۔ امانتیں سپرد کرنے کے بعد اللہ کے محبوب ﷺ باہر تشریف لائے کافروں کی آنکھوں میں مٹی پڑگئی وہ آنکھوں کو ملتے رہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ ان کے سامنے سے ہی نکلتے ہوئے تشریف لے گئے اور اس طرح حضور پُر نور ﷺ نے سفر ہجرت شروع فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے سامان سفر تیار کر دیا۔ اونٹنی تیار تھی آپؐ روانہ ہوئے ایک غار میں آپؐ نے پناہ لی اس غار کا تذکرہ قرآن کریم میں آتا ہے اذھما فی الغار جب وہ دونوں غار میں تھے۔ جیسے ہی آپؐ غار میں داخل ہوئے مکڑی نے جالا تان دیا۔ اللہ کے محبوب ﷺ اندر تشریف فرما ہوئے۔ کافر آپؐ کا تعاقب کرتے ہوئے غار کے دہانے تک آ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دیکھا تو پریشان ہوئے۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ،۴۰) غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اللہ میرے ساتھ ہے بلکہ فرمایا معنا ہمارے ساتھ ہے۔ یعنی میرے ساتھ بھی ہے اور میرے صدیق ابوبکرؓ کے ساتھ بھی ہے۔ سبحان اللہ خیر اللہ کے محبوب ﷺ ربیع الاول شریف کے مقدس ماہ میں پیر کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ مدینہ منورہ میں تین میل دور قبا کے مقام پر آپؐ نے قیام فرمایا اہل مدینہ نے آپؐ کا شاندار والہانہ استقبال کیا وہاں آپؐ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد رکھی جو مسجد آج بھی موجود ہے اسے مسجد قبا کہتے ہیں جمعۃ المبارک کا روزِ سعید آیا اہل مدینہ جلوس کی شکل میں آپؐ کو لینے کے لئے قبا آ گئے۔ اردگرد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک گروہ تھا آپؐ اپنی ناقہ مبارک پر سوار تھے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نعرے لگاتے ہوئے اور نعتیں پڑھتے ہوئے آپؐ کی سواری کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے راستے میں ایک مقام پر جمعۃ المبارک کا وقت ہوگیا آپؐ نے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی یعنی راستے ہی میں جمعہ کا وقت ہو گیا یہ مبارک مقدس قافلہ آہستہ آہستہ اپنی منزل کی طرف رواں تھا اور جب آپ شہر مدینہ میں داخل ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لما دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المدينة
احناء كل شيء في المدينة

جب اللہ کے رسول ﷺ نے شہر مدینہ میں قدم رنجہ فرمایا تو مدینے کے گلیاں بازار در و دیوار مدینے کی ہر شے روشن ہوگئی جو آج تک روشن ہے۔ سبحان اللہ شہر مدینہ کی ہر شے روشن ہوگئی۔ اس لئے آج بھی اسے مدینہ منورہ کہتے ہیں۔ آپ کی اونٹنی کو صحابہ کرامؓ روکنے کی کوشش کرتے اور ہر ایک کے دل کی یہ حسرت و آرزو تھی کہ حضور پُرنور ﷺ آج ہمارے مہمان بنیں لیکن آپؐ فرماتے مامورۃ میری اونٹنی کو علم ہے اس نے کہاں ٹھہرنا ہے تم اس کو نہ روکو اور جب سواری کو اتنا علم ہے تو سوار کے علم کا عالم کیا ہوگا۔ تو وہ ناقہ مبارک وہاں آ کر ٹھہر گئی جہاں آج مسجد نبوی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کون مسجد کے لئے جگہ خریدے گا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ جگہ خریدی مسجد نبوی کے لئے جگہ خریدی گئی اور مسجد نبوی بھی آج موجود ہے۔ مجھے اس ضمن میں ایک دلچسپ اور لطیف بات یاد آ گئی۔ آپ کے سامنے عرض کیے دیتا ہوں۔ غالباً 1994ء کو سری لنکا کے شہر کولمبو کے برونائی سنٹر میں ایک انٹرنیشنل بین المذاہب کانفرنس ہو رہی تھی کوئی پچاس ساٹھ ہر مذہب کے علماء اور سکالر وہاں موجود تھے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے بڑے بڑے پوپ اور پادری بھی وہاں تھے میں بھی اس کانفرنس میں شریک تھا میں نے بھی حقانیت اسلام کے حوالے سے وہاں گفتگو کی۔ قرآن مجید فرقان حمید کے متعلق مجھ سے کافی سوالات ہوئے میں نے الحمد للہ ہر ایک سوال کا بڑا تسلی و تشفی بخش جواب دیا۔ کانفرنس کے بعد ایک اجلاس ہوا اس اجلاس میں میرے ایک طرف عیسائیوں کے پادری اور راہب بیٹھے تھے دوسری جانب یہودیوں کے سرکردہ سکالر تھے۔ میں نے ان سے ایک سوال کیا کہ بھئی تم میری بات سنو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کے دعویدار اور ان کے پیروکار ہونے پر فخر کرتے ہو ہم بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اور ہم بھی ان پر ایمان لاتے ہیں ہم تو اللہ کے سارے نبیوں پر الحمد للہ ایمان لاتے ہیں تم بتاؤ اس سرزمین پر کوئی ایک عبادت گاہ چرچ ایسا ہے جس کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے رکھی ہو۔ وہ سوچ میں پڑ گئے۔ ایک نے کہا سیمپو ال۔ میں نے کہا نہیں آپ میری بات شاید سمجھے نہیں۔ یہ سیمپو ال کا چرچ جو سپیا میں ہے یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کا ہے ان کے کسی محبت کرنے والے نے بنایا تھا۔ مجھے وہ بتاؤ جس کی بنیاد بنفس نفیس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دست

مبارک سے رکھی ہو ہم بھی اس عبادت گاہ کی زیارت کریں۔ ہمیں بھی شوق ہے تو وہ لاجواب ہو گئے۔ میں نے دوسری طرف والوں سے پوچھا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑی محبت کرتے ہو تم بتاؤ کوئی ایسی عبادت گاہ تمہارے پاس ہے جس کی بنیاد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی ہو۔ تو وہ یہودیوں کے علماء بھی لاجواب ہو گئے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی عبادت گاہ محفوظ نہیں اور موجود بھی نہیں جس کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہو۔ تو میں نے انہیں کہا الحمد للہ ہمارے مذہب کے جو بانی ہیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہمارے پاس دو ایسی مساجد ہیں جن کی بنیاد ہمارے پیارے نبی اللہ کے محبوب رحمۃ العالمین حضور پُرنور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ ایک مسجد قبا اور دوسری مسجد نبوی اور ساڑھے چودہ سو سال سے یہ دونوں مساجد آج بھی موجود ہیں۔ یہ بھی حقانیت اسلام کی ایک دلیل ہے۔ خیر میں عرض کر رہا تھا مسجد نبوی کے لئے زمین خریدی گئی۔ کھجور کے پتوں کی چھت ڈالی گئی۔ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع ہو گیا لوگ گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ ایک دن حضور پُرنور ﷺ مسجد میں تشریف لائے ایک صحابیؓ کو دیکھا نماز پڑھ رہے ہیں آپؐ نے آواز دی تو وہ جلدی جلدی نماز پڑھ کر حاضر ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تمہیں بلایا تو تم آئے کیوں نہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا فرمایا تم نے اللہ کا حکم نہیں سنا اسۡتَجِيۡبُوۡا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوۡلِ (الانفال، ۲۴) اللہ اور اس کا رسولؐ بلائے تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے کوئی آپ کو سلام کرے آپ نے جواب دیا کوئی بلالے آپ نے بات سن لی تو اب نماز نئے سرے سے دوبارہ پڑھنی پڑھے گی۔ اللہ کے محبوب ﷺ بلائیں تو پھر مسئلہ بدل جاتا ہے۔ حالت نماز میں آپ کسی کو بلائیں وہ جائے آپؐ نے جدھر بھیجا وہ کام کرے واپس آئے تو نماز وہیں سے جا کر مکمل کرے جہاں سے اس نے چھوڑی تھی۔ وہ اللہ کے رسولؐ کی اطاعت میں تھا تو اس وقت بھی اللہ کی عبادت میں تھا اللہ ہم سب کو محبوب ﷺ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ وقت کافی ہو گیا بقیہ مضمون زندگی رہی تو انشاء اللہ پھر عرض کروں گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جنت کا حُسن و جمال

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃٌ و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

محترم مقتدر علمائے کرام میرے بھائیوں اور عزیز نوجوانو، محترم مقتدر علمائے کرام، مشائخ عظام اور میرے بزرگو، عزیز نوجوانو! السلام علیکم۔ میں نے رات بھی اور اب ایک دفعہ پھر جمعیت علمائے پاکستان کے تمام اراکین اور مجلس استقبالیہ کو اور صوبہ پنجاب کی تمام قیادت کو اور خاص طور پر جناب قاری زوار بہادر صاحب کو ان کے تمام ساتھیوں کو صدر محفل محترم علامہ محفوظ مشہدی صاحب کو اور تمام معاونین اور خادمین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور جس محبت کے ساتھ آپ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دور دراز سے سفر کرتے ہوئے جس خلوص کے ساتھ آپ آج کے اس بابرکت اجتماع میں تشریف لائے ہیں میں آپ تمام کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ منتظمین کو بھی اور آپ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

جمعیت علمائے پاکستان کے سلسلے میں آپ کے سامنے پروگرام رکھا گیا اور ہمارے جو بھی ساتھی سٹیج پر تشریف لاتے رہے بڑی ایمان افروز باتیں آپ کے سامنے کرتے رہے اور آپ سب ماشاء اللہ بڑی محبت سے سماعت کرتے رہے۔ اب میں مختصری چند گزارشات کروں گا اور اس کے بعد ہم سب انشاء اللہ صحیح وقت پر عصر کی نماز ادا کریں گے اور ان پر عمل بھی کریں گے نہ بھی اتفاق کریں تو مجھے کوئی شکایت نہیں ہوگی لیکن اگر آپ اتفاق کر کے عمل کر لیں گے تو میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں گا اور آپ کے لئے بھی یہ بات باعث رحمت و برکت ہو گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آج ہم اس بات کا عہد کریں گے کہ آج کے بعد انشاء اللہ ہم پانچوں وقت کی نماز باجماعت کا اہتمام باقاعدگی سے استقامت کے ساتھ جاری رکھیں گے۔ انشاء اللہ اور دوسری بات یہ ہے کہ آنے والے مبارک اور بابرکت مقدس مہینے رمضان المبارک میں انشاء اللہ ہم خود بھی اپنے اہل و عیال کو اس مبارک مہینے کا احترام کرنے اور تلاوت قرآن پاک کرنے کی تلقین کریں گے اور اس پر انشاء اللہ ہم پابندی بھی کروائیں گے اور آج ہم یہ بھی عہد کریں گے کہ جتنی بھی محرمات شرعیہ ہیں جو کام ہمارے لئے حرام ہیں ہم اللہ رب العزت کی توفیق کے ساتھ ان سے بچنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں گے یہ تو وہ گزارشات تھیں جن کا ہماری ذاتی زندگی سے تعلق ہے اجتماعی زندگی کے متعلق ایک دو باتیں بڑی اہم ہیں۔ اگر آپ

ان پر عمل فرمالیں تو سبحان اللہ انتہائی خوشی ہو گی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنے حلقے میں اپنے علماء سے رابطہ رکھیں اور جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے اپنے علاقے کی مساجد میں اور اپنے محلوں میں درس قرآن اور درس حدیث کا اہتمام کریں اور قرآن پاک کا درس ہماری تربیت کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ اپنے علاقے کے علمائے اہلسنت سے درخواست کر کے ہر ماہ کچھ ایام مخصوص کر کے ان میں درس قرآن کا اہتمام کریں۔ درس حدیث کا انتظام کریں۔ اس طرح انشاء اللہ ہمارے اپنے کارکنان سے رابطہ رہے گا اور اپنے علماء سے رابطہ رہے گا اور جب ہمارا اپنے علماء سے قرآن اور حدیث کے وسیلہ سے رابطہ ہو گا تو انشاء اللہ پھر ہمارے لئے کئی راہیں کھل جائیں گی اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ جمعیت علمائے پاکستان کا جھنڈا جس پر گنبد خضریٰ کا نقش بنا ہے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر ہے اس جھنڈے کو ہم اپنے جلسے اور جلوسوں کی زینت تو بناتے ہیں تو کیا یہ جھنڈا ہمارے گھروں پر نہیں لگ سکتا۔ یقیناً لگ سکتا ہے تو آپ اگر اس کو اپنے گھروں میں اور اپنے دفاتر میں لہرائیں گے تو آپ کے گھر بھی گنبد خضریٰ کے سائے میں رہیں گے اور ممکن ہے کہ اس جھنڈے کی وجہ سے وہاں کا بلاوا بھی آ جائے اور اگر یہ جھنڈا گھر پر لگ جائے گا تو معلوم ہو گا کہ یہ جمعیت علمائے پاکستان کے خادم کا گھر ہے اور نبی کا غلام اس گھر میں رہتا ہے اور حضور پرنور ﷺ کا دیوانہ مستانہ یہاں رہتا ہے۔ یہ اس کی علامت ہو گی اور پاکستان کے حالات کے حوالے سے ابھی ابوالخیر ڈاکٹر محمد زبیر صاحب جو ایک بہت بڑے علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے جمعیت علمائے پاکستان صوبہ سندھ کے صدر بھی ہیں اور قومی اسمبلی میں جمعیت علمائے پاکستان کی نمائندگی بھی کرتے ہیں انہوں نے بڑی کارآمد باتیں آپ سے کیں اور اس سے قبل بھی ہمارے مقررین علماء وفضلاء تقریر فرماتے رہے۔ جمعیت علمائے پاکستان اور متحدہ مجلس عمل ہم متحدہ مجلس عمل کا حصہ ہیں متحدہ مجلس عمل میں ملک کی تمام دینی جماعتیں شامل ہیں اور متحدہ مجلس عمل دینی جماعتوں کا اتحاد ہے مگر اب یہ اتحاد نہیں ہے بلکہ یہ اتحاد ایک تحریک بن گیا ہے اور اس مجلس عمل کا منشور ہے کہ ملک میں نظام مصطفیٰ کو نافذ کرنا ہے تو متحدہ مجلس عمل تحریک ہے نظام مصطفیٰ کی۔ اب متحدہ عمل مجلس عمل

ایک قوت ہے ایک تحریک ہے اور جب ایک تحریک بن جاتی ہے تو اس کا ختم کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے بلکہ ناممکن ہوتا ہے یہ حکومت جو سازشیں کر رہی ہے یہ مجلس عمل کے مقابلے میں بڑے کمزور ہیں۔ مخالفین کوشش کر رہے ہیں مجلس عمل کو توڑنے کی لیکن وہ کمزور ہے اور انشاء اللہ آنے والے انتخابات میں مجلس کامیابی حاصل کر کے ملک میں نظام مصطفیٰ کا نفاذ کرے گی اور تمام کارکن اس جذبے کے ساتھ شامل رہیں اور آپ نے دیکھا کہ حکومت یہ کہتی ہے اسرائیل کو تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے۔ اسرائیل سے ہمارا کیا جھگڑا ہے؟ اللہ اکبر کیا یہودیوں سے اسرائیل سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ یہ ماڈرن مسلمان کہتے ہیں کہ اسرائیل سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے اس لئے کہ واشنگٹن اسرائیل اور امریکہ ایک ہیں اور جو یہ کہتے ہیں اسرائیل سے ہمارا کوئی جھگڑا نہیں وہ واشنگٹن کے حاشیہ بردار ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اسرائیلیوں سے یہودیوں سے ہمارا جھگڑا ہے پہلے دن سے ہے یہ مدینہ منورہ سے شروع ہوا ہے اور قیامت تک رہے گا اور آج نہیں تو کل انشاء اللہ اسی فوج میں محمود غزنوی پیدا ہوگا، شہاب الدین غوری پیدا ہوگا، صلاح الدین ایوبی پیدا ہوگا، محمد بن قاسم پیدا ہوگا۔ انشاء اللہ اسی فوج میں انشاء اللہ احمد شاہ ابدالی پیدا ہوگا اور انشاء اللہ یہی فوج جو کہ کفر و اسلام میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی اور حکومت یقین رکھے کہ متحدہ مجلس عمل اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دے گی کہ پاکستانی فوج امریکہ کی حفاظت کے لئے جائے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے اپنی فوج کو ہم سیدنا عبدالقادر جیلانی کی سرزمین پر گولیاں چلانے کے لئے نہیں بھیجیں گے۔

امریکہ کا قبرستان بن رہا ہے اور انشاء اللہ فلسطین میں کشمیر میں جہادی قوتیں کامیاب ہوں گی۔ انشاء اللہ فتح و نصرت کے دروازے کھلنے والے ہیں اور یہ صدی انشاء اللہ غلبہ اسلام کی صدی ہے اور یہ دین باقی رہا ہے اور باقی رہے گا کیونکہ اللہ رب العالمین نے قرآن کی حفاظت کا ذمہ لے لیا اور دین کی حفاظت کا ذمہ تمہیں دے دیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کے مددگار اور محافظ بن گئے اگر تم نے اس دین کی حفاظت کی تو اللہ تمہارے پیروں کو قدموں کو ثبات عطا فرمائے گا اب دین کی حفاظت کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ دس ہزار سے زائد غیر

ملکی طلباء یہاں قرآن وحدیث پڑھنے آتے ہیں اب وہ بے چارے سارے ہندوستان جا رہے ہیں ہمارے ہاں ان کو بھگایا جا رہا ہے یہ طلباء پڑھ کر اپنے اپنے ملکوں میں جاتے انڈونیشیا، ملائشیا، افریقہ جاتے تھے تو دین کی تبلیغ کرتے پاکستان کا نام روشن ہوتا تھا۔ان کی قدر ہوتی تھی کہ پاکستان سے عالم بن کر آیا ہے۔ان کو بھگایا جا رہا ہے لیکن میں بتا رہا ہوں کہ امریکہ کا ایجنڈا کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ یہ امت کو امت جہاد ہے۔و جاهدو فی الله حق جهاده اللہ کی راہ میں جہاد ہی کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے تم مسلمان ہو پھر پاکستانی هو اجتنبکم اللہ نے تم کو چن لیا ہے۔

الغرا خال فی ظالما او مظلوماً اپنے ظالم بھائی کو ظلم سے روک کر مدد کرو اور مظلوم کی مدد کرو یہ مقصد ہے آج کے اس اجتماع کا اللہ ہمیں کامیاب کرے پڑھو ادب سے کھڑے ہو کر سلام عرض کریں

یا نبی سلام علیك یا رسول سلام علیك یا حبیب
سلام علیك صلوة الله علیك۔

آپ یاد کریں تاریخ یہودیوں کو حضور پرنور سید العالمین محمد ﷺ نے یہودیوں کو مدینے سے نکالا تھا پھر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور پرنور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق کے یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے نکال دو اور یہ کہ بے دین جزیرۃ العرب میں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

تو یہودیوں سے ہمارا جھگڑا تو ہے اگر تمہارا جھگڑا نہیں ہے تو مدینے والوں کا جھگڑا تو ہوتا رہے گا تو آنے والا موکد یہودیوں کے ایجنٹوں امریکہ کے حاشیہ برداروں اور رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے درمیان موکد ہونے والا ہے اور اس کے لئے خادمین اور اراکین کو تیار رہنا چاہیے اور سوچیں ضرور سوچیں یہ جو کہتے ہیں کہ ملک کو ماڈرن اور سیکولر بنانا ہے یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح یہودیوں کی بیٹیاں بش اور بلیئر کی اولاد ٹیلی ویژن پر آ کر ڈانس کرتی ہیں اس طرح مسلمان کی بہو بیٹیاں بھی سٹیج پر آ کر ڈانس کریں۔کیا آپ یہ چاہتے ہیں؟ (توبہ توبہ)

ہندوؤں کی بیٹیاں تو ڈانس کر سکتی ہیں کیونکہ ہندوؤں کے مذہب میں ناچنا اور گانا جائز ہیں۔ یہودیوں عیسائیوں میں بے غیرتی، بدکاری اور بے حیائی ہے لیکن مسلمانوں کو اور مسلمان گھرانوں کو اسلام نے جو تقدس پاکیزگی عطا فرمائی ہے اس کی برکت حمیت اور غیرت اس کی اجازت نہیں دیتی حضور پرُنور ﷺ نے اپنی امت کو شرم و حیا کا پیکر بنایا ہے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اس امت کی بیٹیوں پر جو چادر ڈالی ہے اس چادر زہرہ کو یہ اتارنا چاہتے ہیں تو کیا آپ اور ہم گنوا سکتے ہیں ﷺ ہرگز نہیں تو جان لو ماڈرن اسلام کا مطلب یہی ہے جو کہتے ہیں یہاں ماڈرن اسلام آئے امریکہ کا اسلام آئے وہ امریکہ چلے جائیں یہاں تو انشاء اللہ مدینے والے کا اسلام آ کر رہے گا۔ پاکستان کا ٹیلی ویژن P.T.V دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ یہودیوں کا ٹیلی ویژن ہے۔ یہ ہندوؤں اور عیسائیوں کا ٹیلی ویژن ہے۔ یہ ہندوؤں کی ثقافت پیش کرتا ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی ثقافت اس میں نہیں ہے۔ اس میں تو لندن واشنگٹن اور فرانس کی ثقافت ہے۔ اسلام کی ثقافت اس ٹیلی ویژن میں نہیں ہے۔ یہ بے حیائی اور بے شرمی کا اڈہ ہے۔ اس کے ساتھ جتنے بھی آج نئے نئے چینل کھل رہے ہیں یہ سب بے حیائی و برائی میں ایک دوسرے سے آگے جانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ شیطانی چکر شروع ہو گیا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ بے حیاؤں اور بے غیرتوں کی ایک نسل پاکستان میں پیدا ہو جائے۔

لیکن انشاء اللہ نظام مصطفیٰ کے خادم ابھی موجود ہیں ہم مغرب اور واشنگٹن کی ان کوششوں کا منافقین اسلام جو یہاں یہودیوں ہندوؤں اور عیسائیوں کے ایجنٹ ہیں ہم ان کا بھرپور مقابلہ کریں گے اور جب تک دم میں دم ہے دین مصطفیٰ کی حفاظت ہمارا فریضہ بھی ہے اور یہ ہمارا مقدر ہے جب تک زندگی ہے انشاء اللہ یہ فریضہ پورا کرتے رہیں گے۔ آپ نے دیکھا اس وقت امریکہ کے کہنے پر مدارس اسلامیہ پر ہاتھ ڈالا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں یہاں دہشت گرد ہیں اور دہشت گرد تو امریکہ میں ہیں۔ سب سے بڑا دہشت گرد تو بش ہے ٹونی بلیئر ہے جو فلسطین میں مسلمانوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ سب سے بڑا دہشت گرد تو واجپائی ہے جو کشمیر

میں خون ریزی کر رہا ہے۔ اسی لاکھ مسلمان کشمیر میں شہید ہو چکے ہیں اور دس ہزار مسلمان صرف دو سالوں میں فلسطین میں شہید ہو چکے ہیں۔ کشمیر کی بیٹی اور مسلمانان فلسطین کی بیٹیاں منتظر ہیں کوئی محمد بن قاسم آئے کوئی صلاح الدین ایوبی آئے اور ان کے سر پر چادر زہرہ ڈال دے وہ چادریں جو یہودی افواج ہندو فوجیں تاراج کر رہی ہیں اور اب ہم سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرلو اور ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ عراق میں پاکستانی فوج کو بھیج دو۔ بھئی پاکستانی فوج کا ہے کو بھیجنی ہے امن قائم کرنے کے لئے اگر عراق میں پاکستانی فوج بھیجنی ہے تو وادیٔ نیلم کشمیر میں کنٹرول لائن پر جہاں دو لاکھ کشمیری مسلمان شہید ہو چکے ہیں وہاں پاکستانی فوج کیوں نہیں بھیجی جاتی دو لاکھ کشمیری مہاجرین جو بے چارے اپنے گھروں کو واپس نہیں جا سکتے سب سے بڑا دہشت گرد اٹل بہاری واجپائی ہے، کے ایل ایڈوانی ہے اگر پاکستانی فوج نے امن قائم کرنا ہے تو پاکستانی فوج کشمیر میں امن کیوں نہیں قائم کرتی۔ ہم یہ سوال کرتے ہیں بتائیں کیا یہ سوال حق بجانب ہے کہ نہیں؟ اگر امن قائم کرنا ہے تو عراقی مسلمانوں کی مدد سے پہلے فلسطین میں امن قائم کرنے کے لئے فوج کو بھیجو جن کے معصوم بچوں کو یہودی اپنے ٹینکوں سے کچل رہے ہیں۔ دس دس بارہ سال کے بچوں کو کشمیر میں انڈین فوجیں مار رہی ہیں مسلمانوں کی نسل کشی کی جا رہی ہے۔ وہاں فوج کیوں نہیں جاتی؟ فوج امریکیوں کو بچانے کیوں جاتی ہے، پاکستانی فوج تو ہماری فوج ہے یہ تو نبی اور پیارے مصطفیٰ ﷺ کے جانثاروں کی فوج ہے یہ غازی ہیں یہ پراسرار بندے ہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ اس فوج کا شعار ہے۔ نصب العین کیا فوج کو ٹیکس امریکیوں کو بچانے کے لئے دیتے ہیں؟ نہیں اپنے ملک کو بچانے کے لئے دین کو نافذ کرنے کے لئے ہمہ وقت جہاد کے شوق میں سرگرداں رہنے کی وجہ سے ہم اس کو جہادی فوج کہتے ہیں۔

ہجرتِ حبشہ اور شاہِ نجاشی

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلاً کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ
و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

مقتدر علمائے کرام اور قابل صد احترام مشائخ عظام اللہ جل جلالہ کے فضل و کرم سے جمعیت علمائے پاکستان کی طرف سے آج ہم اس بابرکت اور روحانی اجتماع میں حاضر ہیں۔ اللہ ہم سب کی کاوش جمیل کو قبول فرمائے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (المنافقون، ۸)

عزت اللہ کے لئے ہے، عزت اللہ کے رسولؐ کے لئے ہے اور عزت رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے لئے ہے۔ عزت و غلبہ عطا کرنے والا وحدہٗ لا شریک مالک ہے۔ بدنصیب اور بدبخت ہیں وہ مسلمان حکمران جو اللہ رب العالمین اور حضور پُرنور ﷺ کی عطا فرمائی ہوئی عزت کو چھوڑ کر کافروں کے ہاں عزت تلاش کرتے ہیں اور ان بے عزتوں سے عزت کی بھیک مانگتے ہیں۔ یاد رکھیں ان العزة للّٰه جمیعا عزت ساری کی ساری اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے تو منافق ہے وہ حکمران جو امریکہ کی دوستی پر فخر کرتے ہیں اور جو بھارت کی دوستی پر فخر کرتے ہیں اور ناز کرتے ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی دوستی پر حالانکہ یہ مسلم بات ہے کہ ایمان والے اگر اللہ اور اس کے رسولؐ سے اپنا رشتہ جوڑ لیں تو عزت والے ہو جائیں گے۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے کبھی خیر خواہ نہیں ہو سکتے لہٰذا امریکہ روس اور بھارت سے ہمیں کبھی خیر کی توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ ان کو جب بھی کہیں نہ کہیں موقع ملے گا یہ مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر ضرور گھونپ دے گا۔ یہ سب کچھ اللہ رب العالمین جل جلالہ نے پوری وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ گائیڈ لائن دی کہ مسلمان اگر حکومت کریں تو امر بالمعروف کریں اور نہی عن المنکر کریں۔ نیکیوں کو پھیلائیں اور برائیوں کی روک تھام کریں اس سلسلے میں ہم حضور پُرنور ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی مقدس حیات کا مطالعہ کریں۔ حضور پُرنور ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جن دکھوں اور تکالیف کو دین کے لئے جس صبر و ہمت کے ساتھ برداشت کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اگر ہم مکہ معظمہ کے ابتدائی تیرہ سال دیکھیں جو بڑی آزمائش کی زندگی تھیں مکہ معظمہ کے کافر قدم قدم پر مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے اور بار بار کہتے

تھے کہ ہم تم کو اس دین پر قائم نہیں رہنے دیں گے اور وہ صحابہ کرامؓ ہر قدم پر کہتے تھے کہ ہم دین اسلام کو کبھی ترک نہیں کریں گے۔ ان میں سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جن کا ذکر مبارک آپ علمائے کرام سے سنتے رہتے ہیں۔ انہیں کوہِ استقامت لوگوں میں سے آل یاسر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا خاندان تھا۔ انہیں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ انہوں نے قدم قدم پر بہت سی مشکلات کا سامنا کیا اور حضور پرنور ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام والسلام کو جو تکالیف پہنچیں ان تمام سے زیادہ تکالیف حضور پرنور ﷺ کو تکالیف دی گئیں۔ لیکن اللہ کے محبوب ﷺ کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی اور ظاہر ہے حضور پرنور ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین میں بھی جوش ایمان تازہ رہتا تھا اور جتنی سختیاں ہوتی تھیں اتنا ہی ان کا ایمان نکھر کر سامنے آتا تھا۔ صحابہ کرامؓ اور حضور پرنور ﷺ کا مکے والوں نے بائیکاٹ کیا۔ شعب ابی طالب میں آپ کو محصور کیا۔ مکہ معظمہ کے ساتھ ہی یہ گھاٹی تھی جہاں مکہ معظمہ والوں کے اونٹ بکریاں چرتی تھیں اور بیٹھتی تھیں وہ گھاٹی آج بھی موجود ہے اور آج وہ شہر کا حصہ ہے اور کھانا پینا تجارتی لین دین یہ تمام سلسلے ختم کر دیئے گئے۔ مسلمانوں کے ساتھ اور تین برس تک یہ صورتحال رہی ہے اور کبھی کبھی ایسا ہوا کہ حضور پرنور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے کھانے کی کوئی چیز نہ ہوتی تو کھجور کی گھٹلیاں پیس کر کھاتے۔ اس طرح شعب ابی طالب میں گزارا ہوا۔ اس کے بعد اللہ کے حکم سے حضور پرنور ﷺ نے ہجرت کا حکم دیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو ہجرت کی اجازت دی۔ ہجرت کا مطلب ہے اپنے ایمان کو بچانے کے لئے اپنے وطن کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جانا۔ قرآن پاک میں ہے۔ **الذین اٰمنوا وھاجروا** جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی۔

یعنی ایمان کے بچانے کے لئے ہجرت کی اور ایمان کی سلامتی کے لئے کی۔ مال کو قربان کر دیا عزیز و اقارب کو قربان کر دیا، مال و جائیداد کو قربان کر دیا لیکن اپنے ایمان کو بچا لیا۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا سرمایہ ایمان ہے کیونکہ جب آدمی مرتا ہے تو سب کچھ

یہیں رہ جاتا ہے ایمان ساتھ جاتا ہے اور یہ بہت بڑی نعمت ہے چنانچہ حضور پرُنور ﷺ کے اشارہ کے مطابق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حبشہ کی طرف پہلی ہجرت فرمائی۔ ایمان کی سلامتی اور ایمان کو بچانے کے لئے ان میں حضور پرُنور ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور ان ہجرت کرنے والوں میں سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے داماد بھی تھے تو اس طرح ہجرت کا یہ سلسلہ شروع ہوا۔ حبشہ ایک ملک ہے یہ افریقہ میں ہے اس کو انگریزی میں کہتے ہیں ایتھوپیا۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ خطِ استوا کے بالکل نیچے ہے اور یہاں شدید گرمی پڑتی ہے اور شدید گرمی کی وجہ سے وہاں رہنے والے بالکل کالے سیاہ ہو جاتے ہیں اور حبشہ مکہ معظمہ سے کافی دور ہے۔ مکہ معظمہ سے آدمی چلتا ہے تو پہلے سمندر پر آتا ہے اور اس سمندر کا نام ہے Red.C (ریڈ سی) افریقہ اور عربیاں کے درمیان میں Red. یہ سمندر ہے ایک کونے پر نہر سوئس ہے اور دوسرے کونے پر نہر عدن ہے اور درمیان میں Red. C جس کو بحر احمر کہتے ہیں تو مکہ معظمہ سے حبشہ جانے کے لئے اس سمندر بحر احمر کو بھی عبور کرنا پڑتا تھا۔ کشتی کے ذریعے یہ سفر ہوتا تھا اور یہ تقریباً چار سو میل کا سمندر کا سفر ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے سمندر کا سفر کیا اور پھر آٹھ دن تک چلتے رہے اور چلتے چلتے حبشہ پہنچ گئے تو پہلے سمندر کو عبور کیا پھر افریقہ کے صحرا کو عبور کرنے کے بعد حبشہ داخل ہوئے۔ یہ کافی طویل سفر صحابہ کرامؓ نے دین کو بچانے کے لئے اور حضور پرُنور ﷺ کے ارشاد کے مطابق کیا۔ حبشہ میں بادشاہت کا نظام تھا اور یہ بڑی پرانی بادشاہت تھی اس وقت ایک عیسائی بادشاہ تھا جس کا نام اصحب تھا اور وہ عیسائی مذہب کا بہت بڑا وارث اور محافظ سمجھا جاتا تھا لقب اس کا نجاشی تھا۔

تو مسلمانوں کو وہاں ٹھہرنے کی اجازت مل گئی۔ مکہ معظمہ کے لوگوں کو پتہ چلا کہ بھئی اس طرح تو مسلمان جا جا کر اکٹھے ہو جائیں گے اور ان کی ایک بڑی تعداد بن جائے گی اور آگے چل کر یہ تو ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ ہوگا ہم تو یہ چاہتے تھے کہ یہ ایمان چھوڑ دیں دین چھوڑ دیں۔ انہوں نے دین تو چھوڑا نہیں ملک کو چھوڑ دیا۔ تو یہ بھی پروگرام بنا کر حبشہ کے بادشاہ کے دربار میں پہنچے اور یہ پورے وفد کی شکل میں آئے۔ بڑے تحفے تحائف وغیرہ لے کر

بڑے اہتمام اور پروٹوکول سے بادشاہ سے ملے اور انہوں نے بادشاہ سے آ کر کہا ہمارے لئے مسئلہ یہ ہوا کہ ایک نیا دین متعارف ہوا ہے اور اس دین کے لانے والے ہمارے اپنے ہی قبیلہ کے آدمی ہیں۔ انہوں نے دعویٰ نبوت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اللہ وحدہٗ لا شریک ہے اور یہ عقیدہ عیسائیوں کے بھی خلاف ہے کیونکہ عیسائی عیدہ تثلیث کے قائل ہیں تو انہوں نے عیسائی بادشاہ کو بھڑکانے کی کوشش کی اور کہا کہ ان کو ہمارے حوالے کرو اب یہ تمہارے ملک میں بھی فساد پھیلائیں گے۔ بادشاہ نے بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ ان کی باتوں کو سنا اور کہا کہ ٹھیک ہے اب انصاف اور عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بھی دربار میں بلایا جائے اور وہ جو کہتے ہیں اس کو سنا جائے۔ تحقیقات کرنے کے بعد کل ہم فیصلہ کریں گے۔ ایسے تھوڑے ہی تمہارے حوالے کر دیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ بادشاہ نے اعلان کروایا شاہی دربار سجایا مسلمانوں کو بلایا گیا اور ساتھ ساتھ اس نے پورے ملک کے پادریوں اور راہبوں کو جو ان کے علماء تھے انہیں بھی بلوالیا۔ مذہب کا معاملہ ہے تو بادشاہ نے بھرے دربار میں ہجرت کر کے آئے ہوئے مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ مکہ میں جھگڑا کرتے ہیں اور نیا دین آپ نے ایجاد کیا ہے یہ مکہ کے لوگ تمہاری شکایت لے کر آئے ہیں کیا واقعی ایسا ہے تم اپنا موقف بیان کرو۔

تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا بادشاہ سلامت! یہ جو لوگ آپ کے پاس شکایت لے کر آئے ہیں انہوں نے بڑی غلط بیانی کی ہے ہمارے ہاں جو نبی مبعوث ہوئے ہیں ان کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم سب کا خالق اللہ ہے اور اللہ ہی ہمارا مالک ہے ہم اسی کی عبادت کریں یہ جو تم نے اپنے ہاتھوں سے بت تراشے ہیں وہ الہٰ نہیں ہیں اللہ موت و حیات کا خالق ہے وہ قادر مطلق ہے، عبادت اس کی کریں اور اس کا کوئی بیٹا بیٹی بیوی نہیں ہے۔ وہ پاک ہے وحدہٗ لا شریک ہے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بادشاہ! میں آپ کو وہ کلام سناتا ہوں جو اللہ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بذریعہ وحی نازل ہوا ہے۔ آپ اس کو سنیں اور سن کر فیصلہ کریں یہ جو الزام لگاتے ہیں کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ

اسلام کو نہیں مانتے یا توہین کرتے ہیں تو یہ تو ایسا نہیں ہے۔تو سبحان اللہ اب حضور اکرم ﷺ کے صحابیؓ نے قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کی سورۂ مریم سے تو ہر طرف سناٹا چھا گیا اور قرآن مجید فرقان حمید کا اعجاز ہے کہ آج بھی تلاوت کی جائے تو اس کی حلاوت محسوس ہوتی ہے اور اس کی سحر آفرینی اور اس کی تاثیر جس کو کہتے ہیں Empect وہ تو مسلمہ حقیقت ہے کہ ساڑھے چودہ سو سال ہو گئے اور اس کا اثر آج بھی ختم نہیں ہوا۔

آج یہ حال ہے تو جب پڑھنے والے رسول اللہ ﷺ کے صحابیؓ تھے تو اس وقت کیا عالم ہو گا اللہ۔اللہ۔

قرآن کی تلاوت سن کر سارے درباروالے آب دیدہ ہو گئے۔تمام کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں اور اس محبت سے سن کر ان کے دل روشن ہو گئے اور جب تلاوت ختم ہوئی تو اس نجاشی بادشاہ نے کہا سبحان اللہ یہ کلام برحق ہے یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہے یہ کلام واقعی اللہ کا کلام ہے اور اس کلام کا اثر ہم نے محسوس کیا ہے اور وہ نبی جن پہ یہ کلام نازل ہوا ہے وہ نبی بھی حق ہے اور میں بھرے دربار میں اعلان کرتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور بادشاہ نے اسلام قبول کر لیا اور اس طرح حبشہ میں اسلام کا نور پھیلا اور حبشہ یہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا دیس ہے اور یہ آیۂ مبارکہ نازل وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ (المائدہ، ۸۳) کہ اے محبوب! جب انہوں نے سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور حضور پرنور ﷺ بھی قرآن سن کر آب دیدہ ہو جاتے یعنی اللہ کے محبوب ﷺ اس کلام کو ذوق و شوق کے ساتھ پڑھتے بھی تھے اور سنتے بھی تھے اور خشیت الٰہی اور محبت الٰہی میں آنسو بھی بہاتے۔ہاں تو وہ عیسائی بادشاہ رو دیا اور مسلمان ہو گیا چنانچہ ہجرت کامیاب رہی مکہ کے کافر یہ سمجھتے تھے ان مسلمانوں کو پکڑ کر ہم لے جائیں گے اور پھر ان کو ماریں گے ان کی تمام امیدوں پہ پانی پھر گیا بلکہ بادشاہ نے کہا آپ یہاں پناہ لینے آئے ہیں یہ اب آپ کا ملک ہے اپنی مرضی سے یہاں رہیں اور مکہ سے جو کافر آئے تھے انہیں کہا کہ میں ان کو آپ کے حوالے نہیں کر سکتا۔وہ مایوس

ہو کر لوٹ آئے اور یوں ہجرت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر حضور پُرنور ﷺ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا اور جب حضور پُرنور ﷺ نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت فرمائی تو بہت سے صحابہ کرامؓ وہیں حبشہ سے سیدھے مدینے کی طرف آ گئے جدھر اللہ کے محبوب ﷺ تشریف لے گئے صحابہ کرامؓ بھی ادھر ہی ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے تو عزت رسول ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ ہونے میں ہے۔

ایک دن حضور پُرنور ﷺ مدینہ میں تشریف فرما تھے فرمایا بادشاہ حبشہ نجاشی کا انتقال ہو گیا۔ سبحان اللہ پندرہ سو میل کا فاصلہ کوئی ٹیلی گرام فون ٹی وی وغیرہ نہ تھے صحابہؓ جانتے تھے یہ تو فرش پر بیٹھ کر عرش کی خبر رکھتے ہیں۔ فرمایا اس کا جنازہ پڑھیں کہتے ہیں یہ غائبانہ نماز جنازہ تھا حالانکہ وہ غائبانہ نہیں تھا غائبانہ اس کو کہتے ہیں جب میت سامنے نہ ہو۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم نے سلام پھیرا تو بادشاہ حبشہ کا جنازہ سامنے موجود تھا۔ یہ حضور پُرنور ﷺ کا معجزہ تھا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا نجاشی کی قبر سے لے کر عرش تک نوری نور ہے۔ باقی انشاء اللہ کل کی نشست میں عرض کروں گا۔ اللہ میری حاضری قبول فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

اطمینان قلب کیسے نصیب ہو؟

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلاً کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوٰۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

مقتدر علمائے کرام قابل قدر بھائیو، ہمارے بچو! السلام علیکم

آج حلقہ قادریہ اشاعت اسلام کی طرف سے ایک عظیم الشان اجتماع ہے جس میں ہم اور آپ حاضر ہوئے اور میں حلقہ قادریہ کا مشکور ہوں انہوں نے یاد فرمایا اور میں حاضر ہو گیا آپ حضرات بھی ان کی دعوت پر تشریف لائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کو اس پر دنیا و دین کی بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) اس وقت دنیا میں بڑی بے چینی پائی جاتی ہے امریکہ میں دولت کی فراوانی اور بے پناہ دولت ہے اسی طرح دنیا کے دیگر بہت سے ممالک کے پاس بے پناہ دولت ہے لیکن وہ لوگ جن کے پاس دولت بے شمار ہے لیکن ان کو چین کی نیند نصیب نہیں ہوتی بلکہ وہ سونے کے لئے گولیاں استعمال کرتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ بھئی تمہیں نیند کیوں نہیں آتی اس کا سبب کیا ہے؟ تو اپنی عیش وعشرت اور عیاشی کی وجہ سے اور بے پناہ جائیداد کی وجہ سے انہیں سکون نہیں آتا اب دیکھنا یہ ہے طرز زندگی کے لئے ان کے پاس ہر طرح کی سہولت موجود ہے ملازم ہیں کوٹھیاں، بنگلے سب کچھ ہیں مگر دل کو جس تسلی اور اطمینان کی ضرورت ہے وہ ان کے پاس نہیں ہے اس کی وجہ کیا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن کے پاس اقتدار ہے حکومت ہے بادشاہت ہے۔ بہت سے فرمانروا ہیں مجھے بھی بہت سے حکومتی کارندے صدر وزیر اعظم اور ڈکٹیٹروں سے ملاقات کا موقع ملا لیکن معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ لوگ چین اور سکون کی نیند سو نہیں سکتے زندگی میں دن کو بھی انہیں چین نہیں اور رات میں بھی نہیں اس کی وجہ کیا ہے یعنی آپ نے بھی اس پر کبھی غور فرمایا ہوگا۔ ایک تو یہ ہے کہ آدمی کو کسی قسم کی کوئی بیماری ہو یعنی سر درد یا بخار کی وجہ سے کبھی دو چار گھنٹے کی رات نیند نہیں آئی لیکن جیسے ہی بیماری سے افاقہ ہوا نیند آ جاتی ہے۔ یہ تو الگ بات ہے کوئی بات نہیں۔ لیکن ایک شخص بیمار بھی نہیں تندرست ہے اور صاحب جاہ وحشمت ہے وقت کا بادشاہ ہے لیکن پھر بھی وہ گولیاں کھاتا ہے سونے کے لئے اور دوسری طرف ایک مزدور ہے جس کے پاس دولت کی فراوانی نہیں لیکن وہ اپنی جھونپڑی میں بڑے آرام وسکون سے سو جاتا ہے آپ نے کبھی غور فرمایا ہوگا میں بھی اس پر غور کرتا رہتا ہوں اللہ رب العالمین نے بھی اس مضمون کو

بیان فرمایا ہے کہ لوگ دل کا چین تلاش کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ آ جائے تو زیادہ سے زیادہ جائیداد بن جائے انہیں دولت و جائیداد کی ہوس و حرص ہو جاتی ہے اور ان کا دل اسی طرف مشغول رہتا ہے اور لوگوں نے یہ سمجھا کہ جتنی دولت میرے پاس ہوگی جتنی بڑی حکومت میرے پاس ہوگی اور جتنے زیادہ اختیارات میرے پاس ہوں گے مجھے اتنا زیادہ ہی چین اور آرام میسر ہوگا لیکن ایسا نہیں ہے کسی نے یہ سمجھا کہ میرے پاس جتنی زیادہ گاڑیاں ہوں گی جتنے زیادہ ملازم ہوں اتنی زیادہ اولاد ہوگی اور جتنا بڑا کاروبار ہوگا اتنا ہی زیادہ مجھے چین اور سکون حاصل ہوگا۔

اللہ رب العالمین اپنے پیارے کلام میں بڑے پیارے انداز میں اپنے پیارے محبوب کی پیاری امت کے لئے نسخہ شفا بیان فرماتا ہے۔ اللہ رب العالمین فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اگر تم دل کا قرار اور سکون چاہتے ہو تو وہ سکون کثرت دولت میں نہیں ہے کثرت اولاد میں نہیں ہے کثرت جائیداد میں نہیں ہے دن رات کوٹھیوں پر کوٹھیاں اور محلات پر محلات تعمیر کرنے میں نہیں ہے دل کا سکون دکانوں پر دکانیں پلاٹوں پر پلاٹ اور نئی نئی برانچوں پر برانچیں بنانے میں نہیں ہے اور یہ جو ادویات استعمال کر کے یا گولیاں کھا کر وقتی طور پر مدہوشی آ جاتی ہے نشہ ہو جاتا ہے لیکن حقیقت میں سکون اور دل کا قرار تو ان میں بھی نہیں ہے لیکن واقعی سکون قلب اور دل کا اطمینان اگر کوئی چاہتا ہے تو اللہ رب العالمین فرماتا ہے الا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد، ۲۸) کہ دل کا اطمینان اور چین و سکون تو اللہ کے ذکر میں ہے اس کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ بندہ اللہ کی طرف رجوع کرے اس کے محبوب ﷺ کے دامن سے وابستہ ہو اور یہ ہی سچ ہے کہ اللہ کا ذکر اور اس کے محبوب ﷺ کی اطاعت سے ہی دل کو آرام ملتا ہے دل مطمئن ہو جاتا ہے اور جن لوگوں نے اللہ کا ذکر کیا اور اس کے محبوب ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ ہو گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یونس، ۶۴)

ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں۔

اور جن کے دلوں کو اطمینان ہو جاتے وہ بے خوف ہو جاتے ہیں یعنی اللہ کا خوف جن

کو ہو جاتا ہے ان کو دنیا کا خوف پھر نہیں ہوتا وہ بڑے سکون سے رہتے ہیں اور یہ دنیا کی جو ہوس ہے وہ ختم ہو جاتی ہے کہ یہ بھی مل جائے وہ بھی مل جائے یہ پلازہ میرا ہو وہ گراؤنڈ بھی مجھے مل جائے یہ حرص اور لالچ اگر ختم ہو گیا تو سکون قلب مل جاتا ہے اور سلطانوں کی اخلاقی و روحانی بیماریوں میں سے حرص اور ہوس یہ سب سے بڑی بیماری ہے اور وہ یہ سوچ کر کہ میرا پڑوسی میرے ساتھ رہتا ہے اس کا اتنا بڑا گھر ہے میں بڑا گھر کیوں نہ بناؤں اس کا گھر اتنا خوب صورت ہے میں خوب صورت کیوں نہ بناؤں اس کے اتنے بنگلے ہیں میرے پاس کیوں نہیں میرا بھائی جو میرے پڑوس میں رہتا ہے اس کے پاس اتنے ٹیلی ویژن کمپیوٹر کیبل انٹرنیٹ ہے میرے گھر میں کیوں نہیں اس کے گھر اے سی ہے تو میرے گھر کیوں نہیں۔ اس طرح جب وہ دیکھ دیکھ کر ہوس اور لالچ کرتا ہے تو اس ہوس اور حرص سے ایک اور بیماری جنم لیتی ہے جسے حسد کہا جاتا ہے تو اس کے اندر یہ حسد پیدا ہو جاتا ہے۔

اور حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے تو حرص بھی ایک بیماری ہے مولانا روم فرماتے ہیں

؎ کوزۂ چشم حریصاں پُر نہ شد

حرص طمع کرنے والا اس کا شکم کبھی پُر نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ یہ بھی میرا ہو وہ بھی میرا ہو وہ ایک کے دو، دو کے چار اور چار کے آٹھ بنانے کے چکروں میں دن رات بے چین و بے قرار رہتا ہے اور یہ جو سمجھتا ہے کہ میرا رب مجھے دینے والا ہے اور میرے مصطفیٰ ﷺ بانٹنے والے ہیں اور میرے مقدر کا مجھے مل رہا ہے اور ملتا رہے گا وہ بڑا پرسکون رہتا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ چند دن بعد اس دنیا سے رخصت ہونا ہے اور اگر حلال طریقے سے مال جمع کیا ہو تو ٹھیک اور اگر حرام طریقے سے مال کمایا رشوت لینا حرام ہے اور جس آدمی نے اولاد کے لئے گھر والوں کے لئے حرام کی دولت چھوڑی اس کو خود بھی اس کا حساب دینا ہو گا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی حرام کمائی سے جو اس کی اولاد حرام کاری کرے گی اس گناہ کی سزا بھی اس کے سر ہو گی اور حرام کی کمائی حرام کاموں میں ہی خرچ ہوتی ہے اور لوگ بڑی خوشی خوشی حرام کی کمائی اور حرام کا سرمایہ اولاد کے لئے چھوڑتے ہیں اور اللہ رب العزت فرماتا ہے:

وَتَزَوَّدُوا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی ز (البقرہ،۱۹۷)

زادِ راہ اختیار کرو اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔

بھئی جب ہم سفر کرتے ہیں مثلاً یہاں فیصل آباد سے اگر کسی کو کراچی جانا ہے لاہور جانا ہے تو وہ اپنا کرایہ ضروری کپڑے یہاں سے لے کر چلے گا زادِ راہ لے کر جائے گا یعنی اگر جیب میں پیسے ہوں گے تو کراچی جا کر کسی ہوٹل میں ٹھہرے گا سو جائے گا کھانا کھائے گا اگر زادِ راہ نہ لیا تو وہاں مشکل ہو گی فٹ پاتھ پر بھوکا لیٹنا پڑے گا تو میرے بھائیو ایسے ہی جب اس دنیا سے آخرت کے سفر کے لئے جانا ہے تو کچھ نہ کچھ زادِ راہ تو لینا ہو گا اور وہاں کے لئے بہترین سامان ہے تقویٰ اور تقویٰ کا مطلب ہے اللہ سے ڈرتے رہنا۔ ظاہر و باطن کا ایک دوسرے کا موافق ہونا جو بات دل میں ہو وہی زبان پر ظاہر و باطن یکساں ہے تو نعمت تقویٰ حاصل ہے اپنے رب کو اپنے ظاہر و باطن اپنی جلوت وخلوت میں باخبر سمجھنا یہ تقویٰ ہے۔ اللہ رب العالمین فرماتا ہے:

وما عندکم ینفد وما عند اللہ باق

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو خرچ ہو جائے گا ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا تو جو کچھ تم نے اللہ کے لئے زندگی میں خرچ کیا اور کارِ خیر کیا وہی کام آئے گا۔ کیونکہ بندہ اس دنیا سے خالی ہاتھ جاتا ہے تو بہترین توشہ آخرت تو تقویٰ ہے بخاری شریف کی ایک حدیث ہے میں آپ کے سامنے اس کا مفہوم بیان کر کے گفتگو ختم کرتا ہوں۔ مسجد نبوی کی سرزمین ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین حضور اکرم پُرنور ﷺ کے حضور بڑے ادب سے بیٹھے ہوتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں بنی اسرائیل کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا ایک قصہ سناتا ہوں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ جی حضور!

تو آج ہم بھی اس مسجد میں بیٹھ کر مسجد نبوی کا ذکر کر رہے ہیں اللہ ہم سب کو بھی فیصل آباد کی اس مسجد سے مسجد نبوی میں بلائے آمین۔

تو صحابہ کرامؓ ہمہ تن گوش ہو گئے تو اللہ کے محبوب ﷺ نے فرمایا کہ تین دوست سفر پر نکلے پہاڑی علاقہ تھا ابھی وہ تھوڑے ہی چلے تھے کہ بڑی زور کی موسلادھار بارش ہو گئی طوفان

آ گیا انہوں نے سوچا کہ کسی جگہ پناہ لیتے ہیں تو ان کو ایک پہاڑ میں غار نظر آیا اور وہ بارش اور طوفان سے بچنے کے لئے اس غار میں آ کر بیٹھ گئے۔ اس دوران ایک بہت بڑا پتھر لڑھکتا ہوا آیا اور غار کے منہ پر آ کر گرا اور غار کا دروازہ بند ہو گیا اور وہ تینوں دوست اس غار میں پھنس گئے۔ اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں انہوں نے کوشش کی پتھر کو ہٹانے کی لیکن پتھر بہت وزنی تھا ان تینوں کی قوت اس بھاری بھر کم پتھر کو ہٹانے کے لئے ناکافی تھی بلکہ شاید سو آدمی بھی ہوتے تو وہ اس کو ہلا نہ سکتے تو اب انہوں نے سوچا اب ہم نیکیاں یاد کریں وہ نیکیاں جو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوئیں۔ نیکیاں تو ہم بہت کرتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن آیا یہ مقبول بھی ہوئی ہے کہ نہیں یہ ہمارے عمل سے مقبول نہیں ہوتی بلکہ اس کے فضل سے مقبول ہوتی ہیں ہم نے نماز پڑھی تو سمجھا کہ بھائی ہم تو عابد ہیں ہم میں تو بڑا زہد ہے تکبر آ گیا تو وہ پڑھی ہوئی نماز قبول نہ ہوگی اس لئے کوشش کریں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہو جائیں تو ان میں ایک نے یہ دعا مانگی یا اللہ میرے بوڑھے والدین ہیں اور میں ان کو روزانہ کھانا کھلا کے سوتا ہوں ایک دن ایسا ہوا کہ میں کسی کام کی وجہ سے لیٹ ہو گیا میرے ماں باپ انتظار کر کے سو گئے میں آیا تو وہ سو چکے تھے تو میں نے خود بھی کھانا کھانا تھا اور بچے بھی بھوکے تھے لیکن میں نے خود کھانا نہیں کھایا جب تک میرے والدین بیدار نہیں ہوتے پہلے انہیں کھلایا پھر بچوں کو کھلانے کے بعد خود کھایا۔ اے اللہ! اگر میری والدین سے یہ نیکی تجھے پسند ہے اور مقبول ہے تو اس مصیبت سے ہمیں نکال دے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پتھر کو تھوڑا سا ہلا دیا لیکن وہ اتنا نہ ہٹا کہ اس میں سے آدمی گزر سکے لیکن انہیں امید لگ گئی کہ وہ مالک دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اب دوسرے شخص نے یہ دعا مانگی یا اللہ! میرے علاقے میں ایک غریب مزدور آدمی کام کرتا تھا اس نے اپنی اجرت مزدوری اپنی تنخواہ میرے پاس امانت رکھی اور کہنے لگا جب ضرورت ہو گی لے لوں گا میں نے اس سے بکریاں خرید لیں اور بکریوں میں بڑی برکت ہو گئی ایک بہت بڑا ریوڑ بن گیا اور میرے پاس تو اپنا مال بھی کافی تھا اور جب وہ مزدور واپس لینے آیا تو میں نے کہا یہ سارا ریوڑ تمہارا ہے اس نے کہا مذاق نہ کرو میری تو بہت تھوڑی رقم تھی میں نے کہا کہ میں مذاق

نہیں کر رہا کیونکہ اس وقت کی بڑی دولت اور جائیداد یہی بکریاں، بھیڑیں اور اونٹ ہی تو ہوا کرتے تھے میں نے اس کا سارا ریوڑ اے اللہ صرف تیری رضا کے لئے اس کے حوالے کر دیا اور میرا یہ عمل تجھے پسند ہے تو ہمیں اس مصیبت سے نکال دے تو وہ بھاری بھر پتھر اپنی جگہ سے تھوڑا اور ہٹ گیا لیکن ابھی بھی آدمی اسے گزر کر باہر نہیں جا سکتا تھا۔ تو اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں اب تیسرے آدمی نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی بڑی خوب صورت تھی اور میں اس پر فریفتہ تھا ایک دن وہ مجھے تنہا مل گئی قریب تھا کہ میں گناہ کر بیٹھتا اس نے مجھ سے کہا کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو یہ حرام کام ہے اللہ سے ڈر۔ جب اس نے کہا تو میں نے اپنا برا ارادہ ترک کر دیا۔ اے اللہ! میں واقعی تجھ سے ڈر گیا اے اللہ! میں نے زنا نہیں کیا صرف تجھ سے ڈر گیا اور اے اللہ! اگر یہ تیرے خوف والی میری نیکی اگر تجھے قبول ہے تو اس پتھر کی مصیبت سے ہمیں نجات دے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ پتھر ہٹ گیا وہ تینوں باہر نکل کر اپنے سفر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ امانت میں خیانت نہ کرنا، اللہ سے ڈر کر برے کام سے اجتناب کریں اور مزدور کو اس کی پوری اجرت دیں اور والدین کی ہر حال میں عزت کریں تو یہ تقویٰ کی راہیں ہیں۔ اس مادہ پرستی کے دور میں جب لوگ راتوں رات امیر بننے کی کوشش کرتے ہیں آؤ ہم راتوں رات اپنے اللہ کو راضی کر لیں کیونکہ سکون قلب صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔

اللہ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اس روحانی اجتماع کو نجات کا سبب بنائے۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العلمین

روزہ، فرشتے اور مساجد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوٰۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے اس ماہ مقدس کے پہلے جمعۃ المبارک میں، میں اور آپ اللہ رب العالمین کے حضور سربسجود ہونے کے لئے حاضر ہیں۔ خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس ماہ مقدس اور ماہ مبارک کو پایا اللہ رب العزت کی دی ہوئی توفیق خاص اور سعادت سے ہم نے روزے رکھنے شروع کیے اور تراویح میں راتوں کو قیام کر رہے ہیں قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کر رہے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلال کا اپنے محبوب ﷺ کی امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے۔ حضور پرنور رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین خاتم الانبیاء والمرسلین سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ نے مسجد شریف میں خطبہ دیا۔ اپنے خطبہ میں اس ماہ مبارک کا ذکر فرمایا **قد اظلکم شهر عظيم** تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے یہ نہیں فرمایا جاءکم شہر رمضان بلکہ فرمایا **اظلکم شهر عظيم** تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے وہ ماہ مبارک ہے جس کے ہر لحہ میں اللہ رب العزت کی رحمتیں برس رہی ہیں اور فرمایا کہ اس مہینے میں ایک رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ لیلۃ القدر خیر من الف شہر۔

اب وہ ہزار مہینے سے کتنی بہتر ہے اس کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ رب العزت کے ہاں جو خیر اور بہتری ہوتی ہے انہیں ناپنے اور پیمائش کرنے کے پیمانے ہمارے پاس نہیں ہیں۔ بے شمار و بے اندازہ خیر و برکت ہے پھر اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرۃ وآخیرہ عتق من النار جس کے پہلے دس دن رحمت کے ہیں اور درمیانی دس دن مغفرت کے ہیں اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے ہیں۔ اور ماہ رمضان کی آخری رات جتنے لوگوں کو پورے مہینے میں آزاد کیا جاتا ہے اتنے ہی دنوں کے برابر مجموعی تعداد کو ملا کر اللہ رب العزت آخری رات میں جہنم سے لوگوں کو آزاد فرماتا ہے اور فرمایا **من صام رمضان ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه**

جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ روزہ رکھا اس کے تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ یہ بشارت دی جس نے حالت ایمان میں ثواب کے حصول کے لئے اپنا محاسبہ کرتے ہوئے روزہ رکھا اس کے پچھلے تمام گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا اور ان روزوں کی

فرضیت کا ذکر اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں بھی فرمایا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ، ۱۸۳)

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ پرہیز گار ہو جاؤ تو فرمایا اے اہل ایمان آپ پر جو روزے فرض کیے گئے ہیں یہ پچھلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے اور روزوں کا مقصد تقویٰ ہے اور تقویٰ کا مطلب ہے ظاہر اور باطن میں اللہ سے ڈرنا اور یہ تصور اور یہ خیال اور یہ یقین کہ میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے یہ ہے تقویٰ کا خلاصہ و مفہوم۔ قرآن مجید فرقان حمید میں تقریباً دو سو سے زائد آیات میں تقویٰ کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اتقوا اللہ اللہ سے ڈرو تقویٰ پر بڑا زور دیا گیا اس کا مطلب ہے جو ظاہر میں اللہ سے ڈرتا ہے جلوت میں ڈرتا ہے اس کو باطن اور خلوت میں بھی اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ مسجد میں جب کوئی صاحب تشریف لاتے ہیں تو کہتے ہیں بھئی یہ مسجد ہے ادب سے بیٹھو آرام سے اللہ کا ذکر کرو دوسروں کو تکلیف نہ دو زور سے نہ بولو یہ مسجد ہے ہمیں خود بخود خیال آتا ہے۔

مسجد میں دنیا کی باتیں نہ کرو مطلب یہ کہ کاروبار کی باتیں نہ کرو یہ مطلب نہیں کہ فلسطین کی باتیں نہ کرو کشمیر کی باتیں نہ کرو حکومت اگر بد دیانت ہے تو اس کی بد دیانتی کا ذکر نہ کرو یہ باتیں تو دنیا کی باتیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی باتیں ہیں۔ حضور پر نور ﷺ مسلمانوں کے اجتماعی مسائل کا تذکرہ مسجد نبوی میں فرماتے اور انہیں حل بھی فرماتے جہاد کی بات کرتے فتح و نصرت کی بات کرتے۔ یہ سارے فیصلے مسجد ہی میں ہوتے لیکن اب مسلمانوں نے اپنی جہالت کے سبب ہر آدمی مفتی بن جاتا ہے جس کو نماز کے فرائض و واجبات کا علم نہیں مسجد کی اہمیت سے جو آگاہ نہیں وہ فتویٰ دینے والا لگ جاتا ہے دیکھیے صاحب مسجد میں سیاست کی باتیں کرنا شروع کر دیں اگر کوئی عالم دین تقریر کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ دیکھو بھائی قومی چھٹی جمعۃ المبارک کو ہونی چاہئے تو کہتے ہیں مولوی صاحب نے مسجد میں سیاست کی باتیں شروع کر دی ہیں تو بھئی یہ بات مسجد میں نہ کریں تو کہاں کریں بھئی یہ تو دین کی بات ہے۔ جمعۃ المبارک کی نماز کی بات

ہے اگر اتوار کے دن عیسائیوں کے مقدس دن کی چھٹی ہو سکتی ہے تو مسلمانوں کے مقدس دن جمعہ کی چھٹی کیوں نہیں ہو سکتی؟ اس کا جواب کسی کے پاس نہیں لیکن بعض جاہل یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں ارے صاحب دیکھیے مسجد میں حکومت کی بات کر دی دنیا کی باتیں کرتے ہیں اصل میں انہیں خبر نہیں مسجد نبوی میں منبر رسول پر بیٹھ کر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے جہاد کی تربیت کی براہ راست مجاہدین کو آگاہ کیا اور کسی صحابیؓ نے اعتراض نہیں کیا اور آج لوگ باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں دیکھو بھائی مسجد میں کشمیر کی باتیں کرتے ہیں۔ فلسطین کی باتیں کرتے ہی جہاد کی باتیں کرتے ہیں یہ اعتراض کرنے والے سب چودھویں صدی کے جاہل ہیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے کمانڈ حضرت ساریہ جو ایران کی سرحد پر مصروف جہاد تھے ان کا نام لے کر کہا یا ساریۃ الجبل تین مرتبہ فرمایا اے ساریہ پہاڑ کی اوٹ میں ہو جاؤ۔ یہ روایت بڑی مشہور ہے اس کو جھٹلایا بھی نہیں جا سکتا اس لئے کہ تمام محدثین نے اس کو نقل کیا ہے اس روایت میں کسی کو اختلاف نہیں تو چاہیے تھا کوئی کھڑا ہو جاتا۔ اے عمرؓ! تم کیا جہاد کی بات کرتے رہے ہو ساریہ کی بات کر رہے ہو پہاڑ کا تذکرہ کر رہے ہو یہ منبر پر سیاسی بات کیوں کر رہے ہو؟ کسی نے اعتراض نہیں کیا اس لئے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے بیٹھنے والے عالم تھے آج اگر کوئی مسلمانوں کے مسائل کا تذکرہ کریں تو دس دس آدمی کہنا شروع کر دیتے ہیں سیاسی باتیں ہو رہی ہیں۔ حالانکہ نماز جمعہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آج آپؓ ساریہ کی بات کیوں کر رہے تھے کیا وجہ تھی تو کہا کہ جب میں کھڑا ہوا تو بارہ سو میل کے فاصلے پر ایران کی سرحد پر مسلمانوں کی فوج پر پشت سے حملہ ہونے والا ہے تو میں اپنے کمانڈر ساریہ کو دیکھ رہا تھا کہ اور حکم دے رہا تھا کہ پہاڑ کی طرف دیکھو اور الحمدللہ میری آواز وہاں پہنچی۔

حتیٰ کہ جب اگلا جمعہ آیا تو کہا امیر المومنین مبارک ہو بشارت ہو ہم واقعی ایسی جگہ پر کھڑے تھے کہ اگر حملہ ہوتا تو ہم سارا لشکر ہلاک ہو جاتے لیکن عین صحیح وقت پر آپؓ کی آواز آئی اور ہم بچ گئے اور ہم نے اپنا دفاع کیا الحمدللہ اللہ نے ہمارے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا اور

میں بشارت لے کر آیا ہوں کہ ایران فتح ہو گیا ہے۔ (نعرۂ تکبیر و رسالت بلند ہوا) تو کسی نے اعتراض نہیں کیا اور اب تو ایسے جاہل ہیں مجھ سے ایک صاحب نے کہا کہ کیا آپ بار بار کشمیر اور فلسطین کا تذکرہ کرتے ہیں اور مجاہدین کا ذکر اور مسلمانوں کے قتل عام کا ذکر نہ کریں حالانکہ اس ذکر سے مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی ہے۔ روحانی تعلق اور قلبی لگاؤ پیدا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کا اور غیر مسلم قوتیں تو یہ چاہتی ہیں کہ بس مسلمان وظیفے وظائف کرتے رہیں اپنی اپنی نمازیں پڑھتے رہیں اور گھروں کو چلتے رہیں۔ دوسرے مسلمانوں کی نہ فکر کریں نہ ذکر کریں اور ہم ایک ایک کر کے انہیں اسی طرح ختم کرتے رہیں لیکن انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ روزے کا مقصد تقویٰ اور تقویٰ کی درس گاہ مسجد تو مسجد میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا احترام کرتا ہے لیکن مسجد کے باہر ہم میں تبدیلی آ جاتی ہے لیکن مسجد میں سارے لوگ ایسے جیسے نہیں ہوتے کچھ لوگ تو چوری کرنے آتے ہیں جوتے چوری کرتے ہیں۔

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت پر روزے فرض فرمائے جیسا کہ پہلی امتوں پر فرض ہوئے۔

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام تین روزے رکھتے عیسائی اور یہودی چالیس روزے رکھتے ہیں۔ عیسائی ایسٹر مناتے ہیں جیسے ہم روزے کے بعد عید مناتے ہیں۔ وہ موسم کے مطابق روزے رکھتے ہیں ان کے ہاں موسم نہیں بدلتا وقت بدلتا ہے لیکن ہمارے ہاں روزوں کا موسم بدلتا رہتا ہے کبھی گرمی میں کبھی سردی میں لیکن وقت وہی رہتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے میری امت کے روزوں کی جو خصوصیت ہے وہ کسی بھی امت کو عطا نہیں فرمائی۔ اگرچہ ان کے چالیس روزے ہیں۔ فرمایا میری امت پر جو روزے فرض کیے گئے ہیں اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں جس میں روزے فرض ہیں میری امت کو شب قدر دی گئی ہے اور میری امت کو اس ماہ مبارک میں قرآن مجید فرقان حمید عطا ہوا اس لئے اللہ وحدہٗ لا شریک نے فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ، ۱۸۵) رمضان کا وہ مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا اور اس کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ روزے دار کے منہ کی جو بو ہے وہ اللہ کو

کستوری سے بھی زیادہ پسند ہے اور مشک سے بہتر ہے چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے افطار کے وقت نور کے پردے ہٹ جاتے ہیں۔

یہ امت مصطفیٰ کی خصوصیت ہے وقت افطار دعا قبول ہوتی ہے اور بروز حشر روزے دار کو اپنے رب کا دیدار ہوگا اور پانچویں خصوصیت یہ کہ رمضان المبارک کی پہلی رات سے آخری رات تک بندوں کو آواز آتی ہے ہے کوئی مانگنے والا میں اس کی جھولی بھر دوں۔ ہے کوئی توبہ کرنے والا میں اس کی توبہ قبول کروں جنت کو ہر روز آراستہ کیا جاتا ہے اور عرش اعظم کے قریب انتہائی مقرب فرشتے جمع ہوتے ہیں۔

اور یہ امت جب قرآن پڑھتی ہے تو وہ اس قرآن کی تلاوت سنتے ہیں تو اب یہ اس قرآن کی خصوصیت ہے کہ یہ پڑھا فرش پر جاتا ہے لیکن سنا عرش پر جاتا ہے تو ایک صحابیؓ نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ فرشتے عرش کے پاس ہوتے ہیں وہ زمین کو کیسے دیکھ لیتے ہوں گے۔ مفہوم یہ ہوا کہ اہل ایمان جب زمین پر اللہ کا ذکر کرتے ہیں قرآن مجید فرقان حمید کی تلاوت کرتے ہیں تو وہ جگہ وہ زمین ایسے روشن ہو جاتی ہے جیسے آسمان پر ستارے روشن ہوتے ہیں تو وہ گھر چمکنے لگ جاتے ہیں جن میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے۔ فرشتے اسی گھر کو دیکھتے ہیں اور اس نور کو دیکھ کر وہیں اترتے ہیں اور اپنی رحمتوں بھرے پر بچھا دیتے ہیں لیکن اپنا احتساب کروں آج ہمارے گھروں میں قرآن کی تلاوت کی بجائے ٹی وی کے ذریعے سارا سارا دن بے حیائی کے مناظر چلتے ہیں ہندوؤں، یہودیوں اور را کے ایجنٹ اسلام آباد میں گھس گئے ہیں اور مختلف قسم کی این جی اوز لبادہ اوڑھ کر برائی اور بے حیائی پھیلا رہی ہیں تاکہ مسلمان قوم کو بانجھ کر دیں مسلمانوں کی بچیاں بھی ناچنے اور گانے لگیں حرام کاریوں میں لگے اور بازاری عورتیں بنیں اگر ہم نے قرآن اور صاحب قرآن کی تعلیمات پر عمل کیا تو یہ سب انشاء اللہ ناکام ہوں گی۔

اللہ مجھے اور آپ سب کو اغیار کی سازشوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

کعبۃ اللہ اور ابرہہ بادشاہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوٰۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

کعبہ شریف کی بنیاد کا تذکرہ تو آپ سن چکے ہیں۔کعبہ شریف کا ایک اور واقعہ بھی اللہ رب العالمین نے بیان فرمایا ہے جس کا ذکر سورۃ الفیل میں موجود ہے کہ وہ مسلمان جو حبشہ چلے گئے تھے یا جو حبشہ میں مسلمان ہوئے تھے وہ مکہ معظمہ بڑے شوق سے آتے تھے تو حبشہ کے بادشاہ نے دیکھا کہ مکہ معظمہ میں بہت سے لوگ جانے لگے ہیں تو اس بادشاہ کو حسد ہوا مکہ معظمہ سے کعبہ شریف سے وہ یمن کا بادشاہ تھا کہ کیا بات ہے یہ سب لوگ مکہ معظمہ کیوں جاتے ہیں۔ اس نے سوچا کہ جیسے مکہ معظمہ میں کعبہ شریف ہے ایسا کعبہ ہم بھی بنا سکتے ہیں چنانچہ یمن میں اس نے بالکل کعبہ جیسی عمارت تیار کروائی مکان بنالیا لوگوں کو طواف کرنے کا حکم دیا طواف شروع ہوگیا لوگ آنا چاہتے نہیں تھے لیکن اس بادشاہ نے زبردستی کی۔اتفاق کی بات ہے کہ کچھ دنوں کے بعد اس مکان میں کسی نے گندگی ڈال دی بول و براز کر دیا۔اس کا علم بادشاہ کو ہوا تو اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مکہ والا آیا ہوگا اور اسی نے یہ گندگی ہمارے کعبے میں پھیلائی ہے۔میں اس کا بدلہ لوں گا۔ چنانچہ اپنے مصنوعی کعبہ کا بدلہ لینے کے لئے اس نے ایک لشکر تیار کیا اور بڑے بڑے اعلیٰ قسم کے طاقتور اور فربہ ہاتھیوں کو منتخب کیا۔اس معرکہ کے لئے جب لشکر تیار ہوگیا تو وہ مکہ معظمہ پر چڑھائی کرنے کے لئے چل پڑا۔مکہ معظمہ کے قریب وادیٔ محسن مزدلفہ اور مینا کے درمیان میں ایک وادی آتی ہے۔حاجیوں کو حکم ہے جب وہاں سے گزرو تو تیزی سے گزر جاؤ کیونکہ اس جگہ پر عذاب آیا تھا اس نے وہاں پر اپنے فوجیوں اور ہاتھیوں کو لا کر کھڑا کر دیا تھا اس کا ارادہ تھا کہ بیت اللہ شریف کو تباہ کر دیا جائے اس زمانے میں حضور پُرنور سید العالمین کے دادا جان حضرت عبدالمطلب کعبہ شریف کے متولی تھے۔حضور پُرنور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ ہیں اور حضرت عبداللہ کے والد ماجد ہیں حضرت عبدالمطلب۔تو آپ کو خبر ہوئی کہ ابرہہ بادشاہ لشکر لے کر آ گیا ہے۔اس بادشاہ کا نام ابرہہ تھا اور اب وہ اپنے ہاتھیوں اور فوج سے کعبۃ اللہ شریف پر حملہ کرے گا اس کے ہاتھیوں اور فوج کا سن کر مکہ معظمہ کے سارے لوگ شہر مکہ کو چھوڑ کر سب پہاڑیوں پر چڑھ گئے۔محفوظ مقام پر منتقل ہو گئے۔اپنا ساز و سامان اور ریوڑ وغیرہ بھی ساتھ لے گئے لیکن امیر مکہ حضرت عبدالمطلب نے

بیت اللہ شریف کو نہ چھوڑا تو کچھ لوگوں نے آپ کو کہا کہ آپ اس سے جا کر بات کریں کہ وہاں یمن میں اس کے عبادت خانہ کو ہم نے تو خراب نہیں کیا ہمارا تو کوئی قصور نہیں تو وہ سارے شہر کو سزا کیوں دینا چاہتا ہے اسے جا کر سمجھاؤ آپ نے فرمایا نہیں میں اسے جا کر نہیں کہوں گا مجھے کیا ضرورت ہے کہ اسے کہوں کہ تم حملہ نہ کرو کعبہ شریف کو بچاؤ اسی دوران آپ کے کسی نوکر نے آ کر خبر دی کہ آپ کے جو اونٹ چر رہے تھے میں ان اونٹوں کو چرا رہا تھا تو اس وقت کی جائیداد تو یہی اونٹ تھے بھیڑ بکریاں ریوڑ اونٹ وغیرہ یہی سب سے بڑی دولت ہوتی تھیں انڈسٹری تو اس زمانے میں تھی نہیں یہ کچھ ہی ہوتا تھا۔ اس نے کہا جناب جو وہ لشکر آیا ہوا ہے اس نے آپ کے سب اونٹ پکڑ لیے وہ اونٹ لے کر چلے گئے ہیں۔ تو آپ نے کہا اچھا میں بادشاہ سے بات کرتا ہوں چنانچہ آپ تشریف لے گئے اور اپنی آمد کی اطلاع اس بادشاہ کو دی تو وہ بادشاہ تو بڑا بھارا ہوا بیٹھا تھا۔ اگلے دن ہی تو وہ کعبہ شریف پر حملہ کرنے والا تھا اور بیت اللہ شریف کو تباہ کرنا چاہتا تھا۔ بادشاہ کے وزیر نے اسے بتایا کہ مکہ کے سردار عبدالمطلب آئے ہیں ان کا نام عبدالمطلب ہے اور وہ کعبہ کے متولی ہیں تو بادشاہ نے یہ سمجھا کہ اب یہ میری منت سماجت کریں گے خوشامد کریں گے ہاتھ پیر جوڑیں گے اور مجھے کوئی درخواست کریں گے کہ ہم لوگ غریب ہیں تم کعبہ شریف پر حملہ نہ کرو اس کو بچا لو۔ بادشاہ اپنے دل میں یہ سمجھا لیکن جیسے ہی آپ داخل ہوئے تو بادشاہ کی نظر جیسے آپ کی صورت پر پڑی غرور و تکبر سے بھرا بیٹھا تھا لیکن جیسے ہی آپ قریب ہوئے تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ آپ کا استقبال کیا اور کہنے لگا آیئے بیٹھیے کیسے تشریف لائے، آپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا میں کعبہ شریف کا متولی ہوں اس کا انتظام و انصرام سب میرے سپرد ہیں۔ بادشاہ نے کہا تو آپ کیسے آئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لشکر والوں نے میرے اونٹ پکڑے ہیں اور وہ اونٹ تو جنگل میں چر رہے تھے تو ہماری دولت تو یہی اونٹ ہیں ان اونٹوں کا کیا قصور ہے۔ انہیں کیوں پکڑا؟ اس نے کہا اچھا تو اب آپ آ گئے ہیں تو اونٹ تو ہم چھوڑ دیں گے اس کے علاوہ اور کچھ؟ آپ نے فرمایا بس اور کچھ نہیں آپ اٹھ کر واپس آنے لگے تو بادشاہ بولا کہ آپ کعبہ کے متولی ہیں تو کعبہ شریف کے متعلق مجھ سے کوئی بات یا

مطالبہ نہیں کریں گے تو آپ نے فرمایا نہیں میں کعبہ کا متولی ضرور ہوں لیکن کعبہ شریف تو اللہ کا گھر ہے تو جس کا گھر ہے وہ اسے ضرور بچائے گا۔ میرا یہ ایمان ویقین ہے کہ جس کا یہ گھر ہے وہ اس کو ضرور بچائے گا۔ اللہ رب العالمین انشاء اللہ اس کی حفاظت فرمائے گا مجھے اس کی کوئی فکر نہیں جن اونٹوں کی مجھے فکر تھی ان کو چھوڑنے کا آپ نے کہہ دیا تو بس بادشاہ کو غصہ آیا لیکن حضرت عبدالمطلب کو کچھ کہنے کی ہمت نہ کر سکا۔ جب آپ واپس تشریف لے آئے تو اس کے درباریوں نے اسے کہا کہ تمہیں تو بڑا غصہ تھا یہ کعبے کے متولی آپ کے پاس آئے ہوئے تھے آپ انہیں کوئی ڈانٹ ڈپٹ کرتے کچھ ڈراتے لیکن آپ نے تو ان کا استقبال کیا کھڑے ہوئے بڑی عزت کی (شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ لکھا ہے) تو اس نے کہا بات دراصل یہ ہے کہ میں تو خود نہیں سمجھ سکا کہ کیا بات تھی جب یہ داخل ہوئے تو ان کی پیشانی میں نور چمک رہا تھا۔ محدث دہلوی لکھتے ہیں وہ چمک نور محمد ﷺ کی تھا اس نور کی ہیبت و جلال اور رعب نے بادشاہ کو کھڑے ہونے پر مجبور کر دیا۔ بادشاہ نے کہا میں ان کے سامنے ہمت نہ کر سکا۔ تاہم اگلے دن اس نے حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ لشکر تیار فوج بھی تیار، ہاتھی بھی تیار اور خود ابرہہ بادشاہ بھی تیار۔

تو ہاتھی بڑھنے شروع ہو گئے اب ہاتھیوں کے سامنے ٹھہرتا کعبہ شریف کی اینٹ سے اینٹ بجانے کا عزم تھا تو اللہ رب العالمین جل جلالہ نے فرمایا أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيلِ ﴿۱﴾ (الفیل،۱) کہ اے محبوبؐ! آپؐ نے دیکھا کہ ہم نے کعبہ کی حفاظت کیسے فرمائی اور کیا۔ کیا ہم نے ہاتھیوں والے کے ساتھ۔ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ﴿۲﴾ وَّأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿۳﴾ (الفیل،۲،۳)

ابابیل تو چھوٹے چھوٹے چڑیا جیسے پرندے ہوتے ہیں یہ اڑتے رہتے ہیں ہوا میں اس دن ابابیل نے چھوٹی چھوٹی کنکریاں اپنے منہ میں رکھیں اور غول کے غول آتے ہاتھیوں کے سروں پر زور سے کنکریاں پھینکتے تو وہ انہیں میزائل بم گولی کی طرح لگتی تھیں اللہ رب العالمین نے ان کنکریوں میں اتنی قوت ودیعت فرما دی کہ وہ کنکریاں جن ہاتھیوں کے سروں پر لگتی تو ہاتھی آگے جانے کی بجائے بے قابو ہو کر پیچھے کی جانب بھاگتے اور پیچھے ابرہہ کے اپنے

آدمیوں کو کچل دیتے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ایسے ہو گئے جیسے کھایا ہوا بھوس یعنی ان سب کا کچومر نکل گیا۔

سارا لشکر تباہ ہو گیا جو بیت اللہ شریف کو تباہ کرنے آئے تھے وہ خود ہی تباہ و برباد ہو گئے تو معلوم ہوا کہ ہزار ہا سال سے کعبہ شریف سے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ السلام کے وقت سے ہے پھر حضور پُرنور سید العالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت کے بعد کعبہ شریف سے بت ہٹائے گئے اور پھر اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی اور آج تک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کعبہ شریف کی حفاظت فرمائی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح اس کی حفاظت ہوتی رہے گی تو کعبہ شریف کی پوری تاریخ میں نے آپ کے سامنے بیان کر دی اور یہ بھی ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ ہم بیت اللہ کی عظمت جانیں اور بیان کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وقتی طور پر آفتیں اور مصیبت تو آتی رہی ہے آپ کو یاد ہو گا کہ مصر میں فاطمین کی حکومت تھی تو انہوں نے بھی کعبہ شریف پر حملہ کیا حجر اسود کو بھی اٹھا کر لے گئے پھر اہلسنت متحد ہو گئے تو انہوں نے جنگ کر کے اس سے واپس لے لیا یہ بھی کعبۃ اللہ کی تاریخ ہے بہرحال ہر موقعہ پر اللہ رب العالمین نے اس گھر کی حفاظت فرمائی ہے۔ ایک صاحب نے تسبیح تراویح کے متعلق سوال کیا تھا تو میں اس کی وضاحت کیے دیتا ہوں۔ یہ تسبیح سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذی العزة والعظمة والهيبة والقدرة والكبرياو الجبروت سبحان الله الملك الحيى الذى لا ينام ولا يموت سبوح قدوس ربنا و رب الملائكة والروح اللهم اجرنا من النار

رات میں نے ان صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ضرور بیان کروں گا اس تسبیح میں اللہ کی پاکی اور تعریف بیان کی گئی ہے۔

ہر چار تراویح کے بعد کچھ دیر وقفہ کرنا اور اس دوران بیٹھ کر یہ تسبیح پڑھنا مستحب ہے۔ فرض یا واجب نہیں ہے بلکہ مستحسن ہے۔ ترویحہ کا مطلب ہے آرام کرنا ریسٹ کرنا ریلیکس ہونا، تازہ دم ہونا اس کو تسبیح ملائکہ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے

عالی المرتبت پیغمبر ہیں۔ابو الانبیاء ان کا لقب ہے۔سینکڑوں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی اولاد سے ہیں۔آپ کی بہت سی صفات ہیں ایک یہ بھی کہ آپ بہت زیادہ مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی خاطر سفر بھی کرتے مہمان کا انتظار بھی فرماتے بلکہ بسا اوقات مہمان کے انتظار میں کھانا بھی تاخیر سے تناول فرماتے۔ایک مرتبہ ان کے پاس ایک مہمان آیا آپ نے اس کے سامنے کھانا رکھا کھانے کے بعد اس نے پڑھا سبحان ذی الملك والملکوت... سبوح قدوس ربنا و رب الملائکة والروح... آپ سن کر بڑے محظوظ ہوئے۔آپ کے پاس اونٹوں اور بکریوں کے بڑے بڑے ریوڑ تھے۔اس نے سواری مانگی آپ نے کہا تم ایک مرتبہ یہ تسبیح دوبارہ سناؤ اس نے پھر پڑھی تو آپ کہنے لگے واہ بھئی واہ تم نے تو اللہ کی تعریف کا حق ادا کر دیا یہ کتنے پیارے کلمات ہیں پھر سناؤ۔غرضیکہ آپ نے سارا مال اس کے حوالے کر دیا تو اس نے کہا میں تو ایک فرشتہ ہوں اللہ رب العزت نے آپ کی آزمائش فرمائی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں اللہ کے محبوب ہیں اپنے مالک کی تسبیح سن کر سارا مال دینے کے لئے تیار ہو گئے اور ظاہر فرمادیا کہ میں اس مال و جائیداد سے اتنی محبت نہیں کرتا جتنی محبت اپنے مالک اپنے اللہ کی تعریف سے کرتا ہوں اس لئے اس کو تسبیح ملائکہ کہا جاتا ہے۔یہ بڑی عظیم تسبیح ہے پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے۔

اللہ ہمیں اپنی محبت نصیب فرمائے۔ وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین

یہی آئین قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

شب برأت میں معمولاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ٥ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

اللہ رب العالمین کا فضل و کرم اور احسان ہے کہ آج ہم اللہ کے حضور اللہ رب العالمین کے گھر میں سربسجود ہونے کے لئے حاضر ہوئے ہیں آج کی اس بابرکت شب میں جس کو شب برات کہتے ہیں لیلۃ مبارکہ کہتے ہیں۔ اس بابرکت رات میں شعبان المعظم کی چودہویں تاریخ اور پندرہویں شب میں اور آپ اللہ کے حضور حاضر ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھ گنہگار و سیاہ کار کی اور آپ سب کی حاضری کو قبول فرمائے اور اس بابرکت رات میں جو نعمتیں جو برکتیں جو رحمتیں تقسیم ہو رہی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو اس میں حصہ عطا فرمائے۔ شب برات کے سلسلے میں اور شب قدر کے سلسلے میں بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں بہت سے سوال تھے سب سے پہلا سوال وہ یہ ہے اور جس کے متعلق اکثر لوگ پوچھتے رہتے ہیں لندن میں شب برات کل تھی مکہ معظمہ میں شب برأت ہو گی۔ پاکستان اور ہندوستان میں شب برات آج ہو رہی ہے۔ آسٹریلیا، جاپان میں شب برات کل ہو گی جیسا کہ ٹیلی فون سے دوسرے ممالک سے رابطہ ہوتا رہتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصل شب برات کس ملک میں ہوئی آپ نے بھی اس پر غور کیا ہو گا اور آپ بھی کبھی سوچتے ہوں گے شب قدر میں آپ بیٹھے پورے پاکستان اور ہندوستان میں ایک ہی رات میں شب قدر ہو رہی ہے معلوم ہوا کہ اس سے ایک روز پہلے تو شب قدر مکہ معظمہ اور سعودی عرب میں ہو گی کیونکہ وہاں کل تھی اور ہم نے تو کل کی نہیں یہ سوالات ذہن میں آتے ہیں اور لوگ کرتے ہیں تو شب قدر جیسی عظیم رات ایسی بابرکت والی اور فضیلت والی رات جس میں قرآن نازل ہوا جو مکہ معظمہ میں کل ہو چکی ہم کو تو نہیں ملی یہ عام طور پر وسوسہ ذہن میں پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے اس سوال کا جواب بھی تسلی بخش ہونا چاہیے۔

یہ برکت والی اور رحمت والی رات ہے اب اس برکت و رحمت والی رات کا ابھی تک تعین نہیں ہو سکا اور ہر کوئی اپنے اپنے ملک میں اپنی تاریخ کے مطابق اس رات کو منا رہے ہیں تو اب غور کریں یہ دنیا جس میں ہم زندہ ہیں یہ ایک عالم ہے اور جس میں مرنے والے جاتے ہیں وہ بھی ایک عالم ہے وہ ایک اور عالم ہے جس کو عالم برزخ کہتے ہیں یہ عالم دنیا ہے وہ عالم برزخ اس میں بھی آسمان بھی زمین بھی اور جنت بھی ہے، ساعت بھی ہے اب یہ دیکھنا ہو گا

کہ جس گھڑی اس عالم برزخ میں رحمتوں کا نزول ہو رہا ہوتا ہے وہ ساعت یہاں بھی ہے یا نہیں تو دونوں ساعتوں میں بڑا فرق ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جس وقت اللہ رب العالمین کی رحمتوں کا نزول وہاں سے ہو رہا ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے جو ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے۔

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کی رات بڑی بابرکت رات ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور بڑا طویل سجدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ میں نے محسوس کیا آپؐ کا جسم بے حس ہے مجھے غور ہوا میں نے آپؐ کے پاؤں کے انگوٹھے مبارک کو حرکت دی تو محسوس ہوا نہیں وہ بات نہیں طویل سجدہ کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آج رات قبیلۂ بنی کلب جو عرب کا ایک مالدار قبیلہ ہے اور ان کے پاس بھیڑیں بکریاں کثرت سے ہیں کہا کہ قبیلہ بن کلب کی بکریوں کے جسم پر جو بال ہیں ان کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے یہ ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے بیہقی شریف اور دیگر کتب احادیث میں بھی موجود ہے تو آج اس برکت والی اور عظیم الشان رات میں اتنی رحمتیں تقسیم ہو رہی ہیں تو یہ رات ہمیں ملی کہ نہیں ملی۔

اللہ رب العالمین جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِيۡنَ ۝ فِيۡهَا يُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ ۝ (الدخان، ۳،۴)

ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں اتارا اور ہم ہی ڈر سنانے والے ہیں۔

تو اس رات میں رزق تقسیم ہوتا ہے بلا تشبیہ و تمثیل سمجھانے کے غرض کر رہا ہو جیسے سال کے لئے ہم اپنے ملک کا بجٹ بناتے ہیں اپنے گھر کا بجٹ بناتے ہیں مسجد کا بجٹ بناتے ہیں ایسے ہی ہر فرد کا بجٹ تیار کیا جاتا ہے لیکن اشکال پر وار ہوتا ہے کہ آیا یہ اتنی عظیم الشان رات ہمیں ملی کہ نہیں یاں ہم ویسے خالی ہی بیٹھے ہیں وہ رات تو کل گزر گئی حالانکہ اللہ کے دربار میں بیٹھنے والا خالی نہیں ہوتا یہ الگ بات ہے اسے علم نہ ہو تو یہ عالم اور ہے وہ عالم اور ہے

اس کی لیل ونہار اور اس عالم کی لیل ونہار میں فرق ہے وہاں کی ساعت اور ہے یہاں کی اور ہے وہاں جو گھڑی چل رہی ہے اس کی کیفیت اور ہے رب العالمین فرماتا ہے:

اِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ (الحج،۴۷)

تیرے رب کے ہاں ایک دن ہزار برس کا ہے جو تم شمار کرتے ہو۔

تو اس عالم کو ہم اس عالم پر قیاس نہیں کر سکتے وہاں کا ایک دن یہاں کا ہزار سال بنتا ہے تو رحمت وہاں سے چلی وہاں سے شروع ہوئی۔

یہاں پہنچی تو یہاں اپنے وقت پر صحیح پہنچی یہاں دن اور رات ضرور ہیں لیکن رحمت کی رفتار تو تبدیل نہیں ہوتی تو جس رات کے بارے میں کہا گیا رحمت کے دروازے کھل گئے۔

مانگنے والو آؤ مغرب سے لے کر فجر تک رحمتیں تقسیم ہو رہی ہیں۔

حاصل کرلو تو وہ وہاں کی رات جو شروع ہوتی ہے وہ ابھی تک ختم نہیں ہوئی یہاں تو کئی ہزار راتیں گزر گئی ہیں تم جو حساب لگاتے ہو تمہارا ایک ہزار سال گزرتا ہے وہاں چوبیس گھنٹے گزرتے ہیں۔

تو اگرچہ مکہ والوں نے یہ رات کل منائی ہم آج منا رہے ہیں اور آسٹریلیا نیوزی لینڈ کے مسلمان کل منائیں گے۔

تو سب کو اس رات کی رحمتیں نصیب ہو رہی ہیں۔ مکہ معظمہ والوں کی بھی وہ رات ہماری بھی وہ رات اور جو کل منائیں گے ان کی رات بھی رب کی تمام رحمتوں کو شامل ہے جو رات رب کے ہاں سے شروع ہوئی ہے وہ تو ہماری ہزار برس تک ہے اس لئے ایک دن کو کیا اگر چار دنوں کا بھی مکہ معظمہ سے فرق ہو جائے تو بھی وہ رات اس برکت میں شامل ہو گی۔ اب سب سے ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔

آپ جب بیٹھے ہوئے عبادت کر رہے ہیں تو یہ تمام ساعتیں اس ساعت میں شامل ہیں وہاں جو رحمت شروع ہوتی ہے وہ ہزار برس تک رہے گی۔

تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں اس رات میں نے حضورؐ کو اپنے گھر میں

اپنے حجرے میں نہ پایا اس سے پہلے حدیث میں سمبرہ کا ذکر ہے ظاہر ہے اس کے بعد آپ نے آرام فرمایا ہوگا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میری آنکھ کھلی تو حضور کو حجرہ میں نہ پایا میں نے مسجد نبوی میں دیکھا تو آپ وہاں بھی نہیں تھے میں مسجد سے باہر نکلی جنت البقیع کی طرف آئی تو آپ کو جنت البقیع میں دعا کرتے ہوئے پایا۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرستان جانا مغفرت کی دعا کرنا یہ سرکار دو عالم کا طریقہ ہے۔ اور یہ سوچ غلط ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو فائدہ نہ ہوتا تو پھر نماز جنازہ بھی نہ ہوتا نماز جنازہ میں دعائے مغفرت ہے اور حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو۔

تو پتہ چلا قبر کی زیارت سے بھی قبروں والوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

اور فرمایا قبر والوں کو سلام کرو

السلام علیکم یا اھل القبور انتم سابقون و نحن لاحقون۔

اگر قبر والے سلام سنتے نہیں جواب نہیں دیتے تو پھر یہ سب کچھ فضول ہوا۔ تو حضور پُرنور ﷺ ایسے فضول کام کا حکم کیسے دے سکتے ہیں۔

تو اس بابرکت اور مقدس رات میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اس رات نزول قرآن ہوا سوال ہوتا ہے اس رات عبادت کی کیا ضرورت ہے مہینوں کی فضیلت ہے۔

اصل میں اللہ تعالیٰ نے یہ مخصوص راتیں رکھی تا کہ گنہگاران راتوں میں توبہ کر کے اپنی بخشش کروا سکیں اور قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے مجھے تو موقعہ ہی نہیں ملا تھا۔

اللہ میری اور آپ کی توبہ قبول فرمائیں۔

وآخر دعونا عن الحمد للہ رب العالمین

تہمت زدہ کے لیے اسی برس کی عبادت کا ثواب ہے

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اَرْسَلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوٰۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

مدینہ منورہ میں جو مختلف قبائل رہتے تھے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ رب العالمین نے ارشاد فرمایا کہ حضور پرنور ﷺ کی آمد سے پہلے تورات و زبور میں جو آپؐ کی علامات اور حلیہ مبارک بیان کیا گیا تھا اس کو یہودی پڑھتے رہتے تھے اور حضور پرنور ﷺ کے انتظار میں تھے۔ خلقا جاء ھم اور جب حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو ماعر فوا کفر بہ انہوں نے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ حالانکہ آپؐ کی نبوت کی علامات آپؐ کے چہرۂ اقدس کا حُسن آپؐ کے اصحاب و اہلبیت ان سب کا تذکرہ تورات و زبور اور انجیل میں موجود تھا۔ اللہ رب العالمین فرماتا ہے حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک سے جیسے ایک باپ اپنے بیٹے کو پہچان لیتا ہے انہیں بھی پہچان لینا چاہیے تھا۔ تو وہ جانتے تو تھے لیکن مانتے نہیں تھے تو حضور اکرم ﷺ کی مکہ معظمہ میں تشریف آوری سے پہلے یہودی بہت بڑی تعداد میں مدینہ شریف میں آباد تھے۔ بنو قریظہ مدینہ شہر کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی آبادی تھی۔ بنو قریظہ کا محلہ سمجھ لیں وہاں ان کا ایک قلعہ بنا ہوا تھا۔ وہ وہاں قلعہ بند ہو کر رہتے تھے تو مدینہ [illegible] میں، خیبر میں بنو [illegible] کافی تعداد موجود تھی۔ عرب کے جو لین دین کے معاملات [illegible]، تجارت تھی، کاروبار تھا اور خاص طور پر سودی کاروبار یہ سب یہودیوں کے ہاتھ میں تھا چنانچہ قرآن پاک میں بھی ہے کہ یہودیوں کو تورات و زبور میں سودی کاروبار سے منع کیا تھا اس کے باوجود وہ سود لیتے تھے اور بڑے پیمانے پر سودی کاروبار کرتے تھے تو مکہ معظمہ میں یہودیوں کے دو قبائل تھے اوس اور خزرج۔ یہ قبائل مشرک اور بت پرست تھے اور دوسرے یہودی اہل کتاب کہلاتے تھے تو ان قبائل کی آپس میں لڑائی ہوتی رہتی تھی۔ ابھی حضور پرنور ﷺ کی بعثت نہیں ہوئی تھی لیکن یہودی حضور پاک ﷺ کا نام مبارک لیتے تھے، ذکر بھی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم انتظار میں ہیں۔ وہ نبیؐ برحق تشریف لانے والے ہیں۔ مدینہ منورہ کے یہودیوں کی مکہ معظمہ کے یہودیوں اوس اور خزرج سے لڑائی ہو جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی ایسے ہوتا جب لڑائی ہوتی تو یہودیوں کو شکست ہونے لگتی تو یہ پیچھے ہٹ جاتے اور تورات و زبور کو کھول کر میدان جنگ میں دعا مانگتے تھے۔

اور حضور پرنور ﷺ کے نام مبارک کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے۔ اللہ رب

العالمین نے قرآن پاک میں اس کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا: وکانوا یستفتبحون تم اللہ کے حضور اس نام کے وسیلے فتح مانگتے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس نام کے حضور فتح عطا فرماتا تھا تو یہ وہی نبیٔ برحق ہیں جن کے نام مبارک کے ذریعے تمہیں کامیابیاں ملتی تھیں اور اب تم انکار کر رہے ہو۔ کتنے بدبخت ہو تم لوگ۔ اللہ نے اس واقعہ کو یاد دلایا اور آپؐ کی تشریف آوری اور بعثت کے بعد یہودی آپؐ کے بارے میں توہین آمیز گفتگو کرتے تھے ایسے الفاظ استعمال کرتے جو ذو معنی ہوتے یعنی جس کے دو معنی نکلتے ہوں۔ مثلاً حضور اکرم ﷺ سے وہ کہتے تھے راعنا یہ ذو معنی لفظ ہے ایک معنی تو یہ ہے ہماری رعایت فرمائیں اور دوسرا معنی راعینا معاذ اللہ یعنی ہمارے چرواہے۔ اب بعض احباب کو یہ غلط فہمی ہے اور وہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا حضور اکرم ﷺ نے اُجرت پر بکریاں چرائی ہیں؟ اور بعض لوگ تو یہ لکھتے بھی ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اُجرت پر بکریاں چرائی ہیں اس کی میں نے بہت تحقیق کی اور بعض شعراء بھی اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں جیسے کہ

حلیمہ تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تیری بکریاں جو چرا گئے

یعنی تصور یہ دیا جاتا ہے کہ جیسے حضور ﷺ اُجرت پر، مزدوری پر بکریاں چراتے تھے یہ تمام بات خرافات اور لغویات اور بے ہودگی ہے۔ بکریاں خود حضور پُرنور ﷺ کی اپنی تھیں۔ قراریط مکہ، قراریط ایک جگہ کا نام ہے وہاں پر حضور ﷺ اپنی ذاتی بکریاں چراتے تھے۔ اپنی بکریاں چرانا تو کوئی ایسی بُری بات نہیں لیکن مزدوری پر بکریاں چرانا یا اُجرت پر بکریاں چرانا حضور پاک ﷺ کے شایان شان نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے کسی کی ملازمت نہیں کی اور آپ ﷺ کسی کے محتاج نہیں تھے ان کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کافی ترکہ چھوڑا تھا۔ حضور ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی کافی بکریاں اور بھیڑیں تھیں کوئی ایسی بات نہیں کہ معاذ اللہ آپ ﷺ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرتے ہوں۔ استغفر اللہ العظیم توبہ توبہ اس کا تو تصور بھی نہیں ہوسکتا لیکن بعض لوگ اپنی لاعلمی یا معانی ومفہوم کو سمجھے بغیر بولتے ہیں۔

حضور پاک ﷺ کی ذات بابرکات کا جو ادب اور عظمت ہے اس کا اندازہ آپ اس

بات سے لگائیں کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ (البقرہ، ۱۰۴) یہودی کہتے تھے راعینا۔ تو جس لفظ میں بے ادبی کا شائبہ تک ہو اللہ نے اس لفظ کے استعمال سے ہی منع فرمادیا۔ فرمایا اب تم یوں کہو انظرنا یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے حال پر کرم فرمائیے۔ جیسے ہم کہتے ہیں یا رسول اللہ انظر حالنا۔ یعنی حضور اقدس ﷺ کی ذات مبارک بڑی بلند و بالا ہے۔ الفاظ کو بڑی احتیاط سے استعمال کرنا چاہیے۔ ایسے الفاظ جن سے اہانت کا پہلو نکلتا ہو وہ ذومعنی الفاظ بھی استعمال نہ کیے جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے ادبی میں سب نمازیں، روزے اور تمام عبادات برباد ہو جائیں۔
اسی ضمن میں ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ اندر اپنے گھر میں تشریف فرما ہیں تو قانون یہ ہے کہ میں آپ کے دروازے پر دستک دوں اور یا پھر آواز لگائیں گا تو دستک دینا اور آواز دینا یہ کوئی بری بات تو نہیں۔ قاعدہ تو یہی تھا کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ یا آواز دو۔ اب دیکھیں دربار رسول اللہ ﷺ کا مقام۔ آپؐ کے حجرے کے باہر آ کر لوگوں نے آپ کو آواز دی تو اس بلانے پر بھی قرآن کی آیت اتری۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴ (الحجرات، ۴)

یہ جو لوگ آپؐ کے حجرے کے باہر آوازیں لگا رہے ہیں اکثر بے عقل ہیں۔
یہ آپ کو اپنے آنے کی خبر دی جا رہی ہے۔ اللہ فرماتا ہے یہ بے عقل ہیں نادان ہیں۔ اب آپ غور کریں بھئی اس میں بے عقلی کی کونسی بات ہے کسی کو بلانا ہے تو آواز تو دینی ہے۔ تو یہ دو ہی صورتیں ہیں تیسری تو صورت ہی نہیں یا آواز دو یا دستک دو۔ اللہ رب العالمین نے فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ (الحجرات، ۵) تم بے عقل ہو خبردار آئندہ ایسا مت کرنا۔

تمہارے لئے بہتر یہ تھا کہ بیٹھے صبر کرتے انتظار کرتے یہاں تک کہ آپؐ خود تشریف

لے کر تمہارے پاس آ جاتے۔ اللہ غفور الرحیم ہے اب تو معاف کر دیا آئندہ ایسا نہ کرنا ورنہ بڑی سزا ملے گی۔ بے عقلی مت کرنا۔ اس میں بے عقلی کی کیا بات تھی۔ بے عقلی کی یہ بات تھی کہ بے وقوف بے عقل لوگو تمہیں پتہ نہیں یہ وہ نبیٔ برحق ہیں جو فرشِ زمین پر بیٹھ کر عرش بریں کی خبر رکھتے ہیں تم دروازے پر آ کر ان کو خبر کر رہے ہو (سبحان اللہ سبحان اللہ)

اب آپ غور فرمائیں، کیا ادب ہے (اللہ رب العالمین نے فرمایا) خبردار! آئندہ ایسا نہ کرنا تم انتظار کرو، صبر کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اسی میں ایک مسئلہ اور بھی آ گیا۔ بہت سے حضرات وظیفے پڑھتے ہیں۔ بہت سے احباب درود شریف پڑھتے ہی کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہو جائے تو بعض علماء نے فرمایا کہ زیارت کے خاص مقصد سے درود شریف پڑھنے کی ضرورت نہیں بس درود شریف پڑھتے رہو بعض صوفیائے کرام بھی کہتے ہیں کہ درود شریف پڑھتے رہا کرو۔ میرے والد صاحب بھی بتایا کرتے تھے بھئی دلائل الخیرات پڑھتے رہا کرو لیکن حضور اکرم ﷺ کو مجبور نہ کرو کیونکہ درود شریف مقبول ہے یہ جہاں بھی پڑھو گے مدینہ شریف ضرور پہنچے گا۔ لیکن صرف یہ خاص مقصد بناؤ کہ زیارت ہو جائے بس پڑھتے رہو۔ قرآن مجید فرقان حمید کے بعد سب سے بہتر وظیفہ درود شریف ہے اور یہ تصور رکھو کہ وہ خود کرم فرمائیں گے۔ میں تو ان کے کرم کا منتظر ہوں جیسے دروازے پر ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے، اندر والے کا انتظار کر رہا ہے کہ جب بھی باہر آئیں گے مجھے دیکھ سکیں گے کہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔ دروازہ مصطفیٰ پر جب آپ کا گزر ہوگا میں بھی زیارت کر لوں گا یہ تصور ہونا چاہئے۔

بہرحال درمیان میں یہ بات آ گئی تھی۔ میں عرض کر رہا تھا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (البقرہ، ۱۰۴)

حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جو الفاظ استعمال کرو وہ بڑے ادب اور احتیاط سے استعمال کرو۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا:

المسلم من يسلم المسلمون من لسانه ويده

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

یہ یاد رہے کہ مسلمان کی عزت اور مال کو زبان سے اذیت نہ ہو آج کل بہت سے مسلمان کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو بہت سی تہمتیں لگاتے ہیں دفتر کھول دیتے ہیں۔ بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جس نے کسی عورت پر بدکاری کا الزام لگایا تو اس پر حد قذف جاری ہوگی یا کوئی عورت مرد پر زنا کی تہمت لگائے تو اس پر بھی حد جاری ہوگی۔ حد قذف یہ ہے کہ وہ ثبوت فراہم نہ کر سکا تو 80 کوڑے لگائے جائیں گے۔

اور اگر اسی کوڑے نہ کھائے کیونکہ ہمارے ملک میں تو یہ ممکن ہی نہیں یہاں مسلمانوں کی حکومت تو ہے لیکن اسلامی حکومت نہیں ہے۔ اسلامی حدود کا نفاذ نہیں ہے اللہ مجھے اور آپ کو نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تو حدیث پاک میں آتا ہے اگر اسی کوڑے نہ کھائے تو اس کی 80 سال کی مقبول عبادت برباد ہو جائے گی۔ اب میرے اور آپ کے خانے میں 80 سال کی عبادت تو نہیں ہے پھر صرف عبادت نہیں بلکہ مقبول عبادت۔ اب اگر ہماری نمازیں مقبول ہیں تو ہماری وجہ سے نہیں بلکہ وہ تو اس کے فضل سے ہوگی آج ہم کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو اس کی پوتی پر، بہن پر، اس کی بیوی پر اللہ معاف کرے کیا کیا تہمتیں لگاتے ہیں تو وہ 80 سال کی عبادت کا ثواب انہیں دیا جائے گا جن پر تہمت لگائی جائے گی۔ آج مسلمان، مسلمان کو اغوا کر کے تاوان لیتے ہیں، بھتہ لیتے ہیں، دھمکیاں دیتے ہیں۔ ایسے طریقوں سے لی ہوئی دولت حرام ہے۔

مسلمان وہ ہے جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کا مال جان آبرو اور عزت محفوظ رہے۔ ہمیں چاہیے کہ ایک دوسرے مسلمان کی عزت جان، مال آبرو کی حفاظت بھی اسی طرح کریں جس طرح ہم اپنے جان و مال و آبرو کی حفاظت کرتے ہیں۔

اللہ مجھ گنہگار و سیاہ کار کو بھی اور ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

برکاتِ صحبتِ صلحاء و اولیاء

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلاً کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃً و سلاماً علیک یا رسول اللہ

و سلم علیک یا سیّدی یا حبیب اللہ

میرے محترم، صدر گرامی قدر، مقتدر علماء کرام۔ میرے محترم بھائیو! بزرگو! محترم بہنو!

عظیم نوجوانو! پیارے پیارے بچو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے انتہائی خوشی اور مسرت ہے۔ حضرت مولانا فیض رسول صاحب نور اللہ مرقدہ ورحمۃ اللہ علیہ کہ عرس شریف کی بابرکت محفل میں میں بھی حاضر ہوں اور آپ بھی حاضر ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ مجھ گنہگار و سیاہ کار کی اور آپ کی سب کی اس بابرکت اجتماع میں حاضری کو قبول فرمائے۔ آمین۔

اور جو کچھ بیان کیا گیا اور بیان کیا جائے۔ اس کو شرف قبولیت عطا فرما کر مجھ گنہگار و سیاہ کار کے لئے بھی اور آپ سب کے لئے کفارہ سیئات بنائے۔ آمین

عرس شریف کی اس بابرکت تقریب میں اس بابرکت اجتماع میں اللہ کے ایک نیک اور صالح بندے۔ ایک عالم دین، خوش بیان واعظ، عالم باعمل، عاشق رسول ﷺ کے ذکر کی ان کی یاد کی اور بقول حضرت علامہ مولانا خدا بخش اظہر صاحب دامت برکاتہم اس دولہا کے ہم سب براتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ مولانا کے صاحبزادگان قابل قدر ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب کو منعقد کر کے ان کی فاتحہ اور ایصال ثواب کا اہتمام کر کے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے جو ملنے والے احباب اور دوست ہیں ان سب کو مدعو کرنے کی وہ کوشش ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔

صاحبزادگان قابل مبارک باد ہیں کہ وہ اپنے والد صاحب کے صحیح جانشین ہیں اور قابل مبارک ہے وہ باپ جو یہی آرام فرما ہیں کہ جنہوں نے نیک اور صالح اولاد کو چھوڑا۔ جو ان کے لئے دعائے خیر کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ شعلہ نوا خطیب تھے اور بے شمار علاقے ایسے ہیں کہ جہاں میں بھی جاتا رہتا ہوں اکثر لوگ مولانا صاحب کو یاد کرتے ہیں۔ بلوچستان کے دور دراز علاقوں میں ڈیرہ غازی خان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے دور دراز علاقوں میں۔ پہاڑی علاقوں میں۔ میں بھی اکثر و بیشتر اپنی جمعیۃ العلماء پاکستان کے جلسوں کے سلسلے میں جاتا رہتا ہوں۔ تنظیمی دورے پر۔ اکثر احباب لوگوں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں مولانا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر اکثر ہوتا رہتا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے اللہ تبارک و

تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ قرآن مجید فرقان حمید میں اس بات کے بار بار اعلان کو ضروری قرار دیا کہ قرآن پاک میں بار بار اس کا اعلان ہو۔ بار بار آیات طیبہ کی خصوصی تلاوت ہو یعنی موت بہرحال آنی ہے۔ یہ سب کے لئے برحق ہے اس میں ولی کامل ہو۔ عارف باللہ ہو۔ نبی محترم ہو۔ رسل کرام ہوں۔ موت آنی ہے۔ یہ اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ نے ایک ضابطہ خصوصاً مقرر فرمادیا ہے۔ موت ضرور آ کر رہے گی اور اس سے کسی کو مفر نہیں۔ کوئی ڈاکٹر یہ چاہے کہ میں نہ مروں کوئی لاکھ دوائیں اس کے پاس ہوں لیکن وہ مر کر ضرور رہتا ہے۔ بے شمار لوگ ہیں جن کو علما کرام اور مشائخ عظام تعویذ دیتے ہیں شفا کے۔ شفا کی پلیٹ لکھی جاتی ہے زعفران سے۔ شفا کے تعویذ لکھے جاتے ہیں۔ پینے کے لئے زعفران سے لیکن موت اگر اس کا وقت آ گیا ہے تو پھر وہ تعویذ بھی کام نہیں کرتے۔ ڈاکٹر صاحب کی دوا بھی کام نہیں کرے گی اور کسی پیر صاحب کی پھوک بھی کام نہیں کرتی اس لئے کہ ایک ضابطہ مقرر ہے مگر اس کا ایک طریقہ ہے، ضابطہ مقرر ہے،۔ اب ضابطہ کا ہے اور ہر ایک کے لئے طریقہ کار ہے۔ وہ ضابطہ ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۝

(الاعراف، ۳۴)

تو جب ان کا وعدہ آئے گا ایک گھڑی نہ پیچھے ہو نہ آگے۔

اگر موت کا وقت آ گیا ہے۔ اگر موت کا وقت آ گیا ہے چاہے وہ ڈاکٹر صاحب ہو، شاہ صاحب ہو، پیر صاحب ہو، شاہ احمد نورانی ہو، کوئی صاحب بھی ہو۔ اگر آ گیا ہے تو اب ایک سیکنڈ ادھر نہیں ہوگی گھڑی اور نہ اک سیکنڈ ادھر ہوگی۔ وقت مقررہ پہ ملک الموت اپنے فرض کو پورا کرتے ہوئے روح قبض کر کے لے جاتے ہیں اور جن کو رونا ہے وہ روتے رہیں۔ جن کا عرس کرنا ہے وہ عرس کرتے رہیں۔ روح بہرحال وقت مقررہ پہ نکل کے رہے گی۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ موت آتی ہے اور کبھی ایسی بھی موت آتی ہے کہ وہ پوچھ کر آتی ہے۔ شاہ احمد نورانی جا رہے تھے وہ وہاں کا دورہ کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسلام آباد میں ہیں اور معلوم ہوا کہ کراچی میں ہیں اور

اس وقت ملک الموت کو حکم ہوا کہ چلئے صاحب! وہ پوچھیں گے نہیں؟ کہ مولانا شاہ احمد نورانی صاحب آپ نے مرنا ہے کہ نہیں مرنا۔ یہ کب پوچھتے ہیں؟ پیر صاحب آپ نے انتقال فرمانا ہے کہ نہیں فرمانا؟ ڈاکٹر صاحب آپ مرنا چاہتے ہیں کہ نہیں مرنا چاہتے اور یہ کب پوچھتے ہیں کہ صدر صاحب آپ نے مرنا ہے کہ نہیں مرنا؟ وزیراعظم صاحب آپ کی روح قبض کروں کہ نہ کروں؟ اور آپ نے دیکھا ہوگا پولیس والوں کے وہاں بڑے پہرے ہوتے ہیں۔ فوجیوں کے یہاں بڑے پہرے ہوتے ہیں۔ کمانڈر انچیف کی کوٹھی پر بڑا پہرہ ہوتا ہے۔ آئی جی کوٹھی پر بڑا پہرہ ہوتا ہے۔ ڈی آئی جی کی کوٹھی پر بڑا پہرا ہوتا ہے۔ پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ لیکن کیا مجال ہے کہ ملک الموت کا رستہ کوئی روک کر تو دیکھے۔ روح ہمیں قبض کرنی ہے تو صدر کی بھی، وزیراعظم کی بھی، شاہ احمد نورانی کی بھی اور جب وقت آ گیا تو چلی جائے گی لیکن اک موت اس طرح کی ہوتی ہے کہ فرشتہ آیا اور اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ نہیں ہے کہ صدر نے کہا کہ اچھا ملک الموت آ رہا ہے بس پر فائرنگ شروع کر دو۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ ملک الموت کے آنے کی اطلاع ملی اور آئی۔ جی صاحب نے کہا کہ گرفتار کرلو۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔

لیکن ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ آیا تو اللہ کے نبی نے کہا ٹھہر جاؤ کہا کہ روح قبض کرنے کے لئے آیا تو آپؑ نے جو طمانچہ مارا تو آنکھ ملک الموت کی باہر نکل آئی۔ یہ تھے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ یہ بزرگ پیغمبر کا پورا واقعہ مسلم شریف میں اور علماء و محدثین نے مختلف روایت نقل کی ہیں اور مسلم شریف میں حدیث موجود ہے اور یہ الگ بات ہے کہ کوئی آدمی اعتراض کرے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ مرنا نہیں چاہتے تھے۔ نہیں یہ بات نہیں ہے معاذ اللہ۔

ایسا نہیں اس لئے کہ نبی مرنے کی آرزو کرتا ہے اور ولی بھی مرنے کی آرزو کرتا ہے مرنے کی آرزو کی۔ یہ وجہ کہ وہ مرنے کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔

ایک اور فرق ہوگیا دونوں میں کیسے موت کی تمنا کرنا اور ہے اور موت کے لئے دعا بددعا کرنا اور ہے۔ دونوں میں فرق ہے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ اے اللہ! تو مجھے موت دے

دے۔اس کی ممانعت ہے۔اس کے لئے یہی حکم ہے کہ دعا مانگو۔ اللھم احینی ان کانت الحیات خیرا لی۔ توفنی ان کانت الوفات خیر الی۔ اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ۔اگر میری زندگی میں خیر ہے تو زندہ رکھئے۔

اور اے اللہ! تو مجھے موت دے دے اگر میری موت میں کوئی بہتری ہے۔صرف موت کے لئے بددعا نہیں کرنی چاہیے کہ اے اللہ! مجھے موت دے دے۔اے اللہ مجھے موت دے دے۔ایسی دعا نہیں کرنی چاہئے۔ممانعت ہے۔لیکن یہ دعا کرنا کہ میں اللہ سے ملاقات چاہتا ہوں۔اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں کہ میں موت کو پسند کرتا ہوں۔کسی نے پوچھا موت کو کیوں پسند کرتے ہو۔اس نے کہا اس لئے کہ موت ایک پل ہے۔ الموت جسر موت تو ایک پل ہے۔ یوصل الحبیب الی الحبیب یہ تو ایک پل ہے۔اگر اس پل کو کراس کر لیا تو حبیب اپنے محبوب کے پاس پہنچ گیا تو موت کی تمنا اس لئے ہے کہ جسم ہے یوصل الحبیب الی الحبیب موت کی تمنا کس لئے کرتا ہوں کہ اب تک دیدار مصطفی ﷺ سے محروم ہوں اور جب مروں گا تو حضور اکرم ﷺ کا دیدار یقینا ہوگا۔ ما کنت تقول فی حق ھذا الرجل۔ جب وہ پوچھیں گے کہ کون ہیں یہ ان کے متعلق کیا کہتا تھا۔

مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے (ﷺ)

کہا کہ تو موت کی تمنا اور آرزو اس لئے ہے کہ دنیا کے کاموں سے دنیا کی چیزوں سے گھبرا کر موت کی آرزو کرنا اس کی ممانعت ہے۔

بہرحال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملک الموت نے کہا کہ حضور میں حاضر ہو گیا ہوں اور روح قبض کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور غصہ میں آ کے طمانچہ مار دیا۔آنکھ باہر نکل آئی۔وہ آنکھ پکڑے ہوئے اسی طرح سے اللہ کے حضور میں حاضر ہو گئے۔کیا ہوا۔اللہ رب العالمین تو باخبر ہے۔ یہ پوچھنا چاہتے تھے کیا ہوا۔ہمارے برگزیدہ نبی کو اور محبوب پیغمبر کو کہا حضور غصہ آ گیا،طمانچہ مار دیا،آنکھ باہر آ گئی۔کہا: حضور آنکھ ٹھیک ہو گئی۔ بولو کیا ہوا۔کہا کہ حضور ناراض ہو گئے۔ بڑا غصہ آیا بڑے جلالی پیغمبر ہیں۔اب کیا کہتا کہا اچھا جاؤ۔ہمارے پیغمبر

بزرگ محترم ہیں۔ پیغمبروں کی اللہ تبارک وتعالیٰ ناز برداری فرماتا ہے۔ اپنے محبوبوں کی ناز برداری فرماتا ہے۔ ان کا ایک مقام ہوتا ہے۔ یہ ایرے غیرے نتھو خیرے والا مقام نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کے برگزیدہ ہوتے ہیں۔ اللہ نے ان کو مقام دیا ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ رب العالمین فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام کا مقام کیا ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ (الاحزاب،٦٩)

اللہ رب العالمین فرماتا ہے: کہہ دو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہاں عزت والے وجاہت والے، بڑے پیغمبر ہیں۔ اللہ کے یہاں ان کی وجاہت ہے۔ اللہ کے یہاں ان کی عزت ہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر بے عزت نہیں ہوتا۔ عزت والا ہوتا ہے اور جو بے عزت ہوتا ہے وہ ان کی عزت کیا کرسکتا ہے اور جو خود بھی بے عزت ہوتا ہے، کیا بے عزت ہوتا ہے۔ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (آل عمران،٤٥)

آخرت میں بھی نبی عزت والا ہوگا۔ آخرت کی بھی ضمانت ہوگئی۔

کسی نے کہا کہ پتہ نہیں کہ مرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کیا ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کیا ہوگا اور حضور علیہ السلام کا کیا ہوگا کہ بات دراصل یہ ہے کہ پتہ نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کیا ہوگا، فلاں کا کیا ہوا اور فلاں کا کیا ہوگا اور ہمارے پیغمبر کا بھی دیکھ لئے جئے پتہ نہیں کیا ہوگا کیا نہیں ہوگا۔ معاذ اللہ توبہ توبہ۔

اللہ رب العالمین ضمانت دیتا ہے قرآن میں۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (آل عمران،٤٥) دنیا میں بھی ان کی عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہے۔ اللہ۔ اللہ۔

اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر کی دنیا میں عزت ہے اور آخرت میں عزت ہے اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی دنیا میں عزت ہے اور آخرت میں عزت ہے۔ ارے انبیاءؑ کی آخرت میں عزت۔ نبیوں کی آخرت میں عزت۔ رسولوں کی آخرت میں عزت۔ تو ذرا غور کرو کہ رسولوں کے سردار کی کتنی بڑی عزت ہوگی۔ ان کی عزت یہ ہوگی کہ سب براتی انبیاء علیہم السلام ہوں گے اور دولہا رسول اللہ ﷺ ہوں گے۔ یہ ان کی عزت ہوگی۔ محشر میں یہ سب انبیاءؑ براتی ہوں گے اور مصطفی ﷺ دولہا ہوں گے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت موسیٰ علی نبیاء علیہ السلام سے کہا۔

اور ادب سے پوچھا گیا کہ حضور آپؑ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو یہ بیل ہے۔ بیل حاضر کرو ان کی خدمت میں۔ ایک بیل لے کر جاؤ ان کی خدمت میں اور کہیں کہ حضور اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو یہ بیل حاضر ہے۔ اس کے اوپر ہاتھ رکھ دیجئے اور ہاتھ کے نیچے جتنے بال آ جائیں گے ہر بال کے عوض ایک سال کی عمر بڑھ جائے گی۔

ارے پیغمبر کے اختیار میں ہے کہ عمر بھی بڑھوا لو۔ ایک طرف یہ بیان کیا کہ اگر وقت آ جائے۔ توجہ کیجئے۔ اک طرف بیان کیا قرآن نے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ **اذا جآء اجلھم** اگر وقت آ گیا **لا یستاخرون ساعة** ایک گھڑی ادھر نہیں۔ ایک گھڑی ادھر نہیں۔ اللہ کے وقت کے مطابق جو دے دیا گیا ہے عزارائیل علیہ السلام کو۔ انہوں نے دیکھا وقت آ گیا فوراً روح قبض کر لی۔ اب کوئی رو رہا ہے روتا رہے، سینہ پیٹتا ہے سینہ پیٹتے رہو، چلاتا ہے چلاتے رہو۔ ملک الموت اپنا کام کر کے چلا گیا۔ اک طرف تو یہ فرمایا قرآن نے اور دوسری طرف یہ فرمایا کہ پیغمبر کی ناز برداری ہو رہی ہے کہ جا کے پوچھو کتنے سال زندہ رہنا چاہتے ہیں اور اپنا ہاتھ رکھ دیں اتنے ہی سال بڑھتے چلے جائیں گے اور اگر گننا شروع کیجئے۔ ہاتھ اگر رکھ دیں آپ کسی بیل پر تو کتنے سو بال ہوں گے۔ ایسا حساب نہیں یہ تو ہزار کا حساب ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

انی احب لقاء اللہ

یہ تو حدیث مبارک میں بھی ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

من احب لقاء الله احب الله لقاء الله

جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: انی احب لقاء الله میں اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔

لیکن یہاں اکیلا مرنا نہیں چاہتا۔ یہ جنگل میں منگل میں لے چلو۔ جنگل میں نہیں منگل میں لے چلو۔ جنگل میں دنگل میں لے چلو۔ جہاں سب اکٹھے ہوں۔ پیغمبروں کی جہاں قبریں ہوں۔ اللہ کے نیک بندوں کی جہاں قبریں ہوں۔ جنگل میں مار دو گے، یہیں دفن کر دو گے۔ نہیں۔ بیت المقدس کے اطراف میں لے چلو۔ یہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نبی اللہ کی قبر ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعنی مجمع کے ساتھ یعنی قبرستان کے اندر دفن کر دو جس قبرستان پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھ رہے تھے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں پر کس طرح اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ جینے کی آرزو نہیں ہے۔ مجھے ہاتھ رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جہاں حضرت داؤد نبی اللہ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اتنی لمبی عمر کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ وقت آ گیا ہے میں حاضر ہوں۔ احب لقاء الله دوست کو پسند کرتا ہوں۔ لقائے دوست کی آرزو رکھتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض ہوگئی اور عالم یہ ہے کہ وہ اپنی قبر میں ہیں اور نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ حضور پُرنور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب معراج کے لئے جا رہا تھا۔ رایت موسٰی میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا رایۃ دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قائم یصلی فی قبرہ کہ وہ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ نبی کی قبر میں رفتار کا عالم کیا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب میں شب معراج میں براق پر سوار ہو کر گزرتا ہوا جا رہا تھا تو دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں اور میں جب معراج شریف کے سلسلے میں بیت المقدس میں پہنچا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں میرے استقبال کے لئے موجود ہیں۔ کیا رفتار کا عالم تھا۔ کیا حیات النبی ہیں۔ جب ان کے

مرنے کے بعد ان کو یہ حیات ہے تو سبحان اللہ۔ سید الانبیاء ﷺ کی حیات کا عالم کیا ہو گا۔ جس امت کے نبی زندہ ہوں وہ امت کیوں نہ زندہ ہو۔ زندوں کے ساتھ زندہ ہو جاتی ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ موت اور موت کا فرق ہے۔ اللہ رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اور ان کے صدقے میں اولیاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔ ذرا دیکھئے مثلاً ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن مجید فرقان حمید میں یہ حق بیان کیا سچ بیان کیا کہ اولیاء اللہ شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ شہداء زندہ ہیں۔ شہید امتی ہوتی ہے۔

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط (البقرہ، ۱۵۴)

جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جائیں انہیں مردہ مت کہو۔ وہ مردہ نہیں ہیں۔ پھر کس طرح ہیں بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (البقرہ، ۱۵۴) بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں ان کی زندگی کا احساس اور شعور نہیں۔

شہید زندہ ہیں۔ شہید تو امتی ہوتا ہے۔ شہید امتی ہے تو زندہ ہے۔ ارے جو امتی ہو کر زندہ ہے اس کا نبی زندہ نہیں ہوتا۔ یہ عجیب وغریب بات ہے۔ شہیدوں کو رتبہ ملا ہے حضور اکرم ﷺ کے صدقے میں۔ انبیاءؑ کے بعد صدیقین ہیں۔ صدیقین کے بعد شہداء ہیں۔ شہداء کے بعد صالحین ہیں۔ انبیاءؑ بھی زندہ ہیں۔ صدیقین بھی زندہ ہیں۔ شہداء بھی زندہ ہیں اور صالحین بھی زندہ ہیں۔ یہ پوری چین ہے۔ یہ پوری ٹرین ہے۔ یہ جڑی ہوئی ہے ایک دوسرے ساتھ ڈبہ جوڑا ہوا ہے۔ صالحین کا ڈبہ جوڑا ہوا ہے۔ صالحین کے ڈبے کے ساتھ کس کا ڈبہ جڑا ہوا ہے جو ان کے ساتھی ہیں۔ گنہگار و سیاہ کار ہم جیسے خدام۔ صالحین کے خدام۔ احب الصالحین ولست منھم۔ ایک بزرگ نے بڑی پیاری بات فرمائی۔ فرمانے لگے بھائی میں تو اللہ کے دوستوں سے اللہ کے ولیوں سے محبت کرتا ہوں۔ کیا بات ہے۔

احب الصالحین ولست منھم لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

شاید اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی محبت کی برکت سے مجھ میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ وہی

خوبیاں پیدا فرما دے۔ وہی صلاحیت پیدا فرما دے۔ جیسے ڈبہ ڈبے سے جوڑتا ہے تو کڑی کڑی سے مل جاتی ہے۔ ڈبہ ڈبے سے جڑ جاتا ہے۔ اگر وہ فسٹ کلاس کا ڈبہ ہے تو وہ سیکنڈ کلاس سے جڑ گیا۔ کراچی پہنچا کہ نہیں پہنچا۔ پہنچ گیا۔ اچھا۔ وہ مال گاڑی کے ڈبے کا کیا ہوا۔ اس میں تو کچرا بھرا ہوا تھا۔ وہ ادھر تھا۔ کہا وہ لگ گیا تھا ساتھ ٹرین میں وہ بھی تیز گام کے ڈبے کے ساتھ لگ گیا تھا۔ ایر کنڈیشن ڈبے کے ساتھ کونے کا ڈبہ بھی لگ گیا۔ اچھا اس کا کیا ہوا۔ وہ بھی کراچی گیا۔ ارے کچرا بھی چلا گیا وہ بھی پہنچ گیا۔ واہ بھئی کمال ہو گیا۔ جب ڈبے سے ڈبہ جڑ گیا۔ ہم جڑ گئے صالحین سے۔ صالحین جڑ گئے شہداء سے۔ شہداء جڑ گئے صدیقین سے۔ صدیقین جڑ گئے انبیاء و مرسلین سے اور انبیاء و مرسلین جڑ گئے سید المرسلین سے وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (النساء، ۶۹) سبحان اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ ان بزرگوں کی محبت عطا فرمائے۔ آمین۔

کملی والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام، ہے نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ولتکن منکم امتہ یدعون
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ صدق اللہ
العلی العظیم۔

درود وسلام!

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ

میرے محترم بزرگو، بھائیو اور عزیز نوجوانو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجھے آج انتہائی خوشی اور مسرت ہے کہ پہلی مرتبہ نور پور تھل آپ کے علاقہ میں حاضر ہوا ہوں۔ آج ہمیں معلوم ہوا کہ یہ نور پور تو بہت دور پور ہے۔ جہاں مجھے انتہائی خوشی ہے وہاں اسی کے ساتھ ساتھ مجھے بہت زیادہ افسوس بھی ہے اور رنج بھی ہے۔

افسوس اس بات کا ہے کہ آپ کے اس جلسے کا وقت دو اور تین بجے کا تھا اور ہم یہاں تقریباً پونے چھ بجے کے قریب پہنچے یعنی تقریباً پونے تین اور تین گھنٹے آپ کو انتظار کرنا پڑا اس کا ہمیں بڑا رنج ہے بڑا افسوس ہے اور ہم سے اس کی تہہ دل سے معذرت چاہتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ جلوس جب نکلتے ہیں جلسے جب ہوتے ہیں ہم لوگ وہاں سے جب نکلتے ہیں تو لوگ ہمیں وہاں بٹھا لیتے ہیں چائے پلانے کے لئے، کھانا کھلانے کے لئے، تھوڑی

دیر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اب چائے آ رہی ہے۔ آ رہی ہے۔ آ رہی ہے۔ ہم انتظار میں ہوتے ہیں۔ پھر معلوم ہوتا ہے روٹی آ رہی ہے۔ آ رہی ہے۔ آ رہی ہے۔ ہم انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ بہر حال آپ حضرات نے کافی دیر تک انتظار کیا۔ یہاں آپ کو بھی انتظار ہوتا ہے آ رہے ہیں۔ آ رہے ہیں وہاں ہمیں بھی انتظار ہوتا ہے آ رہی ہے آ رہی ہے اس میں زیادہ تر وقت نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس انتظار کی بہترین جزا عطا فرمائے گا۔ جتنی دیر آپ نے انتظار کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو عبادت میں لکھ دے گا۔ زمینیں بانٹے گا وغیرہ، انتظار آپ نے کس کا کیا؟ انتظار آپ نے اس لئے نہیں کیا کہ آنے والا آئے گا وہ کوئی دنیاوی مفاد دے کھانا کھلائے گا۔ تو انتظار آپ نے اس لئے نہیں کیا کہ آنے والا آئے گا تو آپ نے انتظار اس لئے کیا کہ آنے والے آئیں گے تو کملی والے آقا حضور پُر نور ﷺ کا پیغام سنائیں گے۔

............نعرے............

اللہ تعالیٰ اور حبیب پاک کی باتیں سننے کے لئے جتنی دیر انتظار کیا جائے وہ عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حبیب کی باتیں سنانے کے لئے جتنی دیر انتظار کیا جائے وہ بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے میرے دوستو، محترم بزرگو! آپ کا وقت انشاء اللہ ضائع نہیں ہوا۔ وہ ان شاء اللہ عبادت میں شمار ہو گا۔ آج کل روئے زمین پر مسلمان حضور پُر نور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت کا جشن منا رہے ہیں۔ حضور پُر نور ﷺ کی ولادت کا مبارک مہینہ ہے اور ماشاء اللہ لوگوں نے وہ منانا شروع کر دیا ہے۔

یہ عید میلاد النبیؐ کا مبارک مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک کی آج تین تاریخ ہے آج مغرب کے بعد تین تاریخ شروع ہو جائے گی۔ انگریزی کی تاریخ بارہ بجے شروع ہوتی ہے۔ سکھوں کی بھی بارہ بجے شروع ہوتی ہے مسلمانوں کی یعنی عربی کی تاریخ مغرب کے بعد سے شروع ہو جاتی ہے۔ ربیع الاول کا مبارک مہینہ آتا ہے تو ایمان والوں کے دل کی کلیاں کھل جاتی ہیں۔ ایمان والوں کے باغ میں بہار آتی ہے۔ اس لئے کہ فرش زمین سے لے کر آسمانوں تک درودوں کے نغمے اور صلوٰۃ وسلام کی آوازیں آتی ہیں۔ اللہ کے محبوب سیدنا محمد

رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔انسانوں میں درود وسلام پڑھا جاتا ہے جنوں میں درود وسلام ہوتا ہے۔فرشتے درود وسلام پڑھتے ہیں اور خود اللہ رب العالمین ان پر درود وسلام بھیج رہا ہے۔(نعرے) تکبیر ورسالت۔

یہ وہ ماہ مبارک یہ وہ برکت والا مہینہ ہے کہ اگر یہ مہینہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں حضور پُر نور ﷺ تشریف لائے جب حضور آ گئے تو سب کچھ مل گیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے کیا ملتا ہے؟ جن کو ملتا ہے وہ کہتے ہیں کہ سب کچھ ملتا ہے ان کو سب کچھ ملتا ہے کچھ نہیں ملتا ان کو کچھ نہیں ملتا اور جن کو نہیں ملتا ان کو کچھ نہیں ملتا۔حضور ﷺ سے کیا ملتا ہے؟ دیکھو! حضور پُر نور ﷺ تشریف لائے تو رمضان مل گیا۔ روزے اس میں ہوتے ہیں قرآن اس میں پڑھا جاتا ہے۔شب قدر اس میں آتی ہے۔حضور ﷺ تشریف لائے تو شب قدر مل گئی۔ان کے صدقے میں ملی۔حضور ﷺ تشریف لائے تو رمضان مل گیا اور میرے آقا حضور پُر نور مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو کملی والے آقا کے صدقے میں حج مل گیا۔
(نعرے۔تکبیر ورسالت)

حضور پُر نور ﷺ تشریف لائے تو قرآن مل گیا۔اللہ کا کلام مل گیا۔

نعرے تکبیر ورسالت

نظام مصطفیٰ ....زندہ باد

جمعیت علماء پاکستان..........زندہ باد

شاہ احمد نورانی صاحب..........زندہ باد

❁❁❁

اجتماع سے لوگوں میں سے کسی نے آوازہ دے کر شعر پڑھا۔

کی محمد ﷺ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

❁❁❁

حضور پرنور ﷺ تشریف لائے۔ حج مل گیا۔ نعمتیں ہی نعمتیں مل رہی ہیں۔ کیا کیا ملا ہے؟ اب دیکھو، حج مل گیا، رمضان مل گیا، قرآن مل گیا، ایمان مل گیا اور سب سے بڑی بات یہ کہ مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے تو ان کے صدقے میں خدا بھی مل گیا۔

(..........نعرے..........تکبیر و رسالت)

رب العالمین جل جلالہ وعم نوالہ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق...الخ

وہ اللہ ہے جس نے بھیجا اپنے پیارے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ گویا

رب العالمین جل جلالہ عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾ (فتح:۲۸)

مصطفیٰ ﷺ آ رہے ہیں وہ تشریف لا رہے ہیں۔ ان کو دیکھو اور دیکھنے سے پہلے سوچ لو کہ ان کو بھیجنے والا رب العالمین ہے۔ وہ اللہ ہے جس نے بھیجا ہے اپنے محبوب علیہ السلام کو۔ یہ وہ مصطفیٰ ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا کہ کوئی بھی شخص اس کے محبوب کو چاہے۔ اگر میں کسی سے محبت کرتا ہوں تو میں یہ چاہوں گا کہ بس میں ہی اس سے محبت کروں۔ وہ مجھ سے محبت کرے اور کسی اور سے محبت نہ کرے اور کوئی دوسرا بھی اس سے محبت نہ کرے۔

آپ سمجھ رہے ہیں کیا؟ میں دراصل رہنے والا ہوں کراچی کا۔ آپ کی زبان میں جانتا نہیں ہوں۔ اس لئے میں ٹھہر ٹھہر کے بات کر رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ آپ میری بات سمجھ بھی رہے ہیں یا نہیں۔

(جواباً لوگوں نے کہا۔ سمجھ رہے ہیں سمجھ رہے ہیں۔ سمجھ آ رہی ہے۔ بہت سمجھ آ رہی ہے)

جزاك الله محبت! جب کسی کو کسی سے ہوتی ہے۔ آدمی جب کسی سے دوستی کرتا ہے محبت ہوتی ہے اس کو جب چاہتا ہے تو اس کا دل یہ چاہتا ہے کہ بس میں ہی اس کو چاہوں اور یہ

مجھ کو چاہے کوئی اور اس کو نہ چاہے۔قاعدہ یہی ہے۔لیکن سبحان اللہ جب بات حضور پُرنور ﷺ کی ہوئی تو نقشہ بدل گیا۔ بات بدل گئی۔

ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے محبوب ہیں۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ کوئی ان کو نہ چاہے صرف ہم چاہیں۔مگر اللہ فرماتا ہے کہ ان کو چاہو اور جو ان کو چاہے گا اس کو ہم چاہیں گے۔

(نعرے۔تکبیر و رسالت۔)

رب العالمین جل جلالہٗ عم نوالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔قل۔آپ فرمادو۔ہم نہیں کہتے آپ فرمادو۔ یہ بھی قاعدہ ہے۔انداز ہے۔رب العالمین جل جلالہٗ عم نوالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو فتبعونی یحببکم اللہ تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں محبوب بنالے گا۔(سورہ آل عمران:۳۱)

اللہ اللہ کرنے والو! اللہ کے محبوب کو چاہو۔اللہ فرماتا ہے ہمارے محبوب کو چاہو۔جو ہمارے محبوب کو چاہے گا ہم اس کو چاہیں گے۔ورنہ ہوتا یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کے محبوب کو چاہے تو اس کو قتل کر دیتے ہیں جبکہ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو ہمارے محبوب کو چاہے وہ ہمارا ہو جاتا ہے ہم اس کے ہو جاتے ہیں مطلب یہ ہوا کہ جو مصطفیٰ ﷺ کا ہو جاتا ہے خدا اس کا ہو جاتا ہے خدا جس کا ہو جاتا ہے خدائی اس کی ہو جاتی ہے۔

(نعرے۔تکبیر و رسالت۔شاہ احمد نورانی حق و صداقت کی نشانی)

حضور پُرنور سید العالمین محمد رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور حق کا پیغام لے کر تشریف لائے۔ ہدایت۔حضور ﷺ کے پاس جو کچھ ہے وہ ہدایت ہے۔یعنی ہدایت صرف انہی سے ملتی ہے۔سچائی، ہدایت مصطفیٰ ﷺ کے گھر سے ملتی ہے نبوت ان کے گھر کی ہے۔رسالت ان کے گھر کی ہے سب کچھ ان کا ہے اور جو ان کے در پہ پہنچے ان کو سب کچھ مل گیا۔ان کے دامن کو تھاما۔رحمتیں بھی وہیں سے ملتی ہیں اسی لئے تو وہ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ﷺ۔سارے عالمین کو رحمتیں انہی سے ملتی ہیں۔یہ کیسے کہتے ہیں لوگ؟ کہ جس کا نام مصطفیٰ ہے اس سے کچھ نہیں ملتا۔یہ کیسے کہتے ہیں؟ قرآن کہتا ہے اللہ رب العالمین جل جلالہٗ عم نوالہٗ ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء: ۱۷، آیت: ۱۰۷)

''اے محبوب! ہم آپ کو نہیں بھیجا۔ مگر سارے عالمین کے لئے رحمت بنا کر۔''

رحمت تو مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ سارے عالمین کے لئے رحمت۔ جہان کے کسی حصہ میں۔ مشرق میں، مغرب میں، شمال میں، جنوب میں، کسی بھی حصہ میں یہ سارے عالمین ہیں۔ اللہ رب العالمین ہے اور جو محبوب اس نے بھیجا ہے وہ رحمۃ اللعالمین ہے ﷺ۔

تو حضور پُر نور ﷺ ہدایت اور حق کے ساتھ تشریف لائے۔ رب العالمین جل جلالہٗ عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

هُوَالَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ (سورت فتح: ۲۸، آیت: ۲۸)

اللہ نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ہدایت اور حق کے ساتھ بھیجا۔ ہدایت اور سچائی مصطفیٰ کے ساتھ ہے۔ جس دین کو وہ لے کر آئے ہیں یہ دین پابند نہیں ہے کہ اس دین کو گھر میں پکڑ کر بٹھا لو۔ اور نہ یہ گھر میں بیٹھ سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو دین مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے ہیں یہ نور ہے اور نور محدود نہیں رہتا۔ نور پھیلتا رہتا ہے روشنی پھیلتی ہے تو اسلام، دین اسلام ہدایت اور سچائی ہے ہدایت اور سچائی جو مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے ہیں اس کو پھیلنا ہے یہ پھیل کر رہے گی اس کو کوئی روک نہیں سکے گا۔

یہ مکہ معظمہ سے شروع ہوا۔ حضور ﷺ اکیلے تھے۔ حضور ﷺ اکیلے تھے۔ اس وقت کوئی اور نہیں تھا۔ قرآن کہتا ہے رب العالمین جل جلالہٗ عم نوالہ ارشاد فرماتا ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

(پارہ نمبر ۹ آیت نمبر ۱۵۸ سورۃ الاعراف)

آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تو پوری کائنات کے لئے رسول ہیں یہ اعلان کیا۔ مگر مکہ میں تنہا تھے۔ شروع میں تنہا تھے۔ چراغ جل گیا۔ نور کی پہلی کرن پھوٹ پڑی۔ حضور ﷺ نے چراغ جلا دیا۔ روشن کر دیا۔ اب کافروں نے چاہا کہ اس کو بجھا دیں۔

نور خدا کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بجھا؟......نہیں بجھا...... یہ نور چمکتا رہا۔ یہ نور پھیلتا رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے میں منتقل ہوا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سینے میں منتقل ہوا۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے سینے میں منتقل ہوا۔ اس طرح منتقل ہوتے ہوتے آج نور پور تھل میں بھی منتقل ہوگیا۔ ساری دنیا میں منتقل ہوگیا۔ اسی کروڑ مسلمانوں کے سینوں میں، اسی کروڑ مسلمانوں کے دلوں میں منتقل ہوگیا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(نعرے۔ تکبیر و رسالت......)

جو چیز حضور ﷺ لے کر آئے اس میں ہدایت ہے اور جس چیز کو حضور ﷺ سے نسبت نہیں اس میں ہدایت نہیں ہے۔ تو نظام مصطفیٰ ﷺ کس کا ہے؟ آپ خود فیصلہ کریں سوچیں۔ ہم کہتے ہیں نظام مصطفیٰ ﷺ یہ کس کا نظام ہے؟ یہ کملی والے کا نظام ہے۔ یہ مصطفیٰ ﷺ کا نظام ہے۔ یہ دونوں جہان کے تاجدار کا نظام ہے۔ یہ معراج کے دولہا کا نظام ہے۔ یہ رحمۃ العالمین کا نظام ہے۔ یہ شفیع المذنبین کا نظام ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ:

جمعیت علماء پاکستان جب یہ کہتی ہے کہ نظام مصطفیٰ ﷺ لاؤ......تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ نظام، جس میں نور ہے...... وہ نظام جس میں سچائی ہے...... وہ نظام جس میں ہدایت ہے...... وہ نظام جس میں روشنی ہے...... وہ نظام جس میں سچائی اور حقانیت ہے...... اس نظام کو لاؤ جس میں رحمتیں ہی رحمتیں ہیں۔

(نعرے......تکبیر و رسالت......)

حق و صداقت کی نشانی......شاہ احمد نورانی

لوگ کہتے ہیں ہم وہ نظام لائیں گے جس میں روٹی ملے گی۔ جس میں مکان ملے گا جس میں کپڑا ملے گا۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم وہ نظام لائیں گے سبحان اللہ جو امریکہ میں ہے جو واشنگٹن میں ہے۔ دیکھو! یہ یہودیوں کا نظام ہے عیسائیوں کا نظام ہے اس میں خیر نہیں ہے روٹی کپڑے کا نظام سوشلسٹوں کا نظام ہے اور دوسری طرف کملی والے آقا ﷺ کا نظام!...... جس میں روٹی بھی ہے کپڑا بھی ہے...... مگر صرف روٹی نہیں۔ ساتھ میں بوٹی بھی ہے۔ روٹی بھی ہے کپڑا بھی ہے مکان بھی ہے یعنی دین بھی ہے دنیا بھی ہے۔ ایمان بھی ہے۔ خدا بھی ہے۔ دنیا بھی۔ دین بھی ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دنیا بھی سنوارتا ہے اور آخرت بھی سنوارتا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو دنیا سے صحیح سلامت نکالتا ہے اور آخرت میں خدا سے ملا دیتا ہے۔ یہ وہ نظام نہیں کہ فقط روٹی کھلاتا ہے اور کچھ نہیں۔ یہ کام تو جانور بھی کر لیتا ہے۔

اگر صرف یہی نظام ہو کہ فقط روٹی کھالی یہی نظام ہے کہ کپڑا پہن لیا۔ یہی نظام ہو کہ مکان مل گیا۔ کیا اس کے علاوہ کچھ انسان کو نہیں چاہیے۔ کیا نور کا سامان نہیں چاہیے؟ کیا نور او روشنی نہیں چاہیے۔ کیا قبر کے لئے نور نہیں چاہیے۔

اگر دنیا میں مکان چاہیے تو قبر میں بھی مکان چاہیے۔ جنت کا بھی تو مکان چاہیے۔ تو مسلمان دنیا کے مکان کا بھی انتظام کرتا ہے اور جنت کے مکان کا بھی انتظام کرتا ہے۔

(نعرے...........تکبیر و رسالت......)

آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم روٹی کے خلاف ہیں۔ نہیں۔ ہمیں تو روٹی کے ساتھ بوٹی بھی چاہیے۔ ہم مکان چاہتے ہیں۔ دنیا کا بھی مکان چاہتے ہیں اور ساتھ ہی آخرت کا بھی مکان چاہتے ہیں۔ یہاں بھی مکان چاہیے اور وہاں بھی مکان چاہیے۔

سوشلسٹ نظام یہاں تو مکان دے دے گا۔ اول تو دے نہیں سکتا لیکن اگر دے بھی دیا تو یہاں دے دے گا مگر وہاں کچھ نہیں ملے گا۔ وہاں دوزخ ٹھکانہ ہوگا۔

ہم وہ نظام چاہتے ہیں۔ نظام مصطفیٰ ﷺ وہ پتہ بتاتے ہیں کہ جس میں یہاں بھی

مکان ملتا ہے وہاں کا بھی مکان ملتا ہے۔ یہاں روٹی بھی ملتی ہے بوٹی بھی ملتی ہے اور وہاں بھی نیکیاں ہی نیکیاں ملتی ہیں۔ یہ دنیا کی کھیتی بھی دیتا ہے اور آخرت میں اس کو بہت عمدہ طریقے سے ٹھہرانے کا انتظام بھی کرتا ہے۔ یہ آخرت کی کھیتی بھی دیتا ہے۔ وہ نظام ہے۔ نظام مصطفیٰ ﷺ۔ وہ نظام ہے کہ اس نظام کو اگر نافذ کر دیا جائے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نافذ ہوا، اس سے پہلے خود حضور ﷺ نے نافذ کر کے رکھے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں نافذ ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پر عمل کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس حکومت کو چلایا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکومت میں اس پر عمل کیا۔ خلفائے راشدینؓ نے اس پر عمل کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس پر عمل کیا۔ عباسی خلفاء کے زمانے میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا۔ جب انگریز آیا تو وہ عمل بند ہو گیا۔ انگریز جب چلا گیا تو انگریز کے جانشین بیٹھ گئے۔ پاکستان کے اندر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ انگریز کے سکولوں کو جاری رکھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کا انتقال ہو گیا تھا اس کے بعد الم بلم قسم کے لوگ آتے رہے اور معاملہ گڑبڑ ہوتا رہا۔ کبھی یہ آ گیا وہ آ گیا۔ کچھ لوگ ایسے آ گئے جو عیسائیوں کے قبرستان میں دفن ہوتے رہے۔ ایسے آتے رہے جن کے رابطے لندن سے ہوتے تھے۔ ایسے ایسے لوگ آتے رہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ ابھی تک نہیں آیا۔ اگر وہ آئے گا تو کیا ہو گا؟ جب وہ آیا تھا۔ جب حضور ﷺ لے کر آئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا زمانہ تھا۔

پھر یہ ہو گیا تھا کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نافذ ہونے سے ایسا ہوتا تھا کہ لوگ سڑکوں پر، چوراہوں پر خلیفۃ المسلمین کے آدمی کھڑے ہوتے تھے۔ سرکاری نوکر کھڑے ہوتے تھے اور یہ اعلان کرتے تھے کہ حاجیو، مسلمانو ٹھہر جاؤ۔ رک جاؤ۔ بیت المال میں زکوٰۃ جمع ہے۔ جو ضرورت مند ہو غریب ہو وہ آ کر لے جائے۔ دو دو مہینے تک آواز دی جاتی تھی۔ زکوٰۃ دینے والا تو تھا

لیکن لینے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔

جب نظام مصطفیٰ ﷺ آتا ہے تو غربت کو ختم کر دیتا ہے۔ مسلمانوں میں خوشحالی آتی ہے اس لئے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کا رحمت والا نظام ہے۔

جب نظام مصطفیٰ ﷺ آتا ہے تو ایک بچہ بھی رات کے وقت اشرفیوں سے اور سونے سے کھیلتا ہوا گھر سے باہر نکل جائے تو اس کی طرف میلی نظر سے دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ امن و امان کا نظام ہے۔ جب نظام مصطفیٰ ﷺ آئے تو دن بھر محنت کرنے والا کسان رات کو آرام کی نیند سو جائے تو اس کا بیل چرانے والا کوئی نہیں ہوتا۔

(نعرے .... تکبیر و رسالت)

نظام مصطفیٰ ﷺ .... زندہ باد

جمعیت علماء پاکستان .... زندہ باد

شاہ احمد نورانی .... زندہ باد

حبیب رب العالمین کملی والے آقا حضور پرنور ﷺ کا نظام وہ نظام ہے کہ جس نظام کے نفاذ کا پیغام جمعیت علماء پاکستان دے رہے ہیں۔ یہ وہ نظام ہے کہ جس کا پیغام سب سے پہلے جمعیت علماء پاکستان نے 1970ء میں دیا تھا۔ پروگرام پیش کیا تھا۔ اسی جماعت، جمعیت علماء پاکستان نے کسی اور جماعت نے نہیں۔ اسی جماعت نے پیش کیا۔ اب تو سب نظام مصطفیٰ ﷺ کی بات کر رہے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نسبت ماسکو سے نہ ہو، مسلمانوں کی نسبت لندن سے نہ ہو، مسلمانوں کی نسبت واشنگٹن سے نہ ہو بلکہ مسلمانوں کی نسبت مدینے سے ہو جائے۔ اور مدینے والے سے ہو جائے۔ اس لئے ہم نظام مصطفیٰ ﷺ کی بات کرتے ہیں اور اب اور لوگ بھی یہ بات کرنے لگے ہیں لیکن وہ مقام مصطفیٰ ﷺ سے بے خبر ہیں۔ جو مقام مصطفیٰ ﷺ سے بے خبر ہوں وہ نظام مصطفیٰ ﷺ کیا نافذ کریں گے؟

جمعیت علماء پاکستان کا منشور ہے مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کا

نفاذ...... ہم اس نظام کو اس سرزمین پر نافذ کر کے مسلمانوں کی غربت کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ہم اس نظام کو نافذ کر کے مسلمانوں کے افلاس کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اس نظام کو نافذ کر کے پاکستان جو اس وقت بھکاری ملکوں میں شامل ہے جو اس وقت سب سے بڑا بھکاری ملک ہے اسی ارب روپے کا اس ملک پر قرضہ ہے اسی ارب روپے مشہور ہے بھیک مانگنے میں پاکستان مشہور ہے۔ یہ سب سے بڑا بھکاری ہے۔ جیسے آپ دیکھتے ہیں بہت سے شہروں کے اندر سے مستند بھکاری ہوتے ہیں ۔خاندانی بھکاری۔ جن کا پیشہ ہوتا ہے بھیک مانگنا وہ بڑے ماہر ہوتے ہیں بھیک مانگنے کے۔ایسے ہی پاکستان دنیا بھر میں بھیک مانگنے والا ملک مشہور ہے۔ بڑے اونچے بھکاری آ گئے۔ اب یہ قرضہ مانگنے آئے ہیں لمبا چوڑا قرضہ۔ یہ قرضے لینے ہیں اور عیاشیاں کرتے ہیں ۔ایسا تصور ہے دوسرے ملکوں میں۔

پاکستان تو قرضوں میں جکڑا ہوا ہے۔اسی ارب روپے کا قرضہ۔ ہماری سات نسلیں ان قرضوں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ نظام مصطفیٰ ﷺ لائیں۔نظام مصطفیٰ ﷺ، نظام رحمت لاکر اس ملک کے قرضوں کا بوجھ ختم کریں۔اس ملک میں خوشحالی آئے۔اس ملک کے شاندار مستقبل کو تعمیر کریں تاکہ یہاں اور پاکستان کا ہر شہری اپنے سر کو فخر کے ساتھ سربلند کر کے چلے اور کہے کہ یہ نظام مصطفیٰ ﷺ ہے۔ دنیا کی قومیں دیکھیں اور کہیں کہ کتنا اچھا ملک ہے کتنا اچھا نظام ہے۔ یہاں کچہریاں نہیں ہیں، رشوت نہیں ہے یہ ملک بھکاری نہیں ہے۔ زنا نہیں ہے،خرابیاں اور بیماریاں نہیں ہیں۔

یہ کون سا نظام ہے؟ باہر والے آ کر پوچھیں یہ کون سا نظام ہے؟ تو انہیں بتایا جائے کہ یہ نظام مصطفیٰ ﷺ ہے۔تب وہ کہیں کہ ہم بھی اپنے ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک کا نقشہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے تحت ہو۔

جمعیت علماء پاکستان اس ملک کے غیور اہل سنت کی سیاسی تنظیم ہے۔آپ بھی اس تنظیم کے رکن بن کے نظام مصطفیٰ ﷺ کے قافلے میں شریک ہو کر کملی والے آقا ﷺ کے نظام کا پرچم بلند کریں تاکہ کل قیامت کے دن ہم سب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے دربار

میں سرخرو ہو سکیں کہ ہم کملی والے آقا ﷺ کے نظام کے لئے جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذکر کا بول بالا کریں کیونکہ یہ وہ ذکر ہے کہ جس کو اللہ بھی بلند کر رہا ہے اور فرشتے بھی اس ذکر کو صبح و شام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اب آپ سب کھڑے ہوں اور ادب سے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

یا نبیؐ سلام علیک .... یا رسولؐ سلام علیک

یا حبیب سلام علیک .... صلوٰۃ اللہ علیک

(خطاب مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ دورۂ نور پور تھل۔ ۳ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ یکم فروری ۱۹۷۹ء، مرسلہ: ملک سجاد حسین سٹھار ایڈووکیٹ، مرتبہ: ملک محبوب الرسول قادری)

☆☆☆

پپلاں میں قائد اہل سنت کا ایک خطاب

بہ روایت ملک سجاد حسین سٹھار ایڈووکیٹ

کینسر۔ کینسر ایک ایسا مرض ہے جو آدمی کو اندر ہی اندر کھاتا رہتا ہے۔ بظاہر انسان اچھا خاصا، چلتا پھرتا، تندرست و توانا اور صحت مند نظر آتا ہے لیکن اندر سے اس انسان کو کینسر چاٹ رہا ہوتا ہے۔ پتا اس وقت چلتا ہے جب انسان چارپائی پر گرتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسے تو کینسر نے اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ اب اس کے بچنے کے کوئی امکانات نہیں ہیں۔ پھر جیسے ایک درخت ظاہری طور پر سرسبز و شاداب نظر آتا ہے اس کی شاخیں اور ٹہنیاں ہری بھری نظر آتی ہیں مگر اسے اندر سے دیمک چاٹ رہی ہوتی ہے۔ پتا اس وقت چلتا ہے جب وہ درخت زمین پر آ گرتا ہے۔ تب پتا چلتا ہے کہ اسے تو اندر سے دیمک کھا گئی ہے۔

اسی طرح کسی مکان کی چھت کا شہتیر بظاہر تو صحیح سلامت نظر آتا ہے لیکن اسے اندر سے دیمک لگ چکی ہوتی ہے پتا اس وقت چلتا ہے جب چھت زمین پر آ رہتی ہے۔

یہ تبلیغی جماعت والے ایک مسلمان کے ایمان کو اسی طرح چاٹتے رہتے ہیں۔ کھاتے رہتے ہیں۔ آدمی ظاہری طور پر متشرع بھی ہوتا ہے، نمازیں بھی پڑھتا ہے، روزے بھی رکھتا ہے

مگر تبلیغی جماعت والے اس کے ایمان کو چاٹ چکے ہوتے ہیں جیسے بجلی کا بورڈ، اس میں بٹن بھی ہوتے ہیں فیوز بھی ہوتا ہے پنکھے، بلب، ٹیوب لائٹس، پلگ وغیرہ بھی لگے ہوتے ہیں۔ اندر وائرنگ بھی ہوتی ہے مین سوئچ بھی ہوتا ہے، میٹر بھی لگا ہوا ہوتا ہے جس کی تار کھمبے سے آ رہی ہوتی ہے۔ کچھ فاصلہ پر ٹرانسفارمر بھی لگا ہوتا ہے جو اپنے اپنے ایریا کو بجلی سپلائی کرتا ہے۔ یہ سپلائی گریڈ اسٹیشن سے آتی ہے۔ گریڈ اسٹیشنوں کو بڑے بڑے بجلی گھروں سے بجلی سپلائی کی جاتی ہے لیکن جب ہم بٹن دباتے ہیں نہ ٹیوب جلتی ہے، نہ بلب، نہ پنکھا۔ پتا چلتا ہے کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ گرڈ اسٹیشن سے سپلائی معطل ہے بجلی نہیں آ رہی۔ اسی طرح بظاہر آدمی کی داڑھی بھی ہوتی ہے نماز بھی پڑھ رہا ہوتا ہے، روزہ بھی رکھ رہا ہے، حج بھی کر رہا ہے لیکن اس کے اندر ایمان نہیں ہے۔ ایمان کی لوڈ شیڈنگ ہے۔ مدینہ منورہ سے رابطہ نہیں ہے۔ مدینہ منورہ سے کنکشن نہیں ہے۔ مدینہ منورہ رابطہ منقطع ہے لہٰذا ایمان کی لوڈ شیڈنگ سے بچو مدینہ منورہ سے کنکشن مستحکم کرلو۔

☆☆☆

میں ایک مرتبہ امریکہ گیا۔ ایک بچے نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم نے ایک سپر مین بنایا ہے کیا آپ نے وہ سپر مین ٹی وی پر دیکھا ہے۔ وہ بجلی سے چلتا ہے۔ میں نے کہا بیٹا میں تو ٹی وی دیکھتا نہیں۔ ویسے آپ کا سپر مین بجلی کا محتاج ہوگا۔ ہمارا سپر مین تو وہ ہے بجلی جس کی محتاج ہے۔ وہ بُراق پر سوار ہو کر آسمانوں کی سیر کو گیا تھا۔

(طالب دعا: ملک سجاد حسین ستھار ایڈووکیٹ، نور پور تھل)

☆☆☆

خدا سے پوچھے شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ
قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوۃ و سلاماً علیک یا رسول اللہ
و سلم علیک یا سیدی یا حبیب اللہ .

جہاں خدا کا ولی ہوتا ہے وہاں کتنی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے وہاں تو رحمتوں کا شمار ہی نہیں کتنی ہوں گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ اللہ کے ولی کے

ذریعہ جاری رہے گا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے 40 لاکھ غیر مسلم ہندوؤں وغیرہ کو اپنے ہاتھ سے مشرف بہ اسلام کیا۔

محمدؐ سے پوچھئے صفت خدا کی   خدا سے پوچھئے شان مصطفیٰؐ کی

قرآن اس لئے محفوظ ہے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ کا ذکر ہے۔ ہم تورات، زبور، انجیل پر اس لئے ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کا کلام ہے (اللہ نے ان کتابوں کو محفوظ رکھنے کا ذمہ کیوں نہیں لیا" ان میں رد و بدل ہو گیا) قرآن کا صحیح و سالم رکھنے کا ذمہ اس لئے لیا حضور اکرم ﷺ کی شان، گفتار، کردار کو محفوظ رکھنے کے لئے اللہ نے قرآن کو محفوظ رکھنے کا ذمہ لیا۔ بعض نام نہاد کتب فروش کہتے ہیں کہ جی یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ میری عقل ہی نہیں مانتی۔ ان کو جب اپنے مطلب کی حدیث مل جائے تو ٹھیک ہوتی ہے۔ ابوجہل اور ابولہب کی نسل چل رہی ہے۔ وہ دونوں حضور اکرم ﷺ کی شان سمجھتے تھے۔ مانتے نہیں تھے۔ اب بھی یہ لوگ حضور ﷺ کی شان سمجھتے تو ہیں مگر مانتے نہیں۔

شاہ احمد نورانی، شیخ الحدیث صاحب، مولانا عبدالستار خان نیازی کی رائے سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ بیٹے کو باپ کی رائے سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ طالب علم کو استاد کی رائے سے اختلاف ہوسکتا ہے۔ غلط اختلاف پر بے ادب ہو جائے گا۔ جب مصطفی ﷺ کی رائے سے اختلاف ہو گیا تو ایمان کامل رہ ہی نہیں سکتا۔ حضور اکرم ﷺ کی رائے سے اختلاف اللہ کی رائے سے اختلاف ہے۔ مصطفی ﷺ بولتے ہیں تو زبان مصطفی ﷺ پر خدا بولتا ہے۔ مصطفی ﷺ کو دیکھو ہمیں پہچان لو۔ (یہ قسم ہے اے مصطفی ﷺ! آپ کے رب کی قسم مومن نہیں ہو سکتے جب تک اے مصطفی ﷺ! آپ کو اپنا حکم نہ مان لیں)۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے یہ نہیں فرمایا کہ "لوگو کہو میں اللہ ایک ہے۔" سورۃ قل ھو اللہ احد میں اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ سے فرماتے ہیں مصطفی مجتبیٰ ﷺ کہہ دیجئے۔ اللہ ایک ہے۔ توحید وہ مقبول ہوتی ہے جو مصطفی ﷺ کے واسطے سے ہوتی ہے۔ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے 1953ء کی تحریک نبوت میں تختہ دار پر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تختہ دار کو چوما کہا نظام مصطفی ﷺ کی خاطر اور مقام مصطفی ﷺ کی

خاطر جان و مال عزت و ناموس سب کچھ قربان کر دوں گا۔

؎ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جو مصطفیٰ ﷺ، خدا کو دیکھ سکتا ہے تو خدائی اس کے سامنے کیا چھپے گی؟ پھر کون سا حجاب رہ گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ ﷺ سے فرمایا کہ پیارے میرا تعارف کرا دو تو تعارف کون کرا سکتا ہے؟ جو باخبر ہوتا ہے۔ اس لئے مصطفیٰ ﷺ خدا سے باخبر تھے۔ جب بھی حکومت سے پوچھا جائے تو کہتے ہیں نظام مصطفیٰ ﷺ بتدریج آئے گا۔

روٹی کمائیں گے ایک دم، بار بار جائیں گے ہسپتال، مکان، کاریں، لیں گے ایک دم۔ نظام مصطفیٰ ﷺ نفاذ کریں گے بتدریج، ہولے ہولے، تھوڑا تھوڑا، قرآن لوح محفوظ سے لوح آسمان تک اترا ایک دم۔ اس کے بعد ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا اترتا رہا۔ نظام مصطفیٰ ﷺ 24 گھنٹے میں نافذ ہو سکتا ہے (کیا ہول دلی ہو گئی ہے) کچھ ساتھی تھے موڑ کے جو علیحدہ ہو گئے کچھ ہیں توڑ کے ساتھی (سامعین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) قرآن دستور زندگی بھی ہے اور نظام بندگی بھی ہے۔ جب نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہوتا ہے تو زکوٰۃ دینے والا ہوتا ہے، زکوٰۃ لینے والا نہیں ہوتا۔

27 ستمبر 1987ء کو گڑھی افغانان (نزد واہ کینٹ ضلع راولپنڈی) میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کا مقام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس سے خطاب۔ (یہ نا تمام خطاب ہے ہمیں جس قدر مل سکا۔ شامل کر دیا گیا۔)

محررہ: سید محمد عبداللہ قادری

7 / 4/ 2008 سوموار

☆☆☆

آئینی سمجھوتہ - دستوری سمجھوتہ پر نقد و نظر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَنَبِیَّنَا وَحَبِیْبَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ اَلَّذِیْ اُرْسِلَ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَرِیْمًا ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ۔

یَارَبِّ یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمٖ قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ شَانِ حَبِیْبِہٖ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا o اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی حَبِیْبِکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ صَاحِبِ الْوَجْہِ الْاَنْوَرِ۔

صلوٰۃً و سلاماً علیك یا رسول الله

و سلم علیك یا سیّدی یا حبیب الله

میرے عزیز ہم وطنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، میں ایک ایسے وقت میں آپ سے آئینی سمجھوتہ کے بارے میں گفتگو کر رہا ہوں جب کہ سمجھوتہ مختلف تاویلات اور تضاد بیانی کی وجہ

سے پراسرار شکل اختیار کر چکا ہے۔ آپ کو اس بات پر حیرت ہو گی کہ ایسا فارمولا جس پر حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی جماعتوں نے اتفاق کے ساتھ اور جسے باہمی افہام کی فضا میں پُر خلوص نیتوں کے ساتھ مرتب کیا گیا تھا۔ اتنی جلدی متنازعہ کیسے بن گیا؟ آپ کی حیرت بجا ہے ضرور مجھے بھی حیرت ہے کیونکہ اب سے تین ماہ قبل آئینی سمجھوتے پر دستخط کیے تھے اور میری جماعت جمعیۃ علماء پاکستان کے پارلیمانی سربراہ کی حیثیت سے مجھے اس میں دعوت دی گئی تھی۔

میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اصل مسودہ آئین میں اس سمجھوتے کو نظر انداز کیا جائے گا اور حکمران حسب عادت اپنی مرضی مسلط کرنے اور اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے اور اپنے اختیارات کو دائمی بنانے کے لئے سمجھوتے کو اس طرح کچل کر عوامی نمائندوں کی کوششوں پر اس طرح پانی پھیر دے گی۔ اور ہر اسلامی و جمہوری دفعہ سے پوری ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ مکر جائے گی۔

آئینی سمجھوتہ کیونکہ 20 اکتوبر 1972ء کو عمل میں آیا تھا۔ یہ رمضان کا مبارک اور مقدس مہینہ تھا۔ ہمیں خیال تھا کہ کم از کم ماہ رمضان المبارک کا خیال کر کے حکمران جماعت اس سمجھوتے کا احترام کرے گی اور کبھی یہ خیال نہیں کرے گی کہ رمضان کے جاتے ہی سمجھوتے سے آزادی حاصل کر کے اسے اس طرح رسوا کیا جائے گا۔

سب سے پہلے آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ آئینی سمجھوتہ دراصل چند متفقہ امور کا نام ہے۔ 170 صفحات اور 45 دفعات پر مشتمل اس سمجھوتے کو مکمل آئین نہیں قرار دیا جا سکتا اور نہ ہی یہ پابندی لگائی جا سکتی ہے کہ مسودۂ آئین جو کہ 280 دفعات پر مشتمل ہے۔ محض آئینی سمجھوتے کی بنا پر بغیر کسی رائے اور بحث کے منظور کر لیا جائے۔ کیونکہ چار دن کے آئینی مذاکرات میں مکمل آئین کے ساتھ تدوین ہرگز نہیں کی جا سکتی۔ آئینی سمجھوتے کے بعد مسودہ دستور مکمل کرنے کے بعد حکمران جماعت حزب اختلاف پر مسلسل یہ الزام لگاتی رہی ہے کہ ہم نے آئینی سمجھوتے سے انحراف کیا اور آئین سازی کے کام سے کوئی دلچسپی نہیں لی جب کہ آئین سازی کے کام سے ہماری دلچسپی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے آئینی کمیٹی کے اجلاس کے

دوران تقریباً دوسو سے زائد تجاویز پیش کیں تو جو شخص 200 سے زائد آئینی ترامیم پیش کرے اس کی دلچسپی کا اندازہ آپ اس کی ترامیم سے لگا سکتے ہیں۔ آئین کمیٹی کے کسی اجلاس سے میں غیر حاضر نہیں ہوا۔ جہاں تک آئینی سمجھوتے سے انحراف کا تعلق ہے تو مسودہ دستور اور آئینی سمجھوتے کو سامنے رکھ لیجئے تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ حکمران جماعت نے کس بیدردی سے اس کی اسلامی اور جمہوری روح کو پامال کیا۔

اسلامی دفعات سے انحراف:

اب میں مختصر سا موازنہ پیش کرتا ہوں تا کہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ اسلام کو سرکاری مذہب قرار دینے اور دیگر اسلامی دفعات کے معاملہ میں حکمران پارٹی نے آئینی سمجھوتے سے کس مقام پر انحراف کیا ہے؟ آئینی سمجھوتے میں اسلامی دفعات 29 سے 43 تک ہیں۔ ان دفعات میں اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب بنانے کے بعد یہ ہونا چاہیے تھا کہ اسلام کو اس ملک میں مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ میری جماعت جمعیۃ علماء پاکستان چونکہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ اسلام ہی پاکستان کے وجود و بقا کا ضامن ہے۔ اسلام اگر اس ملک میں نہیں تو اس ملک کی بقا کا کوئی بھی جواز نہیں رہ جاتا اور پھر اس ملک کو وہ تحفظ بھی حاصل نہیں ہو سکتا جو اسلام کو اس ملک میں عملی طور پر نافذ ہونے کے بعد ہونا چاہیے۔ اسلامی دفعات اسی صورت میں مؤثر ہو سکتی ہیں جب کہ ان کو باقاعدہ دستوری تحفظ دیا جائے یعنی جس طرح وزیر اعظم یا صدر مملکت کو صاحب اختیار بنایا جاتا ہے اور اس کے اختیارات کی حدود متعین کی جاتی ہیں۔

دستوری طور پر یہ تمام چیزیں طے کرنے کے بعد قانونی شکل بھی دی جاتی ہے تا کہ وہ اپنے اختیارات کو اس دستور کی روشنی میں استعمال کرنے اور ان قوانین کا پابند رہے۔ جو دستور کی روشنی میں تیار کیے گئے ہیں۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ سربراہ مملکت یا وزیر اعظم جو اس ملک کا صدر یا وزیر اعظم ہو گا۔ مگر اس کو اختیارات نہ دیئے جائیں تو ظاہر ہے ایک نمائشی وزیر اعظم ہے یا ایک نمائشی صدر ہے۔ اسلام کے ساتھ 25 سال سے مسلسل یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

اسلام کا غلط استعمال:

اسلام کو زیب داستان کے لئے اسلام کو ایک حسین قسم کے دستوری چوکھٹے میں ہمیشہ سجانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اسلام کو لوگوں کے جذبات ابھارنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ لیکن عملی طور پر نافذ کرنے اور عمل کرانے کی صلاح ہرگز نہیں کی گئی۔ ہم نے دستوری سمجھوتے میں خاص طور پر یہ دفعات رکھوائی تھیں کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا اور کوئی قانون کتاب وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوگی کہ تمام موجودہ قوانین کو جو غیر اسلامی ہیں اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے اوران کو مؤثر طور پر نافذ کرنے کی ضمانت اس دستور میں نہیں دی گئی۔

عدم تحفظ:

ہر ایک فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر کسی بھی وقت حکومت اس کی آزادی کو چیلنج کرے۔ اس کو گرفتار کر کے ہراساں کرے، پریشاں کرے تو وہ عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔ لیکن آپ کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوگی کہ اگر اسلام کے قوانین کا مذاق اڑایا جائے۔ اسلام کے احکامات پر جن کو کتاب وسنت میں قانونی حیثیت حاصل ہے اگر اس ملک میں عمل درآمد نہ کیا جائے تو کوئی شخص یہ مطالبہ نہیں کر سکتا ہے کہ اسلام کے مطابق اس ملک میں زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے۔

اسلامی کونسل کی بے بسی:

ایک اسلامی کونسل، اسلامی نظریہ کی کونسل تشکیل دی گئی جس کا نام اسلامی کونسل رکھا گیا۔ یہ جس طرح سے پہلے غیر مؤثر بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ وہ صرف اس وقت مشورہ دے سکتا ہے جب اس سے مشورہ طلب کیا جائے، وہ صرف اس وقت ہی اپنی رائے ظاہر کر سکتا ہے جب اس سے رائے پوچھی جائے ورنہ اس بات کی نگرانی کا کوئی حق نہیں رکھتا کہ وہ خود عملی طور پر نافذ کر سکے۔ کتاب وسنت کے مطابق قوانین جو ہیں بروئے کار لائے جائیں۔ جو زیر بحث ہے کہ وہ قانون اسلامی دفعات کے خلاف ہے۔ وہ قطعاً نافذ نہ کیا جائے۔ اس کو اختیار نہیں۔

ارتداد کی کھلی آزادی:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اس بات کی کھلی اجازت دیتا ہے کہ ملک میں رہنے والے جتنے بھی غیر مسلم اقلیت ہیں ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی مسلمان اپنے مذہب کو تبدیل کرے۔ مسلمان ہونے کے بعد مسلمان اس کا پابند ہے کہ وہ مسلمان رہے گا جو اپنے مذہب کو تبدیل کرتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ دستور میں مسلمان کے مرتد ہونے اور مذہب تبدیل کرنے کی ممانعت کی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔ ہر شہری اس بات کے لئے آزاد ہے کہ وہ جس طرح چاہے اپنا مذہب تبدیل کرے تو اب یہ دستور کہ جس میں یہ دفعہ موجود نہیں ہے ظاہر ہے کہ آپ اس کو اسلامی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اور آئینی سمجھوتے میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ قانون کتاب وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا اور تمام موجودہ قوانین کو کتاب وسنت کے سانچہ میں ڈھال لیا جائے گا۔ تو حکومت وقت اس بات کی پابند ہے کہ وہ مسلمان کو اس کے مذہب پر عمل کرائے۔ مسلمانوں کو ان کے مذہب کا پابند بنائے اور قوانین کے ذریعے سے اس بات کی سختی سے جانچ پڑتال رکھے کہ کوئی شخص مذہب اسلام کی رو سے باہر نہ جانے پائے۔ یہ تھیں دستور کی وہ اسلامی دفعات کہ آئینی سمجھوتے میں جن کی ضمانت دی گئی تھی۔ مگر ان سے انحراف کیا گیا۔

غیر اسلامی قوانین کو چیلنج:

تو اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ اگر کتاب وسنت کے خلاف قوانین اسلامی نافذ کیے گئے تو جہاں کسی شہری مسلمان کو انہیں چیلنج کرنے کا حق نہیں ہے وہاں پارلیمنٹ کے ارکان کو بھی چیلنج کا حق نہیں۔ یعنی حکومت وقت جب چاہے پارلیمنٹ سے اپنی مرضی کے مطابق چاہے کتاب وسنت کے خلاف وہ قوانین ہوں۔ ان کو نافذ کرا سکتی ہے۔ تو ظاہر ہے ایسے دستور کو آپ اسلامی کیسے کہہ سکتے ہیں؟ اور آئینی سمجھوتے پر کہاں تک عمل ہو آپ

خود ہی فیصلہ کر لیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئینی سمجھوتے میں جو دفعات اسلام اور اسلامی قوانین کے لئے رکھی گئی تھیں ان کو آئینی سمجھوتے کے بعد دستوری مسودہ تیار کرتے وقت بالکل ختم کر دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی بدعہدی کی گئی ہے۔

اسلامی آئین سے فرار کیوں؟

اور یہ بالکل اس طرح کی بدعہدی کی گئی ہے جس طرح سے ماضی میں حکمران جماعتیں اس ملک کے مسلمانوں کے ساتھ کرتی رہی ہیں۔ کیونکہ وہ خود اپنے پانچ چھ فٹ جسم پر اسلام کو اپنی عملی زندگی میں نافذ نہیں کر سکتے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ چونکہ ہم اس پر عمل نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں اگر عمل کرتے ہیں تو ہمیں ہماری عادتیں بدلنی پڑیں گی۔ عمل کرتے ہیں تو شراب چھوڑنی پڑے گی۔ عمل کرتے ہیں تو فسق و فجور کو چھوڑنا پڑے گا۔ عمل کرتے ہیں تو زنا کو چھوڑنا پڑے گا۔ جوئے کو چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلامی قوانین اور اسلامی احکامات کو اپنے اوپر نافذ کریں تو ہمیں ان تمام چیزوں سے گریز کرنا پڑے گا اور ہم پابند ہو جائیں گے۔ تو اس لئے وہ اپنی نجی زندگی خراب ہونے کی وجہ سے پاکستان کے مسلمان کی نجی اور اجتماعی زندگی ختم کرنے کے درپے ہیں۔

دستوری سمجھوتہ میں اسلام کو جو تحفظ دیا گیا تھا اس کی روشنی میں جو مسودہ دستور تیار ہونا تھا۔ اس میں ظاہر ہے کہ اس قسم کے احکامات آ جاتے تھے کہ ملک سے مکمل طور پر تمام غیر شرعی چیزوں کی تدریجی طور پر ختم کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سے عرض کروں گا۔

بنیادی حقوق پر ڈاکہ:

مسودہ دستور میں اسلامی دفعات سے جہاں حکمران جماعت نے انحراف کیا اور حسب عادت اسلام پر عمل کرنے سے معذوری ظاہر کی۔ وہاں اس کے ساتھ بنیادی حقوق جو ہر شہری کو ملنے چاہئیں ان سے بھی قطعاً انحراف کیا گیا۔ آئینی سمجھوتے میں یہ بات واضح طور پر لکھی گئی تھی کہ

تمام بنیادی حقوق کا تحفظ کیا جائے۔لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بنیادی حقوق کا تحفظ اس شان سے کیا گیا ہے کہ ایک ہاتھ سے ان کو دیا گیا ہے اور یہ بھی نہیں کہ کچھ تھوڑی دیر انتظار کرتے فوری طور پر ان کو چھین لیا گیا اور بے بس بنا دیا گیا۔اور ایسا بے بس بنا دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرسکتا۔

یہ اس دستور کے اندر موجود ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شہری کے بنیادی حقوق اور آزادی کے اقدار پر بہت بڑا ڈاکہ ہے اور اس عرصے میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ حکمران جماعت کس طرح سے شہریوں کے حقوق پر مسلسل ڈاکے ڈال رہی ہے ان کی آزادی کو چھین رہی ہے۔ہمیں یہ توقع تھی کہ آئینی سمجھوتے میں کیونکہ F.R کی ضمانت کا مکمل وعدہ کیا گیا ہے دستخط کیے گئے ہیں تو یقیناً دستور میں بھی وہی دفعات ہوں گی۔لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ وہ ہی حکمران کہ جو شہریوں کی آزادی کے لئے مسلسل چلاتی رہی مسلسل عوام میں جا کر یہ پروپیگنڈہ کرتی رہی کہ ہم شہریوں کے آزادی کے لئے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ان ہی شہری آزادیوں کے علمبرداروں کے ہاتھوں انتہائی افسوسناک طریقہ سے شہری آزادیاں اور حقوق مسلسل پامال ہوتے رہے ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام جمہوریت کا سب سے بڑا داعی ہے۔چنانچہ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ مشہور ارشاد بے شمار مورخین اور اکابر محدثین نے نقل کیا ہے۔ایک موقع پر ارشاد فرمایا لما عبدتم الناس تم نے لوگوں کو کیوں غلام بنا لیا ہے؟ حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں فرد کی آزادی، خودمختاری اور عزت نفس کا اتنا احترام ہے کہ ان کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کرسکتی اور اب جب ہم اس دستور کو اسلامی اور جمہوری کہیں ظاہر ہے کہ آئینی سمجھوتے سے انحراف کیا گیا۔بڑی بدعہدی کی گئی اور یہ بات حد درجہ باعث شرم ہے کہ ہم اس دستور کو جمہوری حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش نہیں کرسکتے۔

صریح خلاف ورزی:

مزید آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آئینی سمجھوتہ اس بات کی بھی ضمانت دیتا

ہے کہ آنے والے زمانے میں قومی اسمبلی دو سو ممبران پر مشتمل ہوگی اور قومی اسمبلی کے ایوان بالا جس کو سینٹ کہتے ہیں۔ سینٹ کے ساٹھ ممبران ہوں گے۔ آپ خود ہی فیصلہ کیجئے اور بڑے ٹھنڈے دل سے اس بات کو سوچئے کہ جب ہم آئینی سمجھوتے پر دستخط کرتے وقت یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ قومی اسمبلی 200 افراد پر مشتمل ہوگی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس وقت 144 افراد پر مشتمل ہوگی۔ آئندہ 200 پر مشتمل ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے الیکشن کرانے پڑیں گے۔ یہ بالکل سیدھی سی بات ہے تو یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ پاکستان کے سب شہری نئے آئین کی بابت اس بات کے منتظر رہیں گے کہ اب بقیہ سیٹوں کا نہیں بلکہ پوری قومی اسمبلی کا نئے سرے سے انتخاب ہوگا۔ ان کو اس بات کا حق ہوگا کہ وہ نئے دستور پر اپنی رائے کو ظاہر کرسکیں۔

میں نے آئین ساز کمیٹی میں جب یہ بات کہی کہ صاحب 200 سیٹیں اس کے اندر موجود ہیں تو اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ ہمیں 144 کے ایوان کو پورا کرنا ہوگا۔ تو کہا گیا یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے۔

دستور کا نفاذ اور اس پر عمل:

144 کے ایوان کو 200 سے نہ بھریں ایسے ہی رہنے دیں اور دستور نافذ کریں۔ مارچ یا اپریل میں دستور نافذ کر رہے ہیں۔ اب یعنی 1973ء کے مارچ یا اپریل میں اور عمل کر رہے ہیں۔ 1977ء میں پانچ سال کے بعد یہ تو بڑی مضحکہ خیز بات ہے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اس شق سے کہ اسمبلی 200 افراد پر مشتمل ہوگی۔ یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس کے لئے الیکشن کرانے پڑیں گے۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔

نئے انتخابات کیوں؟

یہ بھی عام آدمی سمجھ سکتا ہے اور آپ حضرات خود بخود اس کا فیصلہ کریں گے اور اپنی

رائے کی آزادی کا استعمال کرتے ہوئے آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ الیکشن یقیناً ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ نئے دستور پر جب عوام انتخاب میں حصہ لیں گے تو اپنی رائے کا صحیح اور آزادانہ استعمال کر سکیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جن نمائندوں کو منتخب کیا ہے۔ اس دستور کی روشنی میں انہیں ان پر اعتماد ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ دستور پر بھی اعتماد ہوگا۔ تو ہمیں عوام سے اختیار مل جاتا ہے کہ ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہم نے جو دستور بنایا اس پر عوام نے فیصلہ دیا۔ اس کو عوام کی منظوری حاصل ہوگئی۔

ایسا دستور کہ جس کو عوام کی منظوری حاصل ہو اس کو پائیداری حاصل ہوگئی ہے وہ باقی رہنا ہے۔ ورنہ وہ دستور جس کو عوام کی نمائندگی، حمایت اور اعتماد حاصل نہ ہو اسے عوامی دستور نہیں کہا جا سکتا۔ وہ چند افراد کا بنایا ہوا دستور ہے۔ اس کا حشر ہم ماضی کی تاریخ میں دیکھ چکے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس دستور کا بھی وہی حشر ہو جو ماضی میں تمام دستاویزوں کا ہوتا رہا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ 200 سیٹیں جو آپ نے مقرر کی ہیں ان پر فوری طور پر الیکشن کرائیے اور عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ صاحب ہم الیکشن کیوں کرائیں؟ جب ہم ان سے کہتے ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہ طریقہ رہا ہے کہ جب بھی کوئی نیا دستور بناتے ہیں اس دستور کے مطابق نیا الیکشن کراتے ہیں اور اس سے عوام کی منظوری مل جاتی ہے تو ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ اس کی مثال دیجئے۔

انتخابات نئی بات نہیں:

آئین کمیٹی میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا۔ چنانچہ میرے دلائل آئین ساز کمیٹی کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں۔ میں نے اس وقت عرض کیا کہ دنیا کے تمام ممالک مثلاً ہمارا ہی ہمسایہ ملک بھارت، 1948ء میں نیا دستور نافذ ہونے کے فوراً بعد الیکشن کرایا اور نام نہاد بنگلہ دیش میں بھی نیا دستور بن گیا اور نافذ ہو گیا اور اس کے مطابق وہاں مارچ میں الیکشن ہو رہے ہیں۔ مجھ سے یہ کہا گیا کہ بنگلہ دیش تو ایک نیا ملک ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اس میں الیکشن ہو رہے ہیں تو میں نے عرض کیا کہ یہاں بھی تو لوگ کہتے ہیں کہ نیا پاکستان ہے۔ جب نیا پاکستان ہے نئے پاکستان کا

دستور ہے تو نئے الیکشن بھی ہونے چاہئیں۔

بہرحال میں تو عرض کر رہا تھا کہ سینٹ (ایوان بالا) اس کے آئینی سمجھوتے میں 60 سیٹیں مقرر کی گئی تھیں۔ تو جہاں انہوں نے 200 کی اسمبلی مکمل کرنے کے بعد انحراف کیا اور صرف 144 کی اسمبلی 5 سال تک رکھی اس کے ساتھ ہی انہوں نے سینٹ کے مسئلہ پر بھی انحراف کیا۔ اور یہ کتنی بڑی بدعہدی ہے۔ آپ ذرا خیال فرمائیے۔ یہ آئینی سمجھوتے کی بات ہے۔

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ کو بھی حیرت ہوگی مجھے خود حیرت ہے۔ سینٹ کے مسئلہ پر یہ طے ہوا تھا کہ سینٹ 60 ارکان پر مشتمل ہوگی اور یہ آئینی سمجھوتے پر موجود ہے۔ اس کا کیا کیا جا سکتا ہے۔ آئینی سمجھوتے پر کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ وہ الم نشرح ہے۔ عوام کے سامنے اخبارات میں آ چکا ہے اور ہر شخص پر اس کی دفعات بالکل واضح ہو چکی ہیں۔ سینٹ 60 ارکان پر مشتمل ہوگی۔ یہ آئینی سمجھوتے میں طے ہو گیا۔ دستور ساز کمیٹی نے جو مسودہ تیار کیا اس میں سینٹ کے ارکان صرف 40 رہ گئے۔ صرف 40 اور دو قبائلی علاقوں میں دارالسلام کے دارالسلطنت کے نمائندے تو اس طرح سینٹ 44 افراد پر مشتمل ہوگا۔

بہرحال دیکھئے کہ آئینی سمجھوتے میں تو ہم یہ طے کرتے ہیں کہ سینٹ ایوان بالا میں 60 ارکان ہوں گے۔ اور اب ہم یہ کہتے ہیں کہ صرف 24 افراد ہوں گے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آئینی سمجھوتے سے انحراف ہوا ہے یا نہیں۔

عدلیہ کی آزادی پر حملہ:

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے خصوصی طور پر یہ عرض کروں گا کہ ہم نے آئینی سمجھوتے میں یہ بھی طے کیا تھا کہ عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہوگی اور عدلیہ اس اعتبار سے آزاد ہوگی کہ اس کو کام کرنے، مروجہ قوانین پر پابندی اور عمل درآمد کرنے کا مکمل اختیار ہوگا۔ عدلیہ کے اراکین معزز، جج صاحبان یہ سب کے سب آئینی تحفظ دیئے جانے کے بعد اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں گے۔

اس لئے عدلیہ کو انتظامیہ سے بالکل آزاد رکھا جائے۔کوئی سی ایس پی افسر بیورو کریسی ان پر اپنے احکام کی تعمیل نہ کرائے۔ان کا اپنا بجٹ ہو ان کے اپنے اختیارات ہوں۔جس کو عدلیہ کہتے ہیں۔اس کی باقاعدہ علیحدہ سروس ہو۔اس کا اپنا سیکرٹریٹ ہو۔ایڈمنسٹریشن ہو۔جج حضرات اپنے معاملات میں مسائل کو خود مل کر طے کریں اور جس طرح چاہیں کورٹس یا ہائی کورٹس کے انتظامات کو چلائیں۔

عدلیہ کی آزادی کو اس دستور میں متاثر کیا گیا۔سب سے پہلے تو یہ کہ عدلیہ کو اتنا با اختیار ہونا چاہیے تھا کہ پاکستان کے ہر حصے میں اس کی تکمیل ہو سکے۔لیکن اس دستور میں حکومت نے بڑا عجیب و غریب فیصلہ کیا جو قطعاً آئینی سمجھوتے کی اس روح کو ختم کر دیتا ہے۔آئینی سمجھوتے کو ملیا میٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔انہوں نے ٹریبونل قائم کر دیئے ہیں۔

سپریم کورٹ کی بے بسی:

جن کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بھی سرکاری فیصلے سے متاثر ہوا ہے وہ حکومت کا ملازم ہے اور اپنے افسر بالا کے کسی فیصلے سے متاثر ہوا ہے اور وہ شکایت لے کر جاتا ہے تو صرف کورٹ میں وہ شکایت کر سکتا ہے اور ایسے دوسرے افراد بھی جن پر براہ راست حکومت کے فیصلے کا اثر پڑا ہے تو وہ اگر اس کے خلاف اپیل کرنا چاہے تو وہ صرف AC میں اپیل کر سکتا ہے اور A.P.C اگر اس کے خلاف فیصلہ دیتا ہے تو اس کو اب یہ حق حاصل نہیں ہے۔۔کہ وہ کسی بھی عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ میں جا کر اپیل کر سکے۔ CON APM کا فیصلہ بالکل آخری اور حتمی ہوگا۔

اب آپ اس سے اندازہ لگا لیں کہ پاکستان کی عدالت عالیہ کے اختیار سے بالکل باہر ہے اس طرح عدلیہ کی آزادی کو بالکل محدود کر کے رکھ دیا گیا ہے اور یہ آئینی سمجھوتے میں جہاں وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی تھی کہ عدلیہ بالکل آزاد ہو گی پر اثر انداز ہوا ہے۔اس کے اختیارات کو محدود کر دیا گیا ہے۔ٹریبونل اور انتظامی کورٹس اس عدلیہ کے اخلیارات سے بالکل باہر ہیں تو ظاہر ہے یہ تو عدلیہ کی آزادی کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

الیکشن کمیشن پر بالادستی:

اس طرح الیکشن کمیشن کا مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے۔ الیکشن کمیشن اگر غیر جانبدار ہے اس کی باقاعدہ انتظامی مشینری باقاعدہ چیف الیکشن کمیشن کے ماتحت ہے۔ اس کا اپنا بجٹ ہے اس کے اپنے اختیارات ہیں تو ظاہر ہے وہ انتہائی غیر جانبدارانہ طور پر کام کر سکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے اختیارات بالکل محدود ہوں اس کے تقرر میں گڑبڑ ہو۔ اس کو مالی اختیارات حاصل نہ ہوں۔ وہ اپنے اختیارات کو بروئے کار نہیں لا سکتا اور جیسے چاہے عملدرآمد نہیں کر سکتا۔ الیکشن کمیشن کے تقرر کے سلسلہ میں وزیراعظم جو انتظامیہ کا سب سے بڑا سربراہ ہے وہ جس الیکشن کمیشن کو چاہے مقرر کر دے تو ظاہر ہے کہ جب وزیراعظم الیکشن کمیشن مقرر کرے گا تو پھر اس ملک میں انتخابات کا کیا حشر کیا ہوگا؟ آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں اور ابھی حال ہی میں ایک سال کے عرصہ میں جو ضمنی انتخابات ہوئے ہیں ان کا حشر ہم نے اور آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ گواہ ہیں کہ لائلپور (موجودہ فیصل آباد) میں جہاں ضمنی انتخابات ہوئے وہاں کیا کیا دھاندلیاں ہوئی ہیں؟ اور کس طرح لوگ چلاتے کراہتے بے چینی کا اظہار کرتے رہے کہ ہم آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ انتظامیہ نے پوری دھاندلی کی۔ الیکشن کمیشن اپنے آپ کو بے بس پاتا تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ دستور میں مکمل طور سے تحفظ دیا جائے کہ الیکشن کمیشن پورے ملک میں آزاد حیثیت سے آزادانہ طور پر الیکشن کرا سکے۔ آئینی سمجھوتے میں یہ بات واضح طور پر طے کی گئی تھی۔ اس پر دستخط کیے گئے تھے۔ لیکن مسودہ دستور میں اس کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ بہت بڑی بدعہدی کی گئی۔ خاص طور سے رمضان شریف میں تیار کیے گئے آئینی سمجھوتے کی اگر اس طرح سے دھجیاں بکھیر دی جائیں تو ظاہر ہے کہ مسلمان کو اس پر رنج ہوگا۔ حالانکہ ویسے بھی بدعہدی کی جائے تو رنج ہوتا ہے۔

مارشل لاء کے ظالمانہ قوانین:

بڑے افسوس اور دکھے دل سے میں یہ بات عرض کروں گا کہ مارشل لاء کے ظالمانہ

اور جابرانہ قوانین کو تحفظ دیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے افراد اور خاص طور پر حکمران جماعت ماضی کے ان دو بڑے ڈکٹیٹروں کو غدار اور آمر کہتے ہی تھکتے ہی نہیں تھے کہ صدر ایوب ایسے تھے، صدر یحییٰ ویسے تھے لوگ ان کو برا کہتے نہیں تھکتے لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ حکمران جماعت جو ان کے خلاف منظم تحریک چلانے کے بعد عوامی حکومت کی حیثیت سے ان کا تختہ الٹنے کے بعد برسر اقتدار آئی تھی۔ وہی حکومت آج ان آمروں، ظالموں اور غاصبوں کے آمرانہ قوانین کو اس جمہوری دستور میں تحفظ دے رہی ہے۔ دنیا کے سامنے جب ہم نے اس جمہوری دستور میں تحفظ دیا ہے تو دنیا ظاہر ہے یہی کہے گی کہ اگر آپ کو مارشل لاء کے قوانین کو تحفظ ہی دینا تھا تو پھر آپ کو جمہوری دستور بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ مارشل لاء ہٹانے کی کیا ضرورت تھی؟ مارشل لاء چلاتے رہتے۔

یہ بات بڑی شرمناک اور حد درجہ افسوسناک ہے۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حکمران جماعت کو مارشل لاء کے قوانین سے کتنی محبت ہے؟ مارشل لاء سے کتنا بڑا لگاؤ ہے کہ مارشل لاء نافذ کرنے والے چلے گئے لیکن جو یادگار چھوڑ گئے ہیں اس یادگار کو یہ نہیں چھوڑنا چاہتے۔ اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ ایک بہت ہی بدنام زمانہ اور رسوائے زمانہ پولیٹیکل پارٹیز ایکٹ ہے۔ P.P.A، 1963ء میں نافذ ہوا۔ اس P.P.A کو مارشل لاء Ragime نے نافذ کیا تھا۔ اسے دستوری تحفظ دیا گیا ہے۔

آپ نے ایک طرف یہ مسئلہ سماع فرمایا کہ فرد کو بنیادی حقوق حاصل ہوں گے۔ پارٹی بنانے کا حق حاصل ہوگا۔ شہری آزادی کے حقوق بھی اس کو حاصل ہوں گے۔ وہ جو پارٹی چاہے بنائے جس پارٹی میں چاہے شریک ہو۔ ایک طرف تو اس میں یہ تحفظ دیا گیا ہے اور دوسری جانب P.P.A کے ذریعے یہ تمام اختیارات لے لئے گئے۔ اب وہ P.P.A کے تحت پابند ہیں۔ جس جماعت سے وہ بدگمان ہیں جس جماعت پر اسے اعتماد نہیں رہا ہے اس جماعت کو اب چھوڑ نہیں سکتا اور اگر چھوڑے تو اس کی سیٹ جاتی ہے۔ P.P.A کے سلسلہ میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ ہم لوگ اس کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ

حکمران جماعت کے لوگ P.P.A کے ٹوٹنے کے بعد زیادہ سے زیادہ حکمران جماعت سے نکل آئیں اور اس طرح سے حکومت کمزور ہو جائے گی۔ میں یقین دلاتا ہوں ہم نہیں چاہتے کہ کسی طرح بھی کسی آدمی کو اس کی کسی بھی حیثیت کو چیلنج کیا جائے۔ یا اس کے حقوق اور اختیارات غصب کیے جائیں۔ یہ مقصد نہیں ہے ہم تو صرف یہی چاہتے ہیں کہ آئینی ذریعے اور آئینی طریقے اختیار کیے جائیں اور یہ ہر شخص کو جمہوری حق حاصل ہے کہ جمہوری انداز میں تنقید کی جائے۔ جمہوری انداز اختیار کیے جائیں۔ جوڑ توڑ کی شکل میں سازشیں نہ کی جائیں۔

ایوبی یادگار:

P.P.A کی ہم مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟ اس کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ صدر ایوب کے زمانے کی یادگار ہے اور ان کی جتنی بھی یادگاریں اور آثار ہیں ان کو کم از کم آثار قدیمہ سمجھ کر ہی ختم کر دیا جائے۔ ان کی کوئی افادیت نہیں ہے اور یہ کہ ایک ممبر قومی اسمبلی کے ممبر کی آزادی پر ایک بہت بڑی قدغن ہے۔ اسمبلی کے ممبر کی آزادیٔ فکر اور فیصلے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس لئے اس قانون کی موجودگی ضروری ہے۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ آئینی سمجھوتے سے انحراف کیا گیا ہے۔ کہ بات جب آئینی سمجھوتے کی ہو رہی تھی تو یہ طے ہوا تھا کہ P.P.A کو اس طرح نافذ کیا جائے کہ کوئی بھی شخص اگر قومی اسمبلی میں ہی جماعت کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنا چاہے تو وہ اپنی سیٹ سے پہلے استعفیٰ دے۔ دوبارہ الیکشن لڑ کر آئے اور پھر اس حکمران کے خلاف جو چاہے کرے۔ اب آپ غور فرمائیے کہ حکمران جماعت رمضان شریف میں آئینی سمجھوتے کے وقت یہ چاہتی تھی کہ P.P.A کو اور زیادہ وسیع کیا جائے اور اسے اس حد تک لایا جائے کہ اگر کوئی شخص عدم اعتماد کی تحریک اپنی جماعت کے وزیراعظم کے خلاف لانا چاہے تو اس کی اپنی سیٹ عدم اعتماد کی تحریک سے ہی ختم ہو جائے۔ یہ بڑا عجیب سا مذاق ہے کہ اس شخص کے ساتھ جسے تین چار لاکھ ووٹروں نے منتخب کر کے بھیجا ہے اب اس کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ جس وقت چاہے عدم اعتماد کی تحریک اپنی جماعت کے وزیراعظم کے خلاف لائے۔ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے۔ اس زمانے میں یہ بھی بات ہو رہی تھی کہ

P.P.A میں یہ بات رکھی جائے کہ اگر عدم اعتماد کی تجویز فیل ہو جائے ناکام ہو جائے تو جتنے بھی افراد نے اس کے حق میں ووٹ دیئے ہیں دستخط کیے ہیں ان سب کی سیٹیں ختم کر دی جائیں۔ اب وہ دوبارہ لڑ کر آئیں یہ بھی مذاق ہو رہا ہے۔

کہ اس کے بعد پھر وزیراعظم کو 2/3 عدم اعتماد کی تجویز لا کر وزارت کو نہیں بلکہ جمہوری اقدار کو استحکام دینے کی کوشش کی گئی۔ تاکہ اس P.P.A سے نجات پائی جائے۔ استحکام جو حکمران جماعت مانگ رہی تھی کہ اسے ملنا چاہیے۔ جمہوریت استحکام کے لئے فرض ہے کہ وزیراعظم اپنے پاس اور تمام عہد جو اس نے اپنے ووٹرز سے کیے ہیں ان کو بروئے کار لا سکے۔ ان کے لئے یہ طے کیا گیا تھا کہ اس کو چاہیے کہ P.P.A کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے۔ اس کے بعد پھر یہ تجویز کچھ حضرات نے پیش کی اور پھر آئینی سمجھوتے کے زمانے میں 2/3 سے تو کچھ 51 سے چلے پھر 56 آئے اور اس کے عدد 66% پر آ گئے کہ 2/3 سے عدم اعتماد کی تجویز پیش کی جا سکتی ہے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 2/3 کی تجویز سے جب وزیراعظم کو استحکام حاصل ہو گیا۔ جمہوریت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ وزیراعظم کو اپنی پالیسیاں بروئے کار لانے کا حق حاصل ہو گیا تو پھر P.P.A کی ضرورت باقی کیا رہ جاتی ہے؟ 2/3 والی تو بات موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی آئینی سمجھوتہ پر دستور کے مسودے میں سے بروئے کار نہیں لایا گیا اور ہمیں بڑا افسوس ہے کہ جن دفعات کی میں نے نشان دہی کی ہے موزانہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ آپ نے اس پر اچھی طرح سے غور فرمایا ہو گا۔ اور آپ سمجھیں گے کہ کوشش اس بات کی کی گئی ہے کہ ہر قیمت پر دستوری مسودے میں آئینی سمجھوتے کو بروئے کار لایا جائے اور الفاظ و معنی دونوں کے اعتبار سے اس کو سمو دیا جائے لیکن افسوس ہے کہ ہم اقلیت میں ہیں اور حکمران جماعت آئین کمیٹی میں اکثریت سے تھی لہٰذا وہ اپنے فیصلے منوانے میں کامیاب ہو گئی۔ آخر میں یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ ہمیں آئین کمیٹی کے سمجھوتے پر عملدرآمد کرانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کی روح کے مطابق اس پر عمل کیا جائے اور جس طرح سے طے ہوا ہے اسی انداز میں اس کو باقی رکھا جائے۔ لیکن افسوس کے ساتھ

یہ کہنا پڑتا ہے کہ کیونکہ انہوں نے آئینی سمجھوتے کی دھجیاں بکھیر دیں اس لئے ہم بھی مجبور ہیں اور یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہیں کہ جب انہوں نے خود ہی اس کو توڑ دیا وہ کارآمد نہیں رہا۔

آئینی سمجھوتے کی موجودہ حیثیت:

پھر دوسری حیثیت بھی اس کی ہے۔ آئینی سمجھوتہ چند راہنما اصول تھے چند امور تھے کہ جن کی روشنی میں دستور کو مرتب کرنا تھا۔ آئینی سمجھوتہ دستور ساز کمیٹی کی ملکیت ہوگیا اور دستور ساز کمیٹی نے جہاں اور جس حد تک اس پر عمل کرنا چاہا عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ دستور کے اندر موجود ہے۔ جیسا کہ حکمران جماعت کہتی ہے۔ اب دستور کے اندر جو غلط چیزیں آئی ہیں ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

میرے عزیز ہم وطن بھائیو! اور بہنو!

اس وقت ہم اپنی تاریخ کے جس نازک بحران سے گزر رہے ہیں اس کا تقاضہ یہ ہے کہ متحد ہو کر ملکی سالمیت، قومی وقار اور فطری ہم آہنگی کے لئے جدوجہد کی جائے اور بے بنیاد الزامات سے ہر ممکن گریز کیا جائے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ حکمران پارٹی اور اس کی پروپیگنڈہ مشینری جسے اس وقت تصویر کا صحیح رخ پیش کرنا چاہیے تھا۔ اس بے بنیاد پروپیگنڈے میں مصروف ہے کہ حزب اختلاف سمجھوتے سے منحرف ہوگئی۔ حالانکہ ہر شخص آسانی سے یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اگر ہم کوئی آئینی بحران پیدا کرنا چاہتے تو ہمیں دستور سازی کی راہ میں کوئی رکاوٹ ڈالنی چاہیے تھی۔

ہم افہام و تفہیم کے ذریعے متفقہ فیصلہ تک پہنچنے کی کوشش نہ کرتے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیں۔ ہمیں اپنے لئے ملک کو نہیں ملک کے لئے خود کو قربان کرنے کے جذبہ سے سرشار ہونا چاہیے۔ میں اپنے عوام کے توسط سے حکمران جماعت سے اپیل کروں گا کہ آیئے ہم مل کر اپنی قوم کی بے یقینی کو دور کرنے کی جدوجہد کریں اور اپنی قوم کی بے یقینی کو دور کرنے کی جدوجہد کے ساتھ اس قوم کو اپنی رسوائیوں کے انتقام کے لئے تیار کریں۔

جہاں تک میرا اور میری جماعت، جمعیت علماء پاکستان کا تعلق ہے ہمارے نزدیک پاکستان خدا کی عطا کی ہوئی بڑی نعمت ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر نظام مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں اس ملک کو ایک سچی اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی کوشش کی جائے اور تصادم، کش مکش، بے یقینی اور بے چینی کی بجائے اس قوم کے جذبۂ تعمیر کو اجاگر کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ہم اپنے ہم وطنوں کو یقین دلاتے ہیں کہ بڑی سے بڑی قربانی سے بھی ان شاء اللہ اس وطن عزیز کے تحفظ کے لئے ہم کبھی دریغ نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

اسلام............ زندہ باد

پاکستان............ پائندہ باد

(ماہنامہ ترجمان اہلسنت، کراچی، مارچ 1973ء)

بشکریہ: گرامی قدر سید محمد عبداللہ شاہ قادری ابن حضرت علامہ سید نور محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخی خطاب: (30 جنوری 1973ء، 24 ذوالحجہ 1392ھ) کو ریڈیو اور ٹی وی پر مولانا نورانی کا آئینی سمجھوتہ پر ولولہ انگیز مجاہدانہ خطاب

دینی، سماجی، اخلاقی اور ملی اقدار کا محافظ
جوہرآباد
سہ ماہی
انوارِ رضا
ملک محبوب الرسول قادری

منظومات

70 طلبہ وطالبات جامعہ ہذا میں اقامت پذیر ہیں ان کی رہائش قیام وطعام کا تمام تر انتظام وانصرام جامعہ کے ذمہ ہے اور جامعہ کا کوئی مستقل ذریعہ آمدن نہیں ہے۔

طالبات

شعبہ حفظ وناظرہ، تجوید، شہادۃ العامہ، خاصہ، عالیہ اور عالمیہ

مخیر حضرات ،مشائخ عظام اور دیگر اہل سنت کے اہل ثروت حضرات سے معاونت کی اپیل ہے۔

مہتمم ادارہ
قاری محمد انعام عباسی صابری (جنرل سیکرٹری)
جمعیت علماء پاکستان تحصیل مری 0321-5606870

گاؤں نمرومال تحصیل مری ضلع راولپنڈی

قطعۂ تاریخِ اشاعت

انوارِ رضا کا ''خطباتِ نورانی نمبر''

''خطبات استقامت''

2014ء

استخراج شُدہ: یادگارِ اسلاف سلطان الشعرا حضرت علامہ محمد عبدالقیوم طارق سُلطانپوری

جہان علم میں، دنیائے ابلاغ و صحافت میں
ملک محبوب، اس کی شخصیت ہے جانی پہچانی
مفادِ دین و ملت، اوج پاکستان کی خاطر
زباں سے اور قلم سے اس کی ہیں خدمات لاثانی
ہے انوارِ رضا و سوئے حجاز اس کے جرائد سے
نمایاں اس کی تحریروں کی خوبی و فراوانی
نکالے اس نے نمبر معرکہ آراء و تاریخی
بخوبی آشکار اس کے قلم کی، جن سے جولانی
ہے جس رفتار سے اس کا یہ با مقصد سفر جاری
جو ہیں اس راہ کے راہی شدید ان کو ہے حیرانی
بتقریب سعید عرس، اظہار عقیدت کو
خصوصی یہ شمارہ ہے بیادِ شاہِ نورانی
وہ صدیقی چمن کا خوشنما گل، قائدِ ملت
وہ سنت کا نگہباں، حافظِ آیاتِ قرآنی
سیاست صاف ستھری بااصول و بے غرض اس کی

سیاست داں انوکھا، پیکر ایثار و قربانی
عظیم الشان ہے دینی سیاست میں مقام اس کا
زیادہ اس سے ہے جو مرتبہ اس کا ہے روحانی
کیے خطبات یکجا اس کے، اس مخصوص نمبر میں
ملک محبوب کی ہے ذوق افزاء یہ قلم رانی
صلہ اس کو عطا کر، اس کی اِس بے لوث کاوش کا
"الٰہی خیر گردانی بحق شاہ جیلانی"
بہ انوار رضا تاریخ اس پُرنور نمبر کی
کہی طارق "یگانہ، بے بہا، خطبات نورانی"

۱۴۳۵ھ

❁❁❁

"خطباتِ نورانی نمبر" کی اشاعت پر حضرت پیر طریقت علامہ
صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کا انوار رضا کے

خراجِ محبت

آنچہ در صورتِ مُجلہ ظاہر شد
نورِ شہ نورانی باہر شد
لطف عام و شانِ زیبائی دہ
سعی محبوب را پذیرائی دہ
از فقیر است تحفۂ دعوات
بہر انوار* راز دار نکات

(☆ سہ ماہی انوار رضا جوہر آباد مراد ہے۔ شاعر کے کلام سے یہ قطعہ سرورق پر پس منظر میں دیا گیا ہے۔)

کیئر اینڈ ریلیف فاؤنڈیشن کا نصب العین

پیر سیّد محمد ظفر اللہ شاہ بخاری

CARE & RELIEF FOUNDATION

دکھی اور بے سہارا انسانیت کی امداد و اعانت باوقار انداز کے ساتھ کیونکہ

مخلوق کی خدمت خالق کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے

ں میں مضمر ہے

کیئر اینڈ ریلیف فاؤنڈیشن

اس وقت معاشرتی بگاڑ پورے عروج پر ہے فحاشی و عریانیت کی یلغار نے ہمارے سماج سے
دینی تشخص چھیننے کے لیے بھرپور حملہ کر دیا ہے اور رہی سہی کسر ہمارے باہمی افتراق و انتشار نے
نکال دی ہے ایسے میں ضروری ہے کہ ہم باہمی اختلافات کو بھلا کر متحد و منظم ہوں تاکہ طاغوت
کی ابلیسی سازشیں ناکام ہوں اور اللہ تعالیٰ اہل سنت کو پھر سے عروج کی نعمت عطا فرمائے
ہم اہل سنت کے مایہ ناز صحافی برادر محترم
ملک محبوب الرسول قادری
الحاج ملک محمد جمیل اقبال
رکن مجلس عاملہ، جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر
مرکزی جماعت اہل سنت آزاد جموں و کشمیر
قدیم جامع مسجد حنفیہ مین بازار ڈڈیال آزاد کشمیر
0345-5546272

منظومِ خراج

قطعۂ تاریخ اشاعت خطباتِ نورانی نمبر

"گوہرِ تاباں، خطباتِ نورانی"

2014ء

ازاں جناب: حضرت پیر فیض الامین فاروقی سیالوی

ہے مجلہ کس قدر ذیشان انوار رضا
ہر شمارہ اس کا ہوتا ہے نہایت خوشنما
چھپتا ہے زیرِ ادارت یہ ملک محبوب کی
محسن علم و ادب ہیں جو رئیس اذکیا
لائے ہیں اس مرتبہ یہ خاص نمبر باکمال
ہے مرقع شاہ نورانیؒ کے یہ خطبات کا
تھے جہاں کی ظلمتوں میں روشنی کے وہ سفیر
دل تھا اُن کا الفتِ خیر الوریٰ ﷺ سے پُر ضیاء
کانِ علم و آگہی تھا، تھے وہ گوہر بے مثال
تھا طبیعت میں ودیعت ان کی ایثار و وفا
ان کی باتیں راہنمائے جادۂ عرفانِ حق
پائے گا تسکین جاں ان سے ہر اک شیخ و فتا
جستجو سالِ رسا کی تھی مجھے فیض الامیں
"دفترِ شیریں مقالی" دی خرد نے یوں صدا
۱۴۳۵ھ

الشاہ احمد نورانی

قوم کا غمخوار قائد جس کو نورانی کہیں
ملت بیضا کا اِک سالار لاثانی کہیں

وہ ازل سے منزلِ نو کی جانب ہے گامزن
بزم گیتی کی وہ رونق انجم چرخِ کہن

وہ سیاست کی عمارت کا گرانمایہ ستون
سرد ہو سکتا نہیں اس کا کبھی جوشِ جنوں

دردِ ملت کے لئے اس دور کا ہے وہ حکیم
مانتے ہیں اس کو سارے طورِ معنی کا کلیم

تا فلک اس کی فغانِ نیم شب دیکھی گئی
ماسوا اس کے کرامت ایسی کب دیکھی گئی؟

نور سے معمور چہرہ سینہ بھی پُرنور ہے
زخمِ ملت کا مداوا کرتا ہے خود چُور ہے

نغمۂ سازِ حُریت اس کے سینے میں نہاں
فی الحقیقت وہ حقیقت کا ہے تاسی ترجماں

تا ابد تاریخ میں زندہ رہے گا تیرا نام
چن لیا ملت کی جمعیت نے پھر تجھ کو امام

رہبرِ ملت تو حُسنِ رہبری سے کام لے
لڑکھڑائی ملتِ بیضا تُو بڑھ کر تھام لے

طارق محمود تاسیؔ پ ریتم

☆☆☆

عجب تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں روحِ عالم پہ
کہیں سے ڈھونڈ کر نورِ نبی بہرِ خدا لاؤ

یہی ہے مشورہ قربانؔ میرا اہلِ دانش کو
مقامِ مصطفیٰ سمجھو، نظامِ مصطفیٰ لاؤ

(علامہ قربان نظامی)

☆☆☆

پیغامِ منظوم

نمبر خاص "انوارِ رضا" کا آیا "خطباتِ نورانی"
یہ محبوب رسول کی کاوش ہے لاثانی اور لافانی
آپ کی ہے یہ سعیء جمیلہ عکاسِ فضلِ ربانی
نورانیؒ صاحب کی ہستی رشکِ میری و سلطانی
ذات ملک صاحب کی بے شک اہلِ نظر کے دل کی جانی
ہو مقبول یہ نذرِ عقیدت صدقہ محبوبِ سبحانی
"سُوئے حجاز" روانہ ہو جا تج فیضانؔ یہ دھندے فانی

(فیض رسول فیضانؔ، گوجرانوالا)

اعترافیہ

سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد کے "خطبات نورانی نمبر" کی اشاعت حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قدس سرہٗ کے گیارہویں سالانہ عرس مبارک کی مناسبت سے "علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان" کی حسین، علم افروز اور عمدہ و نفیس پیش کش ہے جس کے لئے میں اپنے معاونین اور مخلصین کے لئے اپنے رب کی بارگاہ عالی میں دارین کی سعادتوں اور لافانی برکات کی دعا کرتا ہوں۔

1۔ پیر روشن ضمیر عارف ربانی حضرت پیر سید محمد فاروق القادری، محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری، ہمدم دیرینہ برادرم محمد طاہر فاروق نورانی، حضرت جسٹس (ر) میاں نذیر اختر، رفیق قائد جمیل العلماء حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی (کراچی)، اپنے دینی و روحانی بھائی مکرم و محتشم شفیق الرحمٰن، نامور محقق و مصنف پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری، گرامی قدر برادر حاجی عطا اللہ خان نیازی (متولی: خانقاہِ حضرت مجاہد ملت میانوالی) اور ادارہ پاکستان شناسی کے موسس اعلیٰ محترم ظہور الدین خان امرتسری کی حوصلہ افزائی و مشاورت، علمی و عملی تعاون ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ اور متاعِ عزیز ہے۔

2۔ جامعہ اسلامیہ لاہور کے فاضل اور ہمارے عزیز دوست علامہ پیر زادہ محمد رضا قادری نے بڑی محنت سے اکثر خطبات کو آڈیو کیسٹ سے احاطۂ تحریر میں لانے کے حوالے سے کمال محنت اور محبت سے ہمارے ساتھ تعاون فرمایا۔

3۔ حضرت زینت السادات صاحبزادہ سید محمد عبداللہ شاہ قادری مدظلہ العالی نے اپنے محزونہ علمیہ سے ہمیں بطور تبرک حضرت نورانی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو نادر خطبات مرحمت فرمائے۔

4۔ پیکر اخلاص حضرت مولانا الحاج محمد جعفر ضیاء القادری نوری مدظلہ نے اپنی کتاب "قائد اہل سنت کی نورانی تقریریں مع حالات زندگی" سے خطبات شامل اشاعت کرنے کی نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ کتاب کا نسخہ بھی خود تشریف لا کر عنایت کیا۔

5۔ حضرت استاذ العلماء یادگار اسلاف علامہ صاحبزادہ پیر محمد اسماعیل فقیر الحسنی سجادہ نشین دربار نقشبندیہ شاہ والا شریف اور ان کے برادر اصغر مولانا قاری محمد امین الحسنی کی طرف سے "خطباتِ نورانی نمبر" کی ضرورت و اہمیت کے موضوع پر تحریک نے اپنا کام دکھایا اور جامعہ امام نورانی مری ضلع راولپنڈی کے بانی و مہتمم مولانا مفتی نذیر احمد العباسی نورانی کی مشاورت بھی تقویت کا باعث بنی۔

6۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے جملہ مخلصین و متعلقین کو، خصوصاً جامعہ اسلامیہ لاہور کے معزز اساتذہ کرام علامہ حافظ محمد ریاض قصوری، علامہ محمد یونس مدنی، علامہ اللہ بخش تونسوی، علامہ مفتی محمد زمان ایازی، حافظ محمد افضل نوشاہی، محمد عمران عنصر قادری، مولانا صدیق اکبر، مولانا ربیع القادری، قاری محمد نوید احمد قادری، مہر اختر عباس سرگانہ، وقاص احمد قادری اور حافظ علی عرفان نیز ہمارے ذی استعداد طلبہ راؤ عامر ستار اشرفی، صلاح الدین، حافظ محمد مظہر، محمد جنید اور حمزہ شعیب نے ہنگامی طور پر ان خطبات کی پروف ریڈنگ میں تعاون فرمایا۔ عزیزان حافظ علی رضا، حافظ محمد مظہر اور حافظ علی حسن نے آیاتِ قرآنیہ کو دیکھ کر حوالہ جات لگائے۔ ان تمام احباب کے لئے دعا گو ہوں کہ رب العزت انہیں دارین میں بہترین جزا عطا فرمائے اور اس کار خیر کو ہم سب کے لئے ذریعۂ نجات و توشۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

ملک محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)

11 اگست 2014ء

14 شوال المکرم 1435ھ، پیروار

مینار پاکستان کے سائے تلے تاریخی میلاد کانفرنس کے موقع پر شیخ الاسلام امام نورانی، امیر اہل سنت پیر میاں عبدالخالق قادری بھرچونڈی شریف اور مجاہد اہل سنت قاری محمد زوار بہادر مشاورت کر رہے ہیں۔ پس منظر میں خطیب اہل سنت علامہ محمد عارف نوری (مرحوم) چوہدری محمد یعقوب اور صاحبزادہ محمد محفوظ مشہدی بھی نظر آ رہے ہیں۔

اپریل 1985ء...... قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ دورہ خوشاب کے موقع پر
سردار باقر خان بلوچ کے ہمراہ جلسہ میں تشریف لا رہے ہیں

حضرت سلطان الاولیاء خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار آستانہ عالیہ شاہ والا شریف ضلع خوشاب میں حاضری کے بعد قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی میاں سجادہ نشین علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی اور علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی سے ملاقات کر رہے ہیں۔ اس موقع پر صاحبزادہ غلام حبیب الحسنی، سردار محمد خان لغاری اور صاحبزادہ ہاشمی بھی موجود ہیں صاحبزادہ قاری محمد امین الحسنی کھڑے ہیں

''میٹ دی پریس پروگرام'' کے بعد قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد پریس کلب سے ملک محبوب الرسول قادری (چیف ایڈیٹر) اور دیگر صحافیوں کے ہمراہ باہر تشریف لا رہے ہیں مرزا محمد کامران گولڑوی بھی نمایاں ہیں۔

اشاعت خاص

1979ء......قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، ملک سجاد حسین ستھار ایڈووکیٹ، ملک غلام سرور اعوان ایڈووکیٹ،
علامہ صاحبزادہ عبدالرحمٰن الحسنی، سہیل سرور سلطان (آج کل کے مشہور اینکر پرسن سہیل وڑائچ) اور خالد اقبال مسرت ایڈووکیٹ

اشاعت خاص

4 جنوری 1987ء ..... قائد آباد میں صاحبزادہ غلام حبیب الحسنی کی اقامت گاہ کے باہر کھلے پارک میں جلسۂ عام کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان ضلع خوشاب کی تقریب حلف برداری ..... مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نو منتخب عہدیداران سے حلف لے رہے ہیں۔ علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی (صدر) ڈاکٹر رفاقت سلطان ونو (جنرل سیکرٹری)، ملک سجاد حسین سنھار ایڈووکیٹ (نائب صدر) صوفی محبوب عالم سیالوی (ناظم مالیات)، مولانا نارادار حسین رضوی (ناظم نشر و اشاعت)

مئی 1986ء..... قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی جوہر آباد آمد پر استقبال کا منظر..... الحاج عبداللطیف چشتی شہید (کامونکی) علامہ سید مسعود الحسن شاہ گولڑوی، انجینئر سلیم اللہ خان، خالد اقبال سرت، ملک محبوب الرسول قادری، ملک مظہر اقبال اعوان اور دیگر بھی نظر آرہے ہیں۔

نامور قلم کار اور معروف صحافی ملک محبوب الرسول قادری کے زیر ادارت

انوارِ رضا

ابلاغ دین کی بین الاقوامی تحریک

[illegible] سے باقاعدگی [illegible] شائع ہو رہا ہے اور اس کا [illegible] خصوصی اشاعت اور خاص نمبر ہوتا ہے۔ بہت مختصر مدت میں اس [illegible] جریدہ نے درجنوں موضوعات پر بڑے اہم نمبر شائع کر کے علم و قلم، مسلک، مشرب، مذہب اور ملت کی خدمت کا فریضہ نبھایا ہے۔ حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن پیر ارچی خراسانی مبارک، سیاحِ حرمین حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان، محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری، پیر محمد عتیق الرحمٰن، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی عبدالقیوم ہزاروی، حضرت پیر سید فیض الحسن شاہ بخاری، شیخ الحدیث مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق رضوی، شیخ القرآن علامہ فیض احمد اویسی، جمیل العلماء مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی، شارح بخاری علامہ سیّد محمود احمد رضوی، شارح مسلم مولانا غلام رسول سعیدی، امیر اہل سنت پیر میاں عبدالخالق قادری، حضرت پیر میاں محمد حنفی سیفی ماتریدی، علامہ صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی، صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی، پیر طریقت حضرت ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی، علامہ عبدالقیوم طارق سلطانپوری، الشیخ السید یوسف السید ہاشم الرفاعی، حضرت حامد ربانی صدیقی، علامہ قاری محمد زوار بہادر، پیر محمد افضل قادری، حضرت پیر سیّد گل حسین شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سیّد محمد امیر شاہ گیلانی (پشاور)، حضرت صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری، محقق رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی اور اہل سنت کے دیگر اکابر نے اس کو ملت و امت کے لیے بہترین اثاثہ قرار دیا...... "انوار رضا" کے چند اہم شماروں سرورق اور ان سے متعلق مختصر معلومات ہدیہ قارئین ہیں سہ ماہ 'انوار رضا' کا 2013ء میں اگرچہ آٹھواں سال ہے مگر اس سے قبل تقریباً بیس برس سے کتابی سلسلہ کے طور پر شائع ہو رہا ہے جبکہ 2005ء سے فکری، نظری اور اعتقادی حوالے سے اہلسنت کی ترجمان نورانی ڈائری کا اجراء نہایت معلومات افروز اور اثر انگیز ہے واضح رہے ان کے مدیر ملک محبوب الرسول قادری نے بزم انوار رضا کی بنیاد 1981ء میں رکھی تھی جس کے زیر اہتمام 30 اگست 1986ء کو مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے انوار رضا لائبریری جوہر آباد کا افتتاح کیا جب سے اب تک یہ چشمۂ علم تشنگانِ علم کو مسلسل سیراب کر رہا ہے...... انٹرنیشنل غوثیہ فورم، زاویہ قادری، اسلامک میڈیا اور علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر درحقیقت اسی بزم انوار رضا کا تسلسل ہے...... اللہ کرے اشاعت و ابلاغ دین کی یہ تحریک اپنی حسین منزل کی طرف جاری و ساری رہے...... اس وقت 'انوار رضا' کے خصوصی اشاعتوں کی محدود تعداد [illegible] ان کے حصول کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں...... (ادارہ)

نامور قلم کار اور معروف صحافی ملک محبوب الرسول قادری کے زیرِ ادارت

انوارِ رضا

صفحات 272
قیمت -/200

اسلامک میڈیا

زاویہ قادریہ

منقبت

حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

غنی ہوا وہ تونگر ہوا امیر ہوا
درِ حضور کا قسمت سے جو فقیر ہوا

تمہارا لطف جو اے غوثِ دستگیر ہوا
خدا معین ہوا اور نبی نصیر ہوا

ملی تمہارے ہی در سے جہاں کو راہِ یقیں
اسی لکیر پہ آ کر ہر اک فقیر ہوا

رہائی ہوگئی یا غوث کہتے ہی دم میں
غلام دامِ محبت سے جب اسیر ہوا

ملی نصیب سے بغداد کی جسے مٹی
وہ خاکِ رہ گزرِ حضرتِ امیر ہوا

ولائے ساقیِ کوثر سے بھر گئے جل تھل
جو موج خیز تمہارا خُمِ غدیر ہوا

رسائی ہوگئی پیرانِ پیر تک حامدؔ
جو اپنا ہادی و رہبر غلام پیر ہوا

(مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ)

الٰہی تا گل و گلشن بماند
چراغ قادری روشن بماند

ترتیب وتدوین

ملک محبوب الرسول قادری

Quarterly
ANWAR-E-REZA
Jauhar Abad
Vol. 8, No.4. 2014